TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222454
UNIVERSAL LIBRARY

ھو العلی الاعلیٰ

خورشیدِ محشر

یعنی

مداحِ آلِ محمد مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی کی غزلوں کا دیوان

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالکِ مطبع

جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو

نور المطابع لکھنؤ میں چھپا

قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرور ست
انس او در راہ ایمان انس و جان را رہبر ست

تمہید فطرت پسند حضرات اچھی طرح آگاہ ہین کہ انسان اپنے جذبات کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ کا محتاج ہی۔ گو نثر کی آزادی۔ روانی۔ مناسبت۔ ایک نثار کے ما فی الضمیر کا اظہار اُسکی خواہش کے موافق رسکتی ہی۔ مگر فلسفیانہ نظر جب ڈالیگا تو ایک طویل عبارت کے قائم کیے ہوے بذبات کو شعر کے دو مصرعے اس خوبی سے ادا کر دینگے کہ جواب نہین۔ مگر ہم مین سے بہت کم لوگ اس سے واقف ہین کہ ان دو مصرعون کا مربوط رنے والا اپنی کن کن قوتون سے کام لیتا ہی۔ خیالی قوت کو کس حد تک ہونچاتا ہی۔ دنیا اور دنیا والون کے معاملات کس نظر سے دیکھتا ہی کہ جب نکا اظہار کرتا ہی تو کچھ ایسے اصولون سے کہ اُس مین خطا کی گنجائش ہی ظر نہین آتی۔ مگر کیا یہ عطیۂ فطرت ہر شخص کو ملتا ہی؟ کبھی نہین! اُسی طبیعت ین ودیعت ہوتا ہی جسکو قسام ازل نے اسی کام کے لیے بنایا ہو اور جسکی ندگی کا میدان تجربے کے سدا بہار پھولون سے مالامال ہو۔ ظہیر کہتا ہی ؎

زشعلہ میل بلندی بہال عشق بود　　　کہ شمع از پر پروانہ میکند پرواز

مانے کا جہل سے تاریک ہو جانا قابل قیاس۔ احساسات انسانی مین قیامت خیز غیر کا نمودار ہونا سہل۔ مشرقی دنیا مین صدیون کے قائم کردہ تمدنی اصول کا رک آسان۔ مگر فطرتی قانون کا بدلنا محال۔ ہر زمانے مین ایسے چند نفوس کا

ملنا جنکو قدرت نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہو ایسا ہی یقینی ہی جیسا کہ خود رو پھولون کا جنگل کے ایک گوشے مین کھلنا اور دامن فضا کو اپنی روح افزا مہک سے عطر بیز کرنا۔

دنیا سے شاعری مین اگرچہ اس دور کی ناگوار ہوائین اپنا اثر دکھا رہی ہین اور ہستی شعر بھی دوسرے فنون کے ساتھ طاق نسیان کی نذر ہو رہی ہی مگر جسکو فطرت نے شاعر پیدا کیا ہی۔ چاہے دنیا اُسے فراموش کر دے مگر وہ اپنا فرض منصبی زندگی کے آخری لمحے تک نہین بھول سکتا۔ مین اپنی تمہید کو ختم کرتے ہوے جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر کا ممنون ہون کہ اُنھون نے مجھ کو اپنے مختصر اور مختلف حالات زندگی بدین غرض مرتب کرنے کے لیے عنایت کیے کہ وہ اس دیوان کے ساتھ شامل کیے جائین۔ ساتھ ہی ساتھ اُسکے یہ اصرار بھی ہی کہ میرے قلم کی روش آزادانہ رہے اور کوئی تعریف بیجا نہ ہونے پائے۔

نام وسن ولادت

مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ خلف نواب مرزا حسن مرحوم۔ خاص لکھنؤ موطن و مولد۔ سولھوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع روز سہ شنبہ ولادت ہوئی۔

ابتداے عمر اور تعلیم

چونکہ مرزا صاحب کو فطرت ایک کار خاص کے لیے منتخب کر چکی تھی لہذا لازم تھا کہ ذوق حصول علم قوت تمیز کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائے۔ سات سال کے ہونگے کہ بسم اللہ ہوئی یہانتک کہ سنہ ۱۸۸۵ع مین مڈل کلاس کی سند حاصل کی جو اُس زمانے مین بہت وقیع سمجھی جاتی تھی اور اکثر طالبعلمون کی تحصیل علم کا گویا آخری مطمح نظر تھا جیسا کہ

آجکل انٹرنس) مگر چونکہ شوق کافی تھا اسی سند پر اکتفا نہ کی اور انٹرنس کے نصاب کی تیاری مین مصروف ہوگئے - اسکول مین انگریزی اور اُسکے بعد عربی اور فارسی کی تحصیل مین مصروف رہا کرتے تھے - مولوی نظیر حسین صاحب شاگرد رشید جناب مولانا عبدالحق خیرآبادی سے شرح جامی ختم کی -

زمانۂ شعرگوئی مین پہلے لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کی طبیعت مین جذبات شاعری پہلے ہی سے ودیعت تھے - لہذا بچپنے مین اچھے شعرون کا سننا اور پھر اسقدر لطف لینا کہ یاد بھی رہجایئں - اس امر کی بین دلیل تھی کہ مستقبل مین بھی طبیعت اپنے زادۂ افکار سے شاعری دنیا کی آبادی مین بیش قدر اضافہ کریگی - ایک دو نہین بلکہ سیکڑون اردو اور فارسی کے اشعار نوک زبان تھے اور جب احباب کی کسی بے تکلف صحبت مین شریک ہوتے وہ اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے "شاعر نے یہ کیا خوب کہا ہے" -

سچے دوست کا مل جانا گویا ایک ہادی برحق کا فراہم ہونا ہے - بہت سی نظیرین ایسی مل سکتی ہین جو اس امر کا ثبوت ہونگی کہ کتنے وہ لوگ جو دنیا مین ہمیشہ کے لیے اپنے کمال کی یادگارین چھوڑ گئے ہین اپنے سچے دوستون کے مشورے سے مستفید ہوے ہین - ورنہ کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ وہ کس گوشۂ عالم مین پیدا ہوے تھے - جہان اور فطرتی قوتون کے اظہار کے اسباب ہین اُن مین سے ایک اور بہتر کسی سچے یا فہیم دوست کا مشورۂ صائب ہے - آفتاب مین قدرتی روشنی موجود ہے مگر ہوا جب تک فضائی گرد و غبار اوپر سے نہین ہٹاتی اُسوقت تک اُسکی کرنین اچھی طرح سطح زمین پر نہین پھیل سکتین -

اپنے ایک دلی دوست سید نواز حسین صاحب مرحوم کے اصرار سے مرزا صاحب نے شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلی غزل دسوین فروری ۱۸۸۵ء کو مرقومۂ ذیل طرح مین کہی (افسوس کہ یہ غزل مرزا صاحب کے دیوان اول مین تھی جو ضائع ہوگیا ورنہ پہلی فکر کا اندازہ اور زیادہ ہوسکتا) مصرعۂ طرح۔ ساری دنیا تیرے جلوے کی تماشائی ہوئی۔ نواب مرزا صاحب۔ ملک مرحوم کے یہان مشاعرہ تھا شریک صحبت سخن ہوے اور غزل پڑھی یہ شعر اصحاب مشاعرہ نے بہت پسند کیا اور واقعی پہلی غزل مین ایسے شعر کا نکل آنا ثابت کرتا ہی کہ ذوق سخن فطرتی تھا۔

وہ عیادت کے لیے آئے ہین اور مجھکو ہی ڈر
پھر نہ جائے دیکھ کر انکو قضا آئی ہوئی

واقعات زندگی

شاعری کی ابتدا تو ہو گئی۔ مگر زیادہ انہماک نہین ہو پایا۔ کیونکہ ابھی انٹرنس مین تعلیم پانے کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ مین جو معدودے چند غزلین کہین وہ جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی کو دکھائین ۱۸۸۵ء کے انٹرنس کے امتحان مین کیننگ کالج لکھنؤ سے شریک ہونے کے بعد ہی مرض ضعف معدہ مین دو سال تک علیل رہے۔ ظاہر ہی کہ ایسی حالت مین انسان اپنی دماغی قوتون سے کیونکر کام لے سکتا ہی۔ شعرگوئی اور تحصیل علم صحت تک ملتوی کرنی پڑی تا اینکہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم کے علاج نے مسیحائی کا کام کیا اور چند دن مین روبصحت ہوگئے۔ شعرگوئی کا پھر شوق ہوا اور ایسا کہ اسکول جانا ترک ہوگیا مگر یہ خیال بھی ضرور پیدا ہوا کہ اگر استعداد علمی نہین تو کچھ نہین۔ اپنے یکجہت دوست سید کاظم حسین صاحب منتظر نبیرۂ انشاءاللہ خان مرحوم سے جنکا شمار لکھنؤ کے فارغ التحصیل افراد مین تھا فارسی کی درسی کتابین

ختم کین - اسکے بعد فخر الاساتذہ - مشہور ہند جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم (صاحب مثنوی ید بیضا) سے دو برس تک فارسی پڑھی - اس عرصے مین خواجہ صاحب موصوف مرض سخت مین مبتلا ہو گئے اور دوسرے طلبا کی طرح مرزا صاحب کی تحصیل بھی ناکمل رہگئی - اس زمانہ سے جو کچھ کہا وہ جناب سید علی محمد صاحب عارف طاب ثراہ نبیرۂ جناب میر نفیس صاحب مرحوم کو دکھایا - عارف مرحوم کی اصلاح اور فیوض سخن نے مرزا صاحب کو چند ہی سال کے عرصے مین صاحب تلامذہ کر دیا اور انھین سے فن عروض کی کتابین بھی پڑھین - نکتہ رس اور دقیقہ شناس استاد کی تعلیم و تربیت نے عروض کے مشکل سے مشکل مسائل کو یون حل کر دیا کہ صفحۂ دل پر نقش ہو گئے۔

یہ امر مسلم ہی کہ استاد اپنے بہترین شاگرد سے اور شاگرد استاد سے اسقدر مانوس ہو جاتا ہی کہ پدر و فرزند کی محبت کے مزے آنے لگتے ہین - وجہ یہ ہی کہ طرفین کو بقاے نام کا عالمگیر خیال محبت کے آخری مرکز تک کھینچ لاتا ہی - عارف مغفور اپنے تمام شاگردون سے زیادہ مرزا صاحب کو عزیز رکھتے تھے اور اپنے دور حیات تک مرزا صاحب کی تعریف کرتے رہے - مرزا صاحب نے بھی اپنے حسن عمل سے ان تعلقات کو روز بروز مضبوط کرنے کی کوشش کی حتی کہ بعد وفات جناب عارف مغفور انکے خلف و جانشین جناب سید ظفر حسن صاحب فائق سے یہی سلسلۂ انس مربوط رکھا - چنانچہ عارف مغفور کے سوم کی مجلس مین مرزا صاحب ایک تاریخ وفات نظم کرکے لے گئے اور جناب فائق کو سر مجلس مخاطب کرکے کہا کہ "آپ اس تاریخ پر پہلے اصلاح دیدیجیے تو مین پڑھون" یہ سن کے جناب فائق

آبدیدہ ہوے اور کہا کہ آپ میرے بڑے ہین ہین آپ کے کلام پر کیا اصلاح دون"۔ مرزا صاحب نے جواب مین کہا کہ "مین آپ کی ذاتی قابلیت و علمی استعداد کی بدولت آپ کو ہرگز ہرگز اُستاد مرحوم سے کم نہین سمجھتا اور ہمیشہ میرا یہی خیال رہیگا

مرزا صاحب کے فارسی کلام کا بھی ایک کافی ذخیرہ موجود ہے جس مین سے اکثر وقتاً فوقتاً مختلف پرچون مین ملک مین پیش ہو گیا اور اکثر باقی ہے۔ اس مین بیشتر اکابر ملک و ملت کی وفات پر قطعات تاریخ ہین جو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ شعر کے ہین۔

اسی طرح اخلاقی اور قومی نظمون کا مجموعہ بھی اکثر شائع ہو چکا اور اکثر نہین۔ روش زمانہ داعی ہوئی کہ قوم کی موجودہ ضرورتون مین بھی شاعری سے کام لیا جائے لہذا شبعہ کانفرنس مین جسکے انعقاد کو دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے ایسی قومی نظمین پڑھین جو اکثر مقاصد کانفرنس کے حصول مین معین ثابت ہوئین چنانچہ عظیم آباد عرف پٹنہ مین جب کانفرنس کا اجلاس ہوا تو پیسہ فنڈ کی تائید مین مرزا صاحب نے وہین ایک مخمس کہا جسکا پانچوان مصرعہ یہ تھا۔ "ایک پیسہ دو خدا کی راہ پر" مین خود کانفرنس مین موجود تھا اور اس نظم برمحل کے دلاویز اثر کو حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ چارون طرف سے چندے کے ساتھ داد مل رہی تھی۔

امروہہ اور بنارس کے اجلاسون مین بھی مختصر نظمین بہت مقبول و مشہور ہوئین

گو فارسی کلام پر زیادہ تر خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم کی اصلاح ہے۔ لیکن حضرت عارف مرحوم اور مجتہد العصر جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ اور شمس العلما مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ سے اصلاح لیکر ادبی فیوض حاصل کیے

حوادث کا نشانہ اگر شاعر نہ بنے تو تعجب ہی چنانچہ انوری کا یہ شعر دلیل ہی

ہر بلائے کز آسمان آید　　　خانۂ انوری کجا ماند

سنہ ۱۹۱۶ء مین مرزا صاحب مراد آباد کی ایک قصیدہ خوانی کی صحبت مین مدعو ہوے - قاعدہ ہی کہ جب کوئی مشہور شاعر کہین پہونچتا ہی تو لوگ اصرار شعر خوانی ضرور کرتے ہین چنانچہ مرزا صاحب نے بھی پیش بینی کی اور اپنا مجموعۂ دیوان غیر مطبوعہ ساتھ لے لیا - شب کی واپسی مین اتفاق سے ریل پر نیند آگئی یعنی

قرص خورشید در سیاہی شد　　　یونس اندر دہان ماہی شد

کسی نے دیوان مع ایک دستی بکس کے اُٹھا لیا - اس واقعے سے مرزا صاحب بہت متاثر ہوے - اور بجا متاثر ہوے - زندگی بھر کی محنت وجانفشانی کا سرمایہ اور یون ضائع ہو جائے - اکثر اخبارون مین انعامی اشتہارات دیے مگر دیوان گویا خواب زلیخا کا یوسف گم گشتہ تھا یا دل عاشق تھا کہ جا کر پھر کہان ہاتھ آتا ہی نہ ملنا تھا نہ ملا - صبر کیا اور پھر کمر ہمت باندھی - الحمد للہ کہ ویسا ہی دیوان پھر تیار ہو گیا -

دیوان کی گم گشتگی کی خبر اُنکے قدیم دوست منشی سعید احمد صاحب ناطق لکھنوی نے بھی سنی اور یہ قطعۂ تاریخ نظم کیا جو دلچسپی سے خالی نہین :-

قطعہ

غائب ہوا دیوان مجشر اب ملیگا حشر مین　　　مقبولیت کی غیب سے گویا شہادت آگئی

وصف دہن وصف کمر کے تھے مضامین اثر　　　پنہان نظر سے ہو گئے ایسی نزاکت آگئی

دیوان گم گشتہ ہی جسکے پاس وہ بھی بے نشان　　　یارب زلیخا مین بھی یوسف کی شباہت آگئی

عیسی نے یہ اٹھوا لیا یا خضر نے منگوا لیا　　کیا جانے اس دیوان پر کسکی طبیعت آگئی
تاریخ کا جویا تھا ناطق غیب سے آئی صدا　　گم ہوگیا دیوان محشر کیا قیامت آگئی

سنہ ۱۳۱۹ھ مین مرزا صاحب کو شوق زیارت عتبات عالیات ہوا - تنہائی سفر مین شاعری ایسی رفیق باطن نے بہت دل بہلایا اور کافی ہمدردی کی -

شاعر کی طبیعت قدرت کے دلکش مناظر چاہتی ہی - سبزہ زارون کی خنکی اُسکے ولولے بڑھاتی ہی - گلزارون کی مہک خیالی پیکر مین روح تازہ پھونکتی ہی - مگر وہان سوا سمندر اور پہاڑیون کے اور کیا تھا جو دلچسپی کا باعث ہو سکتا - مگر ایک شاعر کیا تو نہین جانتا کہ وہان اُس روحانی فیوض کے باطنی نقشے موجود تھے جو دنیوی آرائش کو دل سے ہٹا کر اپنے نظارے کے لیے وقف کر لیتے ہین - اور یقین دلا دیتے ہین کہ اے روح! تو ہمارے ذریعے سے ابدی آرامگاہون کی سیر کر سکتی ہی؟

مجھے یقین کامل ہی کہ اس سفر مین مرزا صاحب نے فکر شعر کو وقف مدح ائمہ معصومین علیہم السلام کر دیا ہوگا جو واقعی ایک شاعر زائر کے لیے اُس دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہی جسکی نظیر نہین -

بزرگان دین کی ثنا گوئی کا شوق تو ابتدائی شاعری کے کچھ سال بعد ہی پیدا ہو چکا تھا مگر میرے نزدیک سفر زیارت کربلائے معلی گویا اُسکی ایک مضبوط تاریخ ہی - اچھے اچھے قصائد کہے - اور بڑے بڑے سخن سنجون کے مجمعون مین پڑھ کر داد لی (جنکا ایک بسیط مجموعہ موجود ہی) بیشتر انجمن امامیہ کے عظیم الشان جلسون مین قصائد پڑھتے رہتے -

اول اول مبتدیون کے درجے مین جگہ ملتی رہی - مداومت مشق اور فیض مدح آل طہا

سے ممبر قصیدہ خوانی کی آخری سیڑھی پر پہونچایا اور اب شمس العلما مجتہد العصر مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کی صحبت قصیدہ خوانی کے ذاکر آخر ہین۔

عطائے خطاب ماہ رجب ۱۳۲۹ھ کی تیرہ تاریخ کو شریعت کدۂ جناب ممدوح صدر الصدور پر تقریب ولادت امیر المومنین علی علیہ السلام مین مرزا صاحب نے ایک نہایت مضبوط قصیدہ پڑھا۔ بانی قصیدہ خوانی نے داد جوہر شناسی سخن دی اور مرزا صاحب کو "مداح آل محمد" کا مایۂ ناز خطاب عطا فرمایا۔ اس قصیدے کا نام "ماہ کامل" ہے اور "آفتاب محشر" کا جزو اعلی ہے اس قصیدے کا مطلع اور آخری چند اشعار ذیل مین درج کرتا ہون۔ پورے قصیدے کے لیے ناظرین "آفتاب محشر" ملاحظہ کرین۔

مطلع

دن کٹ گیا ظاہر ہوئی شام شب ارمان
نکلا مری قسمت کو جگاتا مہ تابان

آخری اشعار جن مین حسن طلب خطاب ہے :-

پیمانہ مرے شوق کا دیکھے ہوے ساقی
اور سوچے ہوے دل مین کسی وقت کا پیمان

محشر بھی صلہ خدمت دیرینہ کا پائے
ملجائے خطاب آج وہ جو ہو مرے شایان

یہ کہکے بصد ناز پھر اس بزم سے جائے
یون لیتے ہین انعام مدیح شہ مردان

احباب گلے سے ملین بڑھ بڑھ کے خوشی مین
لے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہون سخندان

اس خطاب پر سچا فخر کرتے ہوے خود مرزا صاحب ایک جگہ تحریر کرتے ہین "یہ شرف میری شاعرانہ زندگی مین قابل تحریر ضرور ہے۔ اسکے بعد مین کچھ بھی نہین" واقعی اس خطاب پر جتنا فخر کیا جائے تھوڑا ہی کیونکہ وجہ خطاب۔ شان

خطاب اور معطی خطاب سہ گانہ افتخار ہین۔ ونیاے قصیدہ گوئی مین جو کام جناب شمس العلما کی منعقدہ صحبت قصائد نے کیا اُسکے اظہار سے زبان قلم قاصر ہی۔
اس صحبت کی محکم بنا ان متبرک ہاتھون نے اُسوقت سے کی ہی جب سے انجمن امامیہ لکھنؤ کی صحبت قصائد مین ضعف پیدا ہوا جسکو تقریبًا پچیس برس کا عرصہ ہوتا ہی اُسوقت سے ابتک متواتر ایک ہی شان سے یہ صحبتین ہوتی رہتی ہین بلکہ روز بروز ترقی کی صورت نمایان ہی۔ لکھنؤ کے اچھے اچھے قصیدہ گو وقتًا فوقتًا اپنے قصائد اس صحبت مین پڑھتے ہین اور علاوہ داد سخن کے ذخیرۂ برکات بھی حاصل کرتے ہین۔
کس زبان سے اظہار کیا جائے کہ قبلہ وکعبہ کی ذات نکتہ شناس نے شعرا مین کیونکر جوش مدح ائمۂ اطہار پیدا کر دیا۔ اس نورانی صحبت مین زیادہ تر اصحاب استعداد کا صاف اور ستھرا مجمع ہوتا ہی۔ اکثر نقادان فن اور خوش مذاق افراد نظر آتے ہین جنکی ایک تعریف اشہر کی راے مین ہزار تعریفون کے برابر ہوتی ہی۔
یہی وہ صحبت قصائد ہی جسنے ہندوستان کے شیعی حلقون مین یہان تک اپنا قابل تقلید اثر پھیلا دیا ہی کہ اب بفضلہ قصیدہ خوانی کی تامی نامی صحبتین ہندوستان مین ہوتی ہین۔ مختصر یہ کہ اس صنف سخن کی بقا کی باعث یہی صحبت ہی۔ خداوند قدیر اس سرچشمۂ فیوض کو تا دیر قائم رکھے۔
مرزا صاحب نے اور ایک موقع پر استحقاق خطاب قائم کر دیا تھا یعنی سنہ ۱۸۹۹ع مین قیصرۂ ہند ملکۂ معظمہ کی وفات حسرت آیات پر رؤساے لکھنؤ کی طرف سے تعزیتی جلسہ ہوا۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم بانی

و مہتمم تھے - یہ جلسہ وکٹوریہ پارک مین ہند و- مسلمان - پارسی اور انگریزون کے تیس ہزار آدمی کے مجمع سے ہوا - راس اسکاٹ صاحب بہادر جو ڈیشل کمشنر صدر جلسہ تھے - نامی شعراے لکھنؤ نے قطعات تاریخ نظم کیے تھے مگر جناب مرزا بہادر نے جناب محشر کو سب کے آخر مین پڑھوایا - انکے قطعات تاریخ اسقدر مقبول ہوے کہ صدر جلسہ نے نہایت شوق سے مانگے اور (برٹش میوزیم) لندن کو روانہ کیے - (پوری نظم مصنف کے پاس موجود نہین صرف یہ مصرع تاریخی معلوم ہو سکا ع "چراغ مملکت ہند ہاے ہو گیا گُل")

یہ پہلا موقع تھا کہ لکھنؤ مین تقریبًا تیس ہزار آدمیون کے مجمع مین مرزا صاحب کو نظم پڑھنے کے لیے بلایا گیا تھا - ان قطعات کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ بعض حضرات ہردوئی نے جناب مرزا بہادر سے سفارش چاہی کہ جناب محشر یہی قطعات ہردوئی کے تعزیتی جلسے مین جاکر پڑھین - چنانچہ مرزا صاحب ہردوئی گئے اور قطعات پڑھے جو دوبارہ خلعت قبول سے ممتاز ہوے (یہ گویا اس شعبۂ نظم کے کمال کی سند تھی)

دوسرے ایک موقع پر ایک ایسے شخص نے ایسے الفاظ مین مرزا صاحب کی تعریف کی ہو کہ میرے نزدیک اُسکے بعد مرزا صاحب کو خواہش داد سخن سے مستغنی ہو جانا چاہیے - یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو شمس العلما جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کے یہان نوروز کے متعلق صحبت قصیدہ خوانی تھی - مرزا صاحب نے بھی ایک قصیدہ پڑھا جو سامعین سے بلند آوازون مین داد لیتا ہوا ختم ہوا - اُس قصیدے کے مطلع کا مطلع اولی یہ ہے -

آب نیسان کی ہی صورت گریۂ شبنم پر آب   تم مرے گھر آئے یا برج شرف مین آفتاب

فاضل جلیل القدر جناب آقا السید احمد صاحب استرآبادی مہمان جناب شمس العلما بھی شریک محفل نوروز تھے اُنکو یہ قصیدہ اسقدر پسند آیا کہ فرط جوش مین فرمایا "چرا بملک الشعرا مخاطب نکردہ نشوی"

فیض مداحی نے بایۂ شہرت اسقدر بلند کردیا کہ دور دور سے لوگون نے مرزا صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مدعو کیا۔ چنانچہ ۱۳۱۸ھ مین جناب سید غلام حیدر صاحب رئیس منجھن پور ضلع الہ آباد نے بزم نوروزی مین قصیدہ خوانی کے لیے طلب کیا۔ مرزا صاحب کا کلام وہان کے اصحاب نظر تحسین سے پہلے ہی دیکھ چکے تھے صورت سے یقین نہ آیا کہ یہ وہی ہین۔ امتحاناً برجستہ اشعار کہلوائے گئے اصلاحین لی گئین۔ مگر ان سب سے مرزا صاحب اسطرح عہدہ برآ ہوے گویا معمولی بات تھی۔ اب وہان کے لوگون کو اتنا حسن اعتقاد ہے کہ ہر سال مرزا صاحب کو بہت ہی کوشش سے مدعو کرتے ہین۔

ذیل کے دو واقعے بھی قابل تحریر ہین۔ اول یہ کہ خدنگ نظر کے مشاعرے مین جناب محشر کے روبرو کنول آیا اور جب غزل پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہونچے۔

فلک بھی کانپ اُٹھا یون رہروون نے ہمکو ٹھکرایا
خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمین کوے جانان پر

جناب رشید مرحوم بھی شریک مشاعرہ تھے بہت داد دی اور فرمایا کہ "یہ شعر زندگی بھر کے لیے آپ کا مایۂ ناز ہے"

اسی طرح ایک سال اجودھیا کی مشہور مجلس مین جناب نفیس مغفور مرثیہ پڑھنے

گئے تھے۔ بعد ختم مجلس صحبت نفیس مین مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ جناب نفیس نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ "کچھ سنائیے" انھین نے جواب دیا کہ "میرے پاس سوا قصیدہ کے اور کچھ نہین" فرمایا "وہی سنائیے" مرزا صاحب نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور جناب نفیس مرحوم تعریف کرتے رہے جب یہ مدح کا شعر پڑھا:۔

دکھا کر معجزہ شق القمر کا کر دیا روشن　　کہ ہم ہین یون جدا و متحد خلاق اکبر سے

ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ نفیس مغفور نے بہت تعریف کی اور بکرات و مرات پڑھوانے کے بعد جناب عارف مرحوم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ "مین اگر اس ساٹھ برس کی مشق کے بعد ایسا شعر مدح مین کہتا تو ناز کرتا"

وجہ معاش مرزا صاحب پندرہ برس کے سن سے رؤسا کی ملازمت کرتے رہے۔ اول اول جناب حکیم محمد رضا خان صاحب بہادر متولی نجف کے مصاحب خاص رہے۔ پھر جناب مرزا بہادر محمد عباس علی خان صاحب کی ملازمت کی۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے عالیجناب شیخ علی عباس صاحب وکیل درجۂ اول رئیس لکھنؤ کے داروغہ و معتمد خاص ہین۔

باوجودیکہ ابتداے شباب سے روسا کی ملازمت مین بسر ہوئی مگر یہ آن بان بھی لائق نظر ہی کہ کبھی کسی کی مدح مین ایک مصرع تک نہین کہا۔ بلکہ تمام قوت ثنا گستری کو مدح ائمۂ اطہار مین صرف کیا۔

اصناف سخن غزلون کا دیوان۔ قصائد مدح معصومین علیہم السلام کا مجموعہ مکمل۔ تاریخی قطعات فارسی و اردو تعداد کثیرہ مین۔

چھوٹی چھوٹی مثنویان - رباعیات - سلام - قومی و اخلاقی نظمین مخمسات و مسدسات جنکا مجموعہ اس دیوان کے بعد طبع ہوگا۔

انجمن معیار کے مشاعرون کے سلسلے مین (خود جسکے ارکان اعلی مین سے تھے) مرزا صاحب کے یہان بڑے بڑے معرکے کے مشاعرے ہوے جنکی روئدادین طویل مضامین مین خود لکھین۔ علاوہ اسکے اکثر نثرین بھی مختلف موقعون پر لکھی ہین

اسمائے تلامذہ سید محمد سلطان صاحب مشعل نہایت خوشگو اور خوش فکر (۲) سید ضیاء الاسلام صاحب بی اے عیان مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول گورکھپور (۳) سید صدر الاسلام صاحب صدر سب انسپکٹر شاہجہانپور (۴) مرزا محمد ذکی صاحب ساغر وکیل ریاست رامپور (۵) سید علی محمد صاحب عالی مدرس مدرسۂ منجھن پور ضلع الہ آباد (۶) محمد عبد الرزاق صاحب شیدا ساکن انبالہ (۷) خواجہ انعام الدین صاحب انعام (۸) سید لطیف حسین صاحب مراد ساکن انبالہ (۹) سید شوکت علی صاحب فراق ساکن ہلور۔ لکھنو اور بیرونجات کے اکثر لوگون کا کلام بنایا اور بناتے ہین جنکے نام مین مصلحتًا نظر انداز کرتا ہون۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب جگر مرحوم نے بطیب خاطر اپنا مجموعۂ غزلیات مرزا صاحب کو عنایت فرمایا اور خواہش اصلاح کی۔ مگر یہ بھی فرمایا کہ صحت اغلاط اور ترقی لفظ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھایا جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ بعض اصلاحین بہت پسند فرمائین۔ اسکے بعد جب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز ملازم ہوے تو اُنسے اصلاح لی۔

تصنیفات مجموعۂ قصائد بنام حسن القصائد (مطبوعہ) مجموعۂ ثانی بنام آفتاب محشر (مطبوعہ) متفرق قصائد۔ مثلاً ذوالفقار شاہد غیب۔ جلوۂ طور۔ ایک قصیدۂ نعتیہ گل وبلبل کے مناظرے مین۔ دوسرا مناظرۂ صبح وشام مین۔ قومی نظم شاہد تمنا جس مین تعلیم کے مسئلے کو بہت خوبی سے نظم کیا ہی۔ نظم شور محشر۔ جو ملک مین بہت مشہور ومقبول ہوئی۔ تذکرۂ احباب (زیر تصنیف) جس مین اُن شعرا کے حالات ورنگ کلام وطرز غزلخوانی کا ذکر ہی جنکو مرزا صاحب نے اپنی زندگی مین دیکھا یا ہم مشاعرہ رہے۔ حیات حضرت نفیس مرحوم مکمل (غیر مطبوعہ) یہ مسودہ گذشتہ طوفان بارش مین تلف ہوگیا تھا مگر پھر مرزا صاحب نے کوشش بلیغ کرکے جمع کیا ہی۔ امید ہی کہ جلد طبع ہوگا مثنوی حیات انسانی جو زیر تصنیف ہی بلکہ قریب ختم ہی۔

جناب محشر اور راقم الحروف مرزا صاحب شگفتہ مزاج اور اوضاع قدیمانہ کے پابند ہین طبیعت مین نفاست بہت ہی جو علاوہ لکھنؤ کے باشندہ ہونے کے نفاست خیال پر دال ہی۔

مرزا صاحب کے اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہی جسکی وجہ سے بیشتر افراد سے دوستانہ مراسم ہوگئے ہین۔ علماے وقت کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہین۔ احکامات شرعیہ کے اسقدر پابند ہین کہ دوسرون کے لیے قابل مثال۔ اُنکے چند ہمعصرون کی نسبت اکثر کا یہ خیال ہی کہ خودداری بیجا کرتے ہین مگر انکے بارے مین یہ ریمارک آجتک سننے مین نہین آیا۔ ہان اگر زمانہ شعرا کے موافق ہوتا تو ایک حد تک ضرور ناز کرتے اور بجا ناز کرتے۔

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہین جسکے صلے مین خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہی۔

گو مرزا صاحب کے کلام مین مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہی لیکن اکثر ایسا پُراثر شعر بھی نکل آتا ہی کہ جواب نہین۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اسقدر صاف اور پر اثر ہونے لگی ہی کہ سبحان اللہ۔

جہان مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ "مین اپنے لیے شعر کہتا ہون" اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ "اگر اُردو مین شعر کہا جائے تو اپنی زبان مین کیون نہ کہا جائے" کم وقیع نہین۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور اُنکی تشبیبات معرکہ آرا ہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن مین قلم اُٹھاتے ہین اپنی پوری قوت صرف کرتے ہین۔

میرے ہاتھ مین قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہون کہ میری راے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دین۔

احقر

آغا اشہر لکھنوی

فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

جز محبت ہر چہ بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزی برنداشت

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت نکتہ چین اور غیر نکتہ چین نگاہون کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہون اور بدل اقرار کرتا ہون کہ اول سے آخر تک کاتب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فروگذاشت نہین۔ جس شعر مین جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہی۔ موزونی طبع کی مدد سے جذبات حسن وعشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کر نیکو کاغذ پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہی۔ جو شعر پسند آئین اُن کا ممنون۔ اور جو ناپسند ہون کچھ شکایت نہین۔ محشر ہون معصوم نہین نہ ہو سکتا ہون جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طی کر کے درجہ عصمت پر فائز ہو چکے ہین خدا اُنکو صفحہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برائے نام شعرا کی لغزشون پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس وخاشاک سے پاک وصاف کر دیتے ہین۔ صرف یہی نہین ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے مدارج اور بلند کرتے ہین۔ جبکہ مین اپنے ناململ دیوان یعنی منظومات نامقبول کو چھاپے خانے کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ مین اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ بجنسہ اُٹھا کر منشی سید نورالحسن صاحب مالک مطبع نورالمطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو بُرے سے منتخب

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہین جسکے صلے مین خلعت حسن قبول حاصل ہو چکا ہی۔

گو مرزا صاحب کے کلام مین مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہو لیکن اکثر ایسا پُر اثر شعر بھی نکل آتا ہی کہ جواب نہین۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اسقدر صاف اور پر اثر ہونے لگی ہی کہ سبحان اللہ۔

جہان مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ "مین اپنے لیے شعر کہتا ہون" اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ "اگر اُردو مین شعر کہا جائے تو اپنی زبان مین کیون نہ کہا جائے" کم وقیع نہین۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور اُنکی تشبیبات معرکہ آرا ہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن مین قلم اُٹھاتے ہین اپنی پوری قوت صرف کرتے ہین۔

میرے ہاتھ مین قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہون کہ میری راے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دین۔

احقر
آغا اشہر لکھنوی
فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

جز محبت ہر چہ بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزی بر نداشت

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت نکتہ چینوں اور غیر نکتہ چین نگاہوں کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہون اور بدل اقرار کرتا ہون کہ اول سے آخر تک کاتب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فروگذاشت نہین جس شعر مین جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہی۔ موزونی طبع کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کر نیکو کاغذ پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار رہی۔ جو شعر پسند آئین اون کا ممنون۔ اور جو ناپسند ہون کچھ شکایت نہین۔ محشر ہون معصوم نہین نہ ہو سکتا ہون جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طی کرکے درجہ عصمت پر فائز ہو چکے ہین خدا اونکو صفحہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برائے نام شعرا کی لغزشون پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیتے ہین۔ صرف یہی نہین ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے مدارج اور بلند کرتے ہین۔ جبکہ مین اپنے نامکمل دیوان یعنی منظومات نامقبول کو چھاپے خانہ کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ مین اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ بجنسہ اوٹھا کر منشی سید نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو برے سے منتخب

کرلیتا۔ جبکہ کل برا تھا تو اُسے کیا چھانٹتا۔ میری اس تحریر میں نہ مبالغہ ہو نہ انکسار۔
حقیقت حال کا اظہار کوئی گناہ نہیں۔ اگر ارباب نظر اس میں بھی کوئی معنی پیدا کریں
تو میری خوش قسمتی اور کیا کہوں فقط۔ محشر عفی عنہ

حفظ دولت دیرینہ یاران کم دِن رسم وزرست
مدّ احسان رشتۂ شیرازۂ این دفترست

۱۳۳۳ھ ہجری ماہ شوال کی تیسری تاریخ چہارشنبہ ٹھیک گیارہ بجے دن
کو میں اپنے فقیر خانہ میں بیٹھا ہوا مختلف خیالات کی کشاکش میں مبتلا تھا کہ دفعۃً
ایک پہچانی ہوئی آواز نے اپنی طرف مخاطب کر لیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ
"حاضر ہوا" دوستانہ جذبات کی قوت سے اُٹھا اور باہر گیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی دونوں
دوست عید ملنے پر آمادہ ہو گئے۔ آخران احباب باصفا کے نام کیا ہیں ہ ع

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا ‏ ‏ کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

ایک جناب نواب سید عسکری مرزا خان عرف نواب بن صاحب بلیغ دوسرے
مولوی فاضل جناب ماسٹر سید ابوالحسن صاحب مہجور ہیڈ مولوی گورنمنٹ
ہائی اسکول بہرائچ۔ ان حضرات سے ملتے ہی کشاکش خیالات کی کلفت خوشی
سے مبدل ہو گئی۔ بیٹھتے ہی جناب مہجور صاحب نے وہ مسرت خیز خبر سنائی
کہ بیساختہ دل پھڑک اُٹھا۔ مثل مشہور ہے ع

"بھلی لگ جائیگی جو دل سے ہو گی"

فرماتے ہیں کہ "محشر! تم نے کئی روز ہوئے جب مجھ سے ذکر کیا تھا میرا دیوان

چھپ رہا ہی۔ مجھے بہت خوشی ہوئی تھی مین نے جوش مسرت مین اسکا تذکرہ جناب برادر معظم سید احمد حسین صاحب ہیڈ مولوی جوبلی ہائی اسکول سے کیا۔ موصوف الصدر نے بنا بر اُس اخلاص کے جو اُنکو تھارے ساتھ ہی قطعۂ تاریخ نظم کرکے عنایت کیا ہی" مین نے قطعۂ مذکور مہجور صاحب سے لیا اور مکرر پڑھا مصنف قطعۂ تاریخ کی استعداد علمی پر ارباب فضل و کمال جلی قلم سے صاد کرچکے ہین۔ فارسی مین قوت نظم و زبان دانی کا سکہ بھی اکثر فصیح و بلیغ قصائد کے ذریعہ سے دنیائے نظم مین رائج الوقت ہوچکا ہی۔ خاکسار محشر تہ دل سے ممنون ہوا۔ صرف ممنون ہی نہین ہوا بلکہ اس قطعہ سے خورشید محشر کی تجلی کالشمس فی رابعۃ النہار ہوگئی۔ دیوان تاکمل ہین کوئی تاریخ تھی بھی نہین۔ اپنی کم قسمتی اور عدیم الفرصتی کے باعث شعرائے لکھنؤ و بیرونجات سے طلب کرنے کا اتفاق ہی نہین ہوا۔ متقدمین و متاخرین شعرا کی پیروی کا ایک جزو اعلی رہا جاتا تھا اسکو بھی اس قطعۂ تاریخ نے مکمل کردیا۔ اگر قطعۂ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو زبان قلم آزادانہ یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اشعار کی فارسیت حلاوت صوری و معنوی مین قند پارسی سے بہت زیادہ ہی۔ ہجری و عیسوی دونون تاریخین نہایت صاف بھی اتنی کہ بادی النظر مین تاریخین نہین معلوم ہوتین مگر ہیچمدان محشر کے مرتبے کو جوش مودت مین اعتدال سے زائد بڑھادیا ہی جو ہرگز ہرگز اس قابل نہین ہوسکتا بہر طرف

ہرچہ از دوست میرسد نیکوست

کی بنا پر احقر کے لیے سند شاعری اور ناظرین باانصاف کے واسطے کمال مورخ کا جوہر دار آئینہ سمجھنا چاہیے۔

قطعۂ تاریخ

المنۃ للہ درین آوان و ایام نکو — یک کارنامہ طبع شد بہر گروہ شاعران
دیوان اشعار ہست این یا معجزات شاعری — از میرزا کاظم حسین محشر شیوا زبان
ہر شعر شہ بیت ست و او سلطان اقلیم سخن — شد سکۂ نامش روان بر نقد شعر اہل جہان
اعلی مضامین زادۂ طبع بلندش روشن ست — ہر بیت آن بیت الغزل ہر شعر آن شعری مکان
خورشید محشر ہست این مجموعہ را نام بلند — کز نور آن حسادرا شد دیدگان خفاش سان
در فکر سال طبع آن بر داشتم چون خامہ را — اشعار اردو مستند ہاتف بگفتہ ناگہان
تاریخ سال عیسوی پیدا شد از طرز نوی — اشعار اردو مستند بے مثل آمد بر زبان

حضرت بلیغ مدظلہ العالی کا عطیہ

اسی صحبت مین جناب بلیغ نے مجھ سے پوچھا کہ "تم نے اپنے دیوان کا کیا نام رکھا ہی؟" مین نے عرض کیا "خورشید محشر" فرمایا کہ "لفظ خورشید کی کتابت بغیر واو بھی جائز ہی لہذا اس صورت مین "نور خرشید محشر" بھی تاریخ ہو سکتی ہے چونکہ تم نے دیوان کی ترتیب وغیرہ ۱۹۱۸ء سے شروع کر دی تھی لہذا ابتداے کار کی تاریخ یہ رکھو اور انتہاے کار کی تاریخ وہ جو جناب سید احمد حسین صاحب کی فکر اعلی کا نتیجہ ہی۔ مجھ کو دونون سخنورون کے کمال طبع پر حکیم انوری کا یہ شعر یاد آیا

اے از رخت فگندہ سپر ماہ و آفتاب
طعنہ زدہ جمال تو بر ماہ و آفتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

نثارِ عاشقی ہوکر جوارِ حسن تک پہونچا
مین تیرا نام لے لیکر دیارِ حسن تک پہونچا

حقیقت مختصر یہ ہے کلیم اللہ کے غش کی
دماغ انسان کا تا حدِ وقارِ حسن تک پہونچا

وہ قوت عشق نے پیری مین دی یعقوب کے دلکو
کیا جو کوئی نالہ یادگارِ حسن تک پہونچا

ترے مجذوب کی دیوانگی ہے عینِ ہشیاری
چلا جب منھ اُٹھا کر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

قیامت کردی برپا شعلۂ برقِ تجلی نے
جلا کر طورِ سینا جان نثارِ حسن تک پہونچا

گلِ امید سے دامانِ دل مملو نظر آیا
تصور جب مرا اُس نو بہارِ حسن تک پہونچا

وفورِ شوق مین ایک ایک قدم میرا قیامت تھا
خدا معلوم کیونکر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

کراماتِ محبت اس سے بھی بڑھکر ہین اے محشر
کہ انسان قصد کرتے ہی عذارِ حسن تک پہونچا

دردِ تنہائی سے کسکا دم اُکھڑ کے رہ گیا
رات کو دنیا مین سناٹا سا پڑ کے رہ گیا

حشر مین اُنکی نگاہِ عفو کا اُف رے اثر
شرم سے اپنی جگہ جو تھا وہ گڑ کے رہ گیا

روح کی بیتابیون نے ہجر مین مارا ہمین
زخمِ دل کا ایک ایک ٹانکا اُدھڑ کے رہ گیا

مختصر روداد اتنی ہی حیاتِ عشق کی
کھیل قسمت کا ہمارا نی مین بگڑ کے رہ گیا

اس ادا سے آپنے بیمار کا پوچھا مزاج
بات کرنے کی خوشی مین دم اٹک کے رہ گیا

چاشنی درد محشر اس سے پوچھا چاہیے
ناوکِ بیداد جسکے دلمین گڑ کے رہ گیا

چھیڑ نے حسن و عشق کی دل کو عجب مزا دیا
تمنے اسے ہنسا دیا اس نے ہمین رلا دیا

جورِ فلک سے اب تو ہم ایسے شکستہ دل ہوئے
پا گئے جب ذرا مہربان قصۂ غم سنا دیا

زد نظر سے خود بخود بند نقاب کھل گئے
حوصلۂ چشم شوق کا ہمنے انہین دکھا دیا

حسن کے رمز باطنی کس مین یہ دم کہ پوچھ لے
شعلۂ برق ناز نے طور کو کیون جلا دیا

تیرے شہیدِ ناز کا رہ نہ سکا مزار بھی
نقش قدم کی شکل سے رہروؤن نے مٹا دیا

اہلِ نظر کے جذب سے جبکہ قیامت آچکی
پردۂ حریم ناز کا یار نے خود اٹھا دیا

ابتدائے آہ کی اگر منھ پہ اڑین ہوائیان
طاقت دل تھی جب کبھی درد نے بھی مزا دیا

نقش جہان کی ہست و بود نقش بر آب کیون نہو
اپنی خوشی بنا دیا اپنی خوشی مٹا دیا

پرسشِ جور ناروا ہو کے رہیگی ایک دن
مانو نہ مانو جانِ جان ہمنے تمھین جتا دیا

آپکی ہوگئی خوشی خون ہوا ہمارا دل
یہ بھی ہے دلگی کوئی بات کی اور رلا دیا

حسن کے معجزات کا لاؤن گا دل سے اعتقاد
سوئے ہوئے نصیب کو تمنے اگر جگا دیا

لے لیا نام ہجر کا جاؤ خدا بھلا کرے
بیٹھے بٹھائے خون کے آنسوؤن سے رلا دیا

لی ہین بہت جاہیان بادہ فروش کی حضور
محشر ادھر بھی اک نظر حسنِ طلب نے کیا دیا

تیرا دیوانہ اسیکا رہ گیا
جسکے منہ مین جو کچھ آیا کہہ گیا

مختصر اتنی ہو دل کی سرگذشت
خون ہو کر آنسوؤن مین بہ گیا

دید کے قابل ہو اُسکا رنگ رخ
وقت غم جو آہ بھر کے رہ گیا

سُننے والون کی توجہ دیکھکر
رہ مین کیا معلوم کیا کچھ کہہ گیا

اُسکا دل اُسکے جگر کو دیکھیے
جو غم فرقت کی ایذا سہہ گیا

کیا فروغ جلوۂ دلدار ہے
عالم آئینہ سا بنکر رہ گیا

تھا عجب عالم در و دیوار پر
صبح محشر گھر سے جب وہ مہ گیا

سکون ہوتا تھا فرقت مین جو تیرا نام آتا تھا
نہ ہنسنا کام آتا تھا نہ رونا کام آتا تھا

ہمین اس چھیڑ نے چارہ گرونکی در بھی مارا
کہ تشخیص مرض کے وقت تیرا نام آتا تھا

نہین محروم وصلت کوئی دنیا مین بجز میرے
صراحی کو لئے ہمراہ اپنے جام آتا تھا

ٹپاٹپ اشک یون گرتے تھے تارے جسطرح ٹوٹین
کسی بیمار غم کو جب خیال شام آتا تھا

شب فرقت کی باتین دل ہی مین رکھنا مناسب ہے
نہ پوچھو کون سے پہلو ہمین آرام آتا تھا

دل عشاق کی قدر اُنکو کیا جو دل نہ رکھتے ہون
وہ ناکارہ سہی پھر بھی بہت کچھ کام آتا تھا

کسی ہمدرد سے رمز وفا کہتے تو کیا کہتے
زبان پر بیشتر سب کے تمہارا نام آتا تھا

جفائے دوست کی ایذا پہ خاموشی ہی بہتر تھی
مری فریاد سے میرا ہی سر الزام آتا تھا

تمنا اس شوق کی چھا جائے جس سے مردنی منھ پر
لہو جب سوکھ جاتا تھا تو مجھ تک جام آتا تھا

در و دیوار پہ تاثیر کی بن جاتی تھین شکلین
فغان کرتا جدھر سے عشق ناکام آتا تھا

کھڑے ہین دم بخود یہ پوچھنے کو حشر مین محشر
وہ گھڑیان کتنی ہین جب عشق مین آرام آتا تھا

کیونکر نہ چشم و دل مین نہان ہو نور تیرا
عرشِ برین ہی تیرا اور کوہِ طور تیرا

واعظ سی کیون ڈرے وہ دکیا اسکو خوف ناصح
ہوتا ہو بیخودی مین جسسے قصور تیرا

وجہ بقائے عالم آنکھون سے تیرا چھپنا
اک حشر کا سمان ہے گویا ظہور تیرا

ذوقِ وفائے دلبر صدقے ہزار جان سے
تا حشر دم بھریگا یہ نا صبور تیرا

اے حسن کیون لکھایا تونے خطِ غلامی
یوسف نے کیا لیا تھا آخر قصور تیرا

شہرگ سے لیکے دل تک بستی بسائی تونے
شہرہ ہر ملک جان مین نزدیک و دور تیرا

قدرت کا ہر کرشمہ عرفان کا آئینہ ہے
محشر بتا رہا ہی تجھکو شعور تیرا

نظر بھر کے سوئے بیمارِ غم دیکھا نہین جاتا
الٰہی ایک ہچکی مین دم دیکھا نہین جاتا

خدا دشمن سی دشمن کو نہ دکھلائے شبِ فرقت
تجھی سے اپنا چہرہ صبحدم دیکھا نہین جاتا

محبت مین کچھ ایسے آنکھوں پر پڑجاتے ہین پردے
کہ وقت جذب دل دیر و حرم دیکھا نہین جاتا

نگاہین انکی کیا پہونچینگی مرکز پر حقیقت کے
کہ جنسے جلوۂ بیت الصنم دیکھا نہین جاتا

یہ کہکر وہ اٹھے بالین سی قربان اس بہانے کے
کسی بیکس کو ہمسے مرتے دم دیکھا نہین جاتا

تعجب خیز عالم مین یہ دو عبرت کی تصویرین
ہمارا ضبط اور تیرا ستم دیکھا نہین جاتا

فقط اک قبر ہی آگے خدا کا نام اے محشر
کسی سے حال اربابِ عدم دیکھا نہین جاتا

اُن سے چھٹے ہم یہ غضب ہوگیا
آنکھون مین دن صورتِ شب ہوگیا

موت سے دشمن کو جو بھولا نہین
ہجر مین جینے کا سبب ہوگیا

آنیسے ہم ہوا عالم عدم
کو دنیا آخر یہ غضب ہوگیا

گریۂ غم قدر تیری کیا کرون — اُنکی مسرت کا سبب ہو گیا
حشر مین یون آئے شہید وفا — دیکھنے والون کو عجب ہو گیا
سمجھا وہ مغرور کہ ایسے ہین ہم — دیکھکر آئینہ غضب ہو گیا

لگی محشر ہمین مرنے کی داد
اُنکا یہ کہنا کہ غضب ہو گیا

دیکھکر جلوہ ترا ہوش مین آیا نہ گیا — دل کو یون تھام کے بیٹھا کہ پھر اُٹھا نہ گیا
پوچھنے والون سے پوچھا نہ گیا حال فراق — دیکھنے والون سے نقشہ مرا دیکھا نہ گیا
کیا مبارک وہ گھڑی تھی کہ دل آیا تھا جب — دل سے پھر ہوش مین آیا نہ کبھی آیا نہ گیا
ترا عادی تھا کہ روتے کو ہنسا دیتے ہو — ہمسے روتے ہوئے کو آکے ہنسایا نہ گیا
جاؤ بس رو چکے بیمار کو اب کیا ہوگا — تم وہی ہو کہ کبھی دیکھنے آیا نہ گیا
ضعف بیمار محبت کا ہو کس منہ سے بیان — حد یہ ہے لیکے ترا نام پکارا نہ گیا
تجھکو اے جستجوے دوست دعا کیا دیجئے — عمر بھر چین سے دم بھر کبھی بیٹھا نہ گیا

تو مبارک ہو کہ دنیا ہی سے اُٹھا محشر
یہ تو کہنے کو نہ ہونا کہ اُٹھایا نہ گیا

بڑھنا علاج سے مرض جانگداز کا — اک تازہ زخم ہے یہ دل چارہ ساز کا
اپنی نظر کی آپکو کچھ بھی خبر نہین — بس اک ہمین کو حکم ہے اخفائے راز کا
ڈرتا ہون بیت ہین یہ ابھر کے گر نہ جائے — متوالا دل ہے جنبش زلف دراز کا
لے شمع بزم عیش مین یہ ہے شگون بد — لے بیٹھی قصہ شام سے سوز و گداز کا
جھپکی نہ آنکھ گھات محبت کا دیکھکر — اللہ رے ہوا دسرے چارہ ساز کا

خاموش بیٹھنا کبھی رو دینا خود بخود
عنوان ہر فسانۂ وحشت طراز کا

مانا یہ ستم ہی سہی لیلو دل مگر
پھر پوچھینگے کہ وقت ہی اب کسکی ناز کا

آخر مریض ہجر کا وہ وقت آگیا
اب کام ہی نہین ہر کسی چارہ ساز کا

محشر وہ دوست پایا جو ہی مرکز جمال
کیا کہنا آپکی نگہ امتیاز کا

زینت مین ہر اک اپنی ادا دیکھتے رہنا
آنکھون سے مری شانِ خدا دیکھتے رہنا

اے دیدۂ پرنم تمھین قاتل کی قسم ہے
خنجر کی روانی کو ذرا دیکھتے رہنا

دل دیدیا بے عذر مگر عرض ہی اتنی
فرصت ہو تو انداز وفا دیکھتے رہنا

تاکید دل و شوق یہ مجھسے ہی شب وصل
شکوہ نہ بڑھے حد سے سوا دیکھتے رہنا

احباب سے ہی نزع مین اتنی مری خواہش
وہ آتے ہین پہلے کہ قضا دیکھتے رہنا

محفل مین جو دیکھا مجھے دربانون سے بولے
ہمنے نہ کہا تھا کہ ذرا دیکھتے رہنا

بگڑے وہ شب وصل تو یون شوق پکارا
دشوار ہی دلبر کی ادا دیکھتے رہنا

دل لیکے تم اُس بزم مین جاتے تو ہو محشر
لیکن طرفِ زلفِ رسا دیکھتے رہنا

گلے پر جب کسیکے خنجر بیداد رکھیے گا
اگر ہو آپسے ممکن ہمین بھی یاد رکھیے گا

کیا ہی کوئی وعدہ لیکن اتنا تو بتا دیجیے
زبان ہی یاد رکھیے گا کہ دل بھی یاد رکھیے گا

وصالِ دلربا کا واہمہ وجہ جنون ٹھہرا
کہان تک حضرتِ دل خانہ برباد رکھیے گا

کہین یہ اٹھ بھی سکتی ہین کہین یہ جا بھی سکتی ہین
اسیرانِ محبت کو حضور آزاد رکھیے گا

فراقِ دوست مین خاموشی اچھی حضرتِ محشر
جہانتک آپسے ہو عزتِ فریاد رکھیے گا

دیارِ عشق مین کوئی بمشکل کام آئے گا
مری جان کام آئے گی مرا دل کام آئے گا

تلاشِ دوست مین دیوانگی ہی عینِ دانائی
یہی سودا مرے منزل بمنزل کام آئے گا

ستم کی محویت یون ہو کہ دم بھی بھول ہی جائے
لہو میرا سرِ دامانِ قاتل کام آئے گا

قریبِ صبح اسرارِ فنا ہوجائینگے ظاہر
گدازِ باطنی اے شمعِ محفل کام آئے گا

تعجب کیا یونہین آسان ہون فرقت کی ایذائین
مین دل کے کام آؤنگا مرے دل کام آئے گا

غلط سمجھے وفائے عشق ناصح خیر اے محشر
مگر اک روز یہ دعوائے باطل کام آئے گا

ترا ای چرخ دورِ انقلاب فزا نہین رکھتا
کسی کا کام عشقِ دوست کا نالا نہین رکتا

نہ ٹھکراؤ ہمین ای رہروانِ کوچۂ جانان
کسیکا اک ہماری ذات سے رستا نہین رکتا

یہ کن نظرون سے تم نے چاہنے والے کو دیکھا تھا
کوئی محفل ہو یا خلوت کہین رونا نہین رکتا

مرے فساد کو نشترزنی کی مشق کامل تھی
مگر اب روکے سے خونِ رگِ سودا نہین رکتا

رلایا ہمکو جینے دے وہی تسکین بھی آکر
وگرنہ زندگی بھر اشکِ غم فزا نہین رکتا

مقابل عشق کی قدرت کے کیا ہو قوتِ انسان
خدائی بھر کے روکے تیرا دیوانا نہین رکتا

نہین رکتا چلا جب کوئی وحشی کوئے جانان مین
گذر جائے وہ کچھ بھی روکنے والا نہین رکتا

جوابِ حشر ہی وسعت تجلی گاہِ جانان کی
خدائی جمع ہو جانے پہ بھی رستا نہین رکتا

یہ کہنا چارہ گر کا شرح ہی زخمِ محبت کی
بہت تدبیر کی لیکن لہو دل کا نہین رکتا

جہان بیٹھا نیا افسانہ حسن و عشق کا چھیڑا
ہزارون مین تمھارا چاہنے والا نہین رکتا

یہ کہتا ہی کوئی دربان سے وقتِ زینتِ محفل
ارے تجھسے ذرا سی جان پروانا نہین رکتا

شبِ فرقت مین طولِ غم کی آخر انتہا محشر
سحر ہونیکو آئی اور ترا نالا نہین رکتا

نہ جاؤن دوست کی محفل مین پھر ہرگز دل نہ مانیگا
قیامت بھی اگر برپا ہو یہ بسمل نہ مانیگا

تہِ خنجر گلا رکھنے ہی مین سب کام بنتے تھے
سمجھتا تھا کہ میری ایک بھی قاتل نہ مانیگا

بھلا ہو عشق کا اک حسن ہی جسمین کہ خود رائی
کوئی اچھی بھی سمجھانیکو بیٹھے دل نہ مانیگا

جنونِ عشق مین خاطر شکن ہی پند ناصح کی
اگر مین مان بھی جاؤن تو میرا دل نہ مانیگا

نقابِ رخ الٹ دینے کی فرمائش سے کیا حاصل
وہ مانیگا مگر ہرگز سرِ محفل نہ مانیگا

مرادل مرحلے مین عشق کے کار آزمودہ ہی
اگر وقت آپڑے مشکل سی بھی مشکل نہ مانیگا

فراق دوست مین ای دردِ تنہائی یہ بتلادے
پکارینگے تڑپ کر ہم کسے جب دل نہ مانیگا

تیرے دیوانے کے تیور دمِ رفتار آفت ہین
فرشتے کی بھی گویا تا حد منزل نہ مانیگا

دلیل کامیابی اسکے شوقِ مرگ کو کہیے
جو وقت ذبح رعب خنجر قاتل نہ مانیگا

کہا ہے تمنے دم بھر بیٹھ جانے کو مگر محشر
کروگے کیا اگر وہ رونق محفل نہ مانیگا

کھا کے دل کی چوٹ جانِ زار کھوتا ہی رہا
کام آنکھون نے دیا جبتک مین روتا ہی رہا

تیرے فریادی کی عالم مین خبر ہی کسنے لی
شام سے تا صبح جو سویا وہ سوتا ہی رہا

اُنکا انجام اور تھا میرا نتیجہ اور کچھ
گو کہ اک عالم ہنسا لیکن مین روتا ہی رہا

شکوۂ گردون زبان تک آئے کس امید پر
میری راہِ شوق مین کانٹے یہ بوتا ہی رہا

ہو گیا آخر گھڑی ساعت کوئی بیمارِ عشق
چارہ سازون مین مرض تشخیص ہوتا ہی رہا

ہجر مین ہمدردی احباب کا دیکھا یہ رنگ
آئے بیٹھے اُٹھ گئے مین تھا کہ روتا ہی رہا

خرش مین وہ محشر داغ دل کا اب کیا پوچھنا
جو لکھا تھا میری قسمت مین وہ ہوتا ہی رہا

جبتک ہمارے پاس دل بیقرار تھا
وجہ بقائے زندگیٔ مستعار تھا

یہ مختصر بیان غم ہجر یار تھا
دل کو قرار تھا نہ ہمین کو قرار تھا

شام فراق کیا مین کہون ہیئت ہجوم
مجموعۂ غبار دل بیقرار تھا

تیرا ہی نام نزع مین وردِ زبان رہا
پھر بھی نگاہِ ناز مین بے اعتبار تھا

قدرت پہ اُسکی صدقے زمانے کی راحتین
مرنے پہ جسکو ہجر کی شب اختیار تھا

خلوت کا لطف اُسکے کلیجے سے پوچھیئے
جسکو نفس کا سلسلہ بھی ناگوار تھا

پوچھو نہ قدر گریۂ احباب بعد مرگ
جو اشک تھا ہمارا چراغِ مزار تھا

اختیار بشری ہو جو فنا ہو جانا
سہل ہے فرض محبت کا ادا ہو جانا

قدرت عشق کا اک اسمہ ہے شوق وصال
جسکو دیکھا شبِ غم اور سوا ہو جانا

اہل باطن کے لئے عشرتِ روحانی ہے
وعدے کا وقتِ معین پہ ادا ہو جانا

مٹ سکین جبرخ سے آیات محبت توبہ
با اثر آہونکا مشکل ہے ہوا ہو جانا

شام وعدہ یہ ہے تادیلِ خیالات کی شکل
کبھی ہنسنا کبھی جینے سے خفا ہو جانا

اہل الفت مین یہی رمز ہے سرمایۂ روح
نالونکا درد بھرے دل کی دعا ہو جانا

حسن اور عشق کے اسرار نہان پر صدقے
زندہ رہنا مرا اور اُن سے جدا ہو جانا

شوخیٔ شوق ہے خلوت مین ادب کی حد پہ
پھر بھی ڈرتا ہون کہین تم نہ خفا ہو جانا

طور پر شوق نے پہونچا دیا موسی کو بخیر
اب یہ قسمت ہے خلاف ادب ہوا ہو جانا

نزع مین آیا پسینہ ہوئی مشکل آسان
وقت پر دیکھا ہے پانی کا ہوا ہو جانا

واہ رے عشق پرستی کی کرامت محشر
بندے کا مظہر اسرار خدا ہو جانا

دوست پہ حال اپنا عیان کردیا ‏ ‏ دل مین جو تھا صاف بیان کردیا

مرگیا دل دفن مین کیا اہتمام ‏ ‏ تھوڑی سی مٹی مین نہان کردیا

دیکھ سکے کون جمالِ حبیب ‏ ‏ جسنے کہ روشن یہ جہان کردیا

جستجوئے دوست مین ہم مرگئے ‏ ‏ شوق نے بے نام و نشان کردیا

مرکے بھی اس درد کی پائی نہ حد ‏ ‏ جسنے مجھے محو فغان کردیا

اپنے اُس ارمان پہ مین خود نثار ‏ ‏ جسنے تمھین آفتِ جان کردیا

اسپہ خفا مجھسے خدائی ہوئی ‏ ‏ رازِ محبت کو عیان کردیا

دلپہ ہے محشر یہ کرم عشق کا
واقفِ اسرار یہ نہان کردیا

تشنہ کامِ مدعا تیرِ ستمگر رہ گیا ‏ ‏ دل مین جتنا خون تھا سب دب کر رہ گیا

اُسکے سوزِ دل کی تمکو بھی خبر ہے یا نہین ‏ ‏ کچھ دھوان سا جسکے غمخانے سے اُٹھکر رہ گیا

کیا بتا سکتا ہے اُس مدفن کا زورِ انقلاب ‏ ‏ کھا کے تیرے پائے نازک کی جو ٹھوکر رہ گیا

ہجر کے غم مین پکارین کیا کسی ہمدرد کو ‏ ‏ اسکا رونا اب تو ہمکو زندگی بھر رہ گیا

بادۂ تابی طور کی بھی کسقدر تھی دیرپا ‏ ‏ آجتک جسکا اثر ہر ایک دلبر رہ گیا

دید کے قابل شبِ فرقت کی تھین بیتابیان ‏ ‏ غمکدے مین تم نہ تھے کیا دل تڑپ کر رہ گیا

زورِ طوفانِ جنون اب کسکے روکے رک سکے ‏ ‏ ڈوب کر خونِ رگِ سودا مین نشتر رہ گیا

کس اثر نے تیرے فریادی کو ٹھنڈا کردیا ‏ ‏ شب کو یہ کیا تھا کہ اک ہنگامہ اُٹھکر رہ گیا

اس ادا سے حالِ دل کہکے ہوئے خاموش ہم ‏ ‏ سننے والے سمجھے اک دفتر کا دفتر رہ گیا

جان دیکے خوب دنیا سے وفا آباد کی ‏ ‏ شکر ہے ہر اک زبان پر نامِ محشر رہ گیا

دل مرا دل تھا مگر درد کی تصویر بھی تھا
سیکڑون زخمون پہ ذوقِ خلشِ تیر بھی تھا

وقتِ غم تمنے بہت دیکھا ہی روتے مجھکو
سچ بتانا کہ کبھی شکوۂ تقدیر بھی تھا

دیدہ و دل کیئے موسیٰ کے معطل کس نے
جلوے کے ساتھ اثر لذتِ تقریر بھی تھا

تیور اُسکے قیامت مین عیاذاً باللہ
جو لیئے فردِ عمل اور تری تصویر بھی تھا

سنتے سنتے ترے ماتھے پہ شکن کیون آئی
کیا مرے حال مین کچھ شکوۂ تقدیر بھی تھا

کیون نہ دی برہمیِ زلف پہ دونون کو سزا
دل بھی مجرم تھا ترا نالۂ شبگیر بھی تھا

کیا عجب یون شعرا کو کبھی محشر یاد آئے
پیروِ عارف و تقلید کنِ میر بھی تھا

اے محشر ہی کبھی کھلکے پکارا ہوتا
مارنا تھا تو اسی تیر سے مارا ہوتا

قابلِ رحم ہون اے جلوہ گہِ شوخیِ دوست
حسرت اسکی ہی کہ جی بھر کے نظارا ہوتا

عشق اور حسن کی دنیا پہ حکومت کرتے
کبھی دم بھر کے لیے تو جو ہمارا ہوتا

اُف رے درد اور دلِ مردہ کا اللہ ری ضبط
دشمن و دوست کسیکو تو پکارا ہوتا

خیر گذری نہ کیا حشر کے دن شکوۂ حسن
ورنہ جو تھا وہ طرفدار تمھارا ہوتا

اک ستم یہ بھی ہی حدبندیِ اندازِ ستم
جو ترے ہاتھ سے ہوتا وہ گوارا ہوتا

کوئی جاتا نہ خوشی سے طرفِ ملکِ عدم
اُنکے ملنے کا جو محشر نہ سہارا ہوتا

دیکھتے ہین سب کے سب کار نمایان تیر کا
کوئی پرسان ہی نہین زخمِ دلِ نخچیر کا

الحذر صحرائے دلکی آندھیون پر آندھیان
اک قیامت ہی سنک جانا ہوائی تیر کا

دل سے پیکان کھینچنے والے یہ ہمت تا کجا
اب غنیمت جان جو دم ہی ترے نخچیر کا

دوست نا وعدہ وفائی جب سے کی شام وصال
تذکرہ ہی دوست دشمن مین مری تقدیر کا

کون یہ خمیازہ کش ہی خوابگاہ ناز مین
ہان مرے دل وہ اک نالہ اسی تاثیر کا

وحشیان عشق کی حالت کو سمجھے کیا کوئی
اک طلسم قدرتی ہی واقعہ تقدیر کا

سنتے سنتے حال غم انکی بھرے آتے ہین اشک
اے زبان رنگ اب بدلنا چاہیئے تقریر کا

ہجر مین کس دل سے ہو ضبط غم بے اختیار
روکنا اشکو نکا بھی لانا ہے جوے شیر کا

وحشیانِ عشق کو اٹھا لیتی ہون جب پر زمین
محشر انکو بار کیا معلوم ہو زنجیر کا

آہ سوزان سو نہ پوچھے کوئی کیا کیا جلگیا
ایک دل کے جلنے سے عالم ہی سارا جلگیا

پہلے تھے بدنام آہ گرم سے اب کیا ہوا
محفل جانان مین جسنے ہمکو دیکھا جلگیا

کسقدر بھڑکی ہوائے بال پروانہ سے آگ
خانۂ فانوس کا سرمایہ جو تھا جلگیا

جائیے ہم پونچھ لینگے اپنے خود ہی اشک گرم
آپ سو یہ کیون سُنین دامن ہمارا جلگیا

تا کجا تعلیم ضبط آخر نگاہ تند سے
جلگیا بس بس یہی دلِ ہنگامہ آرا جلگیا

ہم بھی آتے ہین سر طور ای جمال حسن دوست
دیکھنا ہی کس طرح نخلِ تمنا جلگیا

آؤ محشر دل جلانے والون سے پوچھین ذرا
کچھ تمھین خوف خدا ہی گھر خدا کا جلگیا

نازک دلی سی کچھ صفت گل نہ ہو سکا
کیا ذکر غم خوشی کا تحمل نہ ہو سکا

خواب عدم سے حشر مین اٹھنا پڑا ہمین
چاہا مگر جواب تغافل نہ ہو سکا

دیکھا ہی سرد و گرم زمانہ کو مدتون
لیکن چراغ داغ وفا گل نہ ہو سکا

کیا کام تجھسے نکلے گا ای دستِ باغبان
شانہ طراز گیسوئے سنبل نہ ہو سکا

دعوائے جنون عشق کا کس دل پہ دلکو تھا
پہونچے رموز عشق تک اسکا خیال کیا

طے جادۂ درازی کا کل نہ ہو سکا
جس سے کہ دو گھڑی بھی تو کل نہ ہو سکا

تفسیر توبہ محشر اُسے کیا پڑھائیں ہم
جو مست لذت قدح مل نہ ہو سکا

وہ تیر کھینچتے تھے مرا چہرہ زرد تھا
ہنستا ہاں تھین اور نہ رخ اپنا زرد تھا
چین جبین سے کھینچیں حد ہیں منی ضبط کی
سرمایہ روح کا ہر جبین پر عرق نہیں
سوز جمال حسن سے انسان تو درکنار
وہ آتش جمال نہ گرمی جذب حسن
کس منھ سے کہیے مدت بیماری فراق
اللہ ری بیکسی کسی بیمار عشق کی
لے لے کے نام تیرا میں بیٹھا ہنسا کیا

ایک ایک قطرہ دلکا لہو نذر درد تھا
جسوقت تک تحمل ایذائے درد تھا
تصویر حال بنگیا جب دل مین درد تھا
مارا ہوا ہوں ضبط کا بدنام درد تھا
دیکھا تو سنگ طور کا انجام گرد تھا
یوسف کے بعد مصر کا بازار سرد تھا
ایک آہ جانگداز مین دل تھا نہ درد تھا
ہمدرد کیا ہی غیر کو بھی جسکا درد تھا
تیور پہ میل آئے نہ جب دلمین درد تھا

محشر وہ سوز نالہ نہ ہنگامۂ فغان
مرنے سے میرے عشق کا بازار سرد تھا

ہجر مین گریۂ غم وجہ تسلی نہ ہوا
یاد رکھنا اسے اے سلسلہ بندان الم
دیکھنا عشق مین عاقبت اندیشی دل
منزل عشق کی سرحد کا پتا کیا پاتا

آپ جسکی نہوے اسکا کوئی بھی نہوا
عالم آشوب نہ کی آہ تو کچھ بھی نہوا
یعنی جس بات کو ہمنے کہا راضی نہوا
دل مجنون جرس ناقۂ لیلیٰ نہوا

بت پرستی ہو کہ ہو کعبہ پرستی کا جنون — رونا اس بات کا ہی ہمسی تو کچھ بھی نہوا

دیکھنے والونکو دکھلا تا مین جذبات ال
محشر اس لکھنؤ مین طور تجلی نہوا

نہ پوچھو باری باری ہمدمو احوال غم میرا — کہ تمسے بات کرنے مین رکا جاتا ہی دم میرا

یہ طاقت پاؤنمین آئی کہ مجنون تا عدم پہنچا — دیا تھا ساتھ راہِ عشق مین دو اک قدم میرا

لگا آہستہ ہاتھ ای چارہ گر حالت ہی نازک ہی — بدلوانے مین کروٹ کے اکھڑ جائے نہ دم میرا

مری ہستی ہی وابستہ ملالِ روز فرقت سے — کہانتک ساتھ دیگا ای چراغ صبحدم میرا

یقین زندگی کسکو شب فرقت کی ایذا مین — ذرا پھر پوچھ لینا حال آکر صبحدم میرا

مرضِ عشق مین منت کشِ درمان ہونا — اپنے ہاتھون سے ہے خود موت کا خواہان ہونا

دہشت اسکی ہی کہان جاکے رہیگی دنیا — نالہ ممکن ہی کہ ہو حاصلِ امکان ہونا

دل مین ای نیر نظر تجھکو مبارک ہو قیام — ہو نہ گرنا کہ حریفِ غمِ پنہان ہونا

سننے کی تاب کسی کہنے کی حالت کس مین — اک فسانہ ہی مرے گھر کا بیابان ہونا

دل مین اتنی تو جگہ چھوڑ دے ای شدتِ درد — مری قسمت مین ہو جتنا غمِ پنہان ہونا

اک بہانہ سا ہوا چند نفس جینے کو — پاس میرے نہ کسی کا شب ہجران ہونا

وادیٔ عشق کی پیچیدگیان کیا کہیے — یہین دیکھا گیا آزاد کو زندان ہونا

پھر کسی شے پہ نظر اسکی نہ جمنے پائی — جسنے دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا

ڈوب جائے مرا دل آنکھون سے تارے چھپ جائین — تو نہ لد تمام اے شبِ ہجران ہونا

اسقدر عمر خدا دے تمسے دیوانے کو — دیکھے آنکھون سے کشادِ درِ زندان ہونا

عالم شوق کا ہر ذرہ ہر اک صفحۂ غم
اُف شب ہجر طبیعت کا پریشان ہونا

مثل دل ٹوٹتے ہیں گر کے زمین پر آنسو
باطنی چوٹ کا اللہ رے نمایاں ہونا

عشق کا حسن مکافات یہی ہے محشر
گلستان کے لئے قیدی زندان ہونا

فدا ہو جاؤں کوئی بات ہے جی سے گذر جانا
اگر تیرے ستم کے کام آئے میرا مر جانا

نہ پوچھ عشق ضبط درد دل میں کیا گذرتی ہے
وہ ایک اک سانس میں ایک اک رگ چہرہ اتر جانا

بتا دے آشنا دیا تھا ایسی یاد میں
ہمارے زخم دل کا کس طرح ممکن ہے بھر جانا

کیا عشق اٹھا کر فال جس نے دیکھی
کہ تا کچھ ہو دل کا مضطرب ہو کر ٹھہر جانا

تیری ایسی نازکی طرح ہے سینے سے لپٹ جانا
رگ دل ٹوٹنے کی سنتی ہے آواز ڈر جانا

مبارک تیرا آنا میرا بات پر جانا
کہ یہ کس نے کہا تھا اک جہان ویران کر جانا

کھنچے آتے ہیں طائر آشیانہ
خدا یا شوق الفت سے آنکھ کا گھر جانا

نہ رکھنا یاد دل لیکر ترا احسان
کہ وہ آمد الفت جسکو کہتے ہیں مکر جانا

نہ دیکھی فال ہے موسی یاسین لن ترانی ہیں
کہ تا حد سوال شوق ممکن ہے نظر جانا

وفور عشق میں یہ راز آخر کھل گیا محشر
حیات جاودانی ہے غم فرقت میں مر جانا

سمجھے تھے غم فرقت دلبر نہ اُٹھے گا
یہ سہل ہے ناز دل مضطر نہ اُٹھے گا

آنسو غم فرقت میں مسلسل نہ بہیں گے
جبتک کہ دھواں دل سے برابر نہ اُٹھے گا

آنسو کی طرح دوست کی نظروں سے گرا ہے
اب میرے اٹھائے دل مضطر نہ اُٹھے گا

بیدار شب ہجر کے تیور سے ہے ظاہر
جھپکی اگر آنکھ اسکی تو سو کر نہ اُٹھے گا

خون اپنے ہی ہاتھون سے کیا شوق ستم کا / پہلے سے یہ کہون کہدیا خنجر نہ اُٹھے گا
احسان اجل کیا مجھے راحت سے سلایا / آغوش لحد سے مرا اب سر نہ اُٹھے گا
ہر سانس ہوائے عدم آباد ہے گویا / بیمار وفا ابکی سے گر کر نہ اُٹھے گا

غصے مین یہ ایک اک سے کوئی پوچھ رہا ہے
کیا میری قسم بزم سے محشر نہ اُٹھے گا

جسم سے جان ہو فرقت مین جدا یا نہ جدا / مجھسے ہو جائے الٰہی دل دیوانہ جدا
لیگیا دل کوئی بیدرد تو یہ ہمنے کہا / غم ہی کیا اسکا اگر ہو گئی ہنگامہ جدا
سب ستمگار تماشے کو چلے آتے ہین / دل سے ہونگے جو ہی ناوکِ جانانہ جدا
رونے دیتے نہین جی کھول کے ہمسائے مجھے / دل مین آتا ہے بناؤن کوئی غمخانہ جدا
کر دیا دل کی اطاعت نے مجھے دیوانہ / روز دکھلائے کہانتک کوئی ویرانہ جدا

بزم عشرت کا سمان صبح یہ دیکھا محشر
شمع کی خاک الگ ہے پر پروانہ جدا

دیکھا جو مجھکو بزم مین کیا خفا ہوا / بیٹھا تھا پہلے ہی سے وہ ظالم بھرا ہوا
ایک اک گھڑی فراق کی سوہانِ روح تھی / پھر رات آئی موت کا پھر سامنا ہوا
پوچھو سبب نہ گریۂ بے اختیار کا / مجبور تھے کہ دل تھا ہمارا بھرا ہوا
کس کس سے حالِ طور کہین حضرتِ کلیم / جو کوئی ہے وہ پوچھ رہا ہے یہ کیا ہوا
روتے تھے پہلے شوق سے فرقت مین اشک خون / رونا اب سکا ہے کہ لہو دل کا کیا ہوا
کہتی ہو اک جہان کے نالون کو بے اثر / دیکھا ہی تمنے کوئی کبھی دل دکھا ہوا
یوسف کو حسن مصر مین لایا تو کھل گیا / مٹتا نہین نصیب مین جو ہو لکھا ہوا

زندہ ہین ہم نگاہ مین ہر چارہ ساز کی | جسوقت تک کہ درد جگر ہی رکا ہوا
ضبط فغان سے دہر مین سناٹا چھا گیا | کی آہ جب تو شورِ قیامت بپا ہوا

محشر بدل لو پہلے مقدر کے لکھے کو
پھر زیب دیگا تمکو کفن بھی لکھا ہوا

وجود اب ہو گیا مثلِ چراغِ صبحدم میرا | ہوا کے آنے سے غم خانے مین گھٹتا ہے دم میرا
جو اٹھے چارہ گر بالین سے تو منھ پھیر کر اٹھے | نگاہِ یاس سے ڈر ہے نکلجائے نہ دم میرا
دکھا دیجیے وہ صورت زندگی ہی مین تو اچھا ہے | کرینگے کسطرح دفنا کے مجھکو آپ غم میرا
الٰہی خیر ہو راہ وفا مین مضطرب دل کی | کہ بیٹھے بیٹھے کیون گھبرا رہا ہے آج دم میرا

خلاف اخلاق کے ہوگا یہ طول بحث آپسمین
نہ کعبہ شیخ کا محشر نہ ہے بیت الصنم میرا

شراب عیش مین مدہوش یا محو الم رہنا | مگر اے دل وفا کی راہ مین ثابت قدم رہنا
یہ آوازِ مجازی سلسلہ بند حقیقت ہے | ہمارا حلقہ جنبان در بیت الصنم رہنا
حقیقت کیا کھلے گی تجھپہ آرام و مسرت کی | اگر ہے بارِ خاطر مبتلائے درد و غم رہنا
یہ ہیبت ناک منظر وجہ طولِ زندگانی ہے | نگہ کے سامنے ہر وقت تصویر عدم رہنا
بتا دون اتحاد باطنی کا فلسفہ کیا ہے | دلی جذبات کا شادی و ماتم مین بہم رہنا
کوئی پوچھے کہ آخر آئے کیون یہ بزم مومنین | بہت دشوار ہے اعزاز شیخ محترم رہنا
تلاشِ مدعا مین صبر بھی ہمراہ لازم ہے | کبھی دو گام چلنا اور کبھی دم بھر کو تھم رہنا
بڑھیگی معرفت اضداد کے منظر سے او غافل | اگر جویائے حق ہے ساکن دیر و حرم رہنا
ہوئی جسوقت فکر رزق شب کو نیند آنے مین | مقدر بول اٹھا بیدار غافل صبحدم رہنا

تواضع کی ادا دلکش ہی دیکھی گو کسی مین ہو
اسی سی حسن ہی محبوب کی زلفون مین خم رہنا

جہان صبر مین ہو شوق جسکو کامیابی کا
وہ پہلے اہل دل سی سیکھ جائے محو غم رہنا

یہ منظر بھی جہان مین قابل عبرت ہی ای گردون
مرا خاموش رہنا تیرا مصروف ستم رہنا

ہم ایسی زندگی کو زندگی کیونکر کہین محشر
سحر سے شام تک منت کش اہل کرم رہنا

شکایت سنکے اپنی ظلم کی تم مسکرا دینا
پھر اسکے بعد جو کچھ دل مین آ جائے سزا دینا

یہ تاثیر بیان لائے کہان سے اہل دل یارب
جہان جا بیٹھنا محفل کی محفل کو رلا دینا

قیامت ہین یہ انداز سخن مین شوخیان ظالم
کہ جس سے بات کرنا اسکو دیوانہ بنا دینا

میان بزم ساقی کون سنتا ہی فقیرون کی
بس اپنا کام یہ ہی رو دینا آنا اور دعا دینا

مذاق اہل دل خلوت مین اک رمز حقیقی ہی
کبھی کچھ اشک بھر لانا کبھی کچھ مسکرا دینا

جفائے دوست پر ضبط فغان ننگ محبت ہی
خداوندا دہان زخم دل بھی بے صدا دینا

تمنائے وصال اک اک نفس ہمسے یہ کہتی ہے
جہان تک جلد ہو سرمایۂ ہستی مٹا دینا

کلیجہ خون ہو جائے کچھ ایسی چھیڑ کرتے ہین
انکھین مد نظر ہوتا ہی جب مجھکو رلا دینا

وصال دوست کا رمز حقیقی کھل گیا آخر
وہ آنا نزع مین ہچکی وہ میرا مسکرا دینا

الٰہی خیر ہو پھر لیچلا شوق اسکی محفل مین
کہ حسن وضع ہی جسکا ہم ایسون کو اٹھا دینا

عطا کی ہی یہ قدرت حسن نے اہل محبت کو
ذرا سی بات کا پر درد افسانہ بنا دینا

ہوا جو کچھ کہ فرقت مین اب اسکا چھیڑنا کیسا
نہ سن سکتا ہی کوئی اور نہ ممکن ہی سنا دینا

نہ جانے خط مین رہ جاتا ہی کیا ای فرط ناکامی
کہ ہر دن بیٹھکر لکھنا گھڑی بھر مین مٹا دینا

وہ خود ہی سے نکلے ہین اس درد ناکامی مین ہو محشر
جنھین کچھ بھی نہ تھا دشوار روتے کو ہنسا دینا

بیان واقعۂ کوہ طور کیا کرتا
نہ سنتے آپ تو مین ای حضور کیا کرتا

سرِ نیاز جھکا بندگی کو ہاتھ اُٹھا
اب وہ ہمیں تمھارا غرور کیا کرتا

بغیر جرم کے ٹھہرا قصوروار اگر
تمھین بتاؤ کہ پھر مین قصور کیا کرتا

سنا ہے آپ وہ ہوا عاشقون کو راس نہین
مین جاتا بھی تو سرِ کوہ طور کیا کرتا

غم و نشاط کے اسرار سے ہوا واقف
خیالِ دوست کو مین اس سے دور کیا کرتا

نہ آرزو کوئی دل مین نہ سینے مین دل ہے
خطا کسیکی کسیکا قصور کیا کرتا

شبِ فراق مین جلد آگئی اجل ورنہ
خدا کو علم دلِ ناصبور کیا کرتا

وصالِ دوست ہوا جان اگر گئی تو گئی
جو کام غم نے کیا وہ سرور کیا کرتا

چھپے ہو آنکھ سے ہے حشر انتظار بپا
خدا ہی جانے تمھارا ظہور کیا کرتا

ستم کے شوق مین جو بدحواس ہو خود بھی
وہ کچھ خیالِ دلِ ناصبور کیا کرتا

سلامتی سے مرا خود ہی نام ہے محشر
مین زیست مین غمِ روزِ نشور کیا کرتا

مین آپ سوزِ عشق مین اپنا حسود تھا
ہر ایک نالہ وجہ فنائے وجود تھا

غافل حقیقتِ نفسِ عاشقان نہ پوچھ
گرمیٔ عشق سے دلِ سوزان کا دود تھا

ایذائے نزع اُسکے کلیجے سے پوچھئے
تیماردار جسکا تجھ ایسا حسود تھا

تیور ہی چشمِ یار کے عالم سے تھے جدا
جسدن نظر کے تیر کا دلمین ورود تھا

اللہ رے حسن و عشق کی خلقت یہ شورشین
جانے وہی جو حاضرِ بزمِ شہود تھا

محشر نشانِ قبر جو باقی رہا تو کیا
اہلِ فنا کا شوق خلافِ نمود تھا

نیمکش پیکان سے بیچین اسقدر دل ہو گیا
زندگی کا ذکر کیا مرنا بھی مشکل ہو گیا

ایسی بیتابی سے آئے حشر مین گریان ترے
ایک عالم دیکھکر اشکون کا بسمل ہو گیا

ظلم ناحق کا ہمیشہ سے نتیجہ ہے خراب
خود نشانہ جذب دل کا تیر قاتل ہو گیا

جانفزا ہی وحشیانِ عشق کی زندہ دلی
چار دن مین دشتِ غربت شغلِ محفل ہو گیا

ضعفِ ناکامی کلیم اللہ سے پوچھا چاہیے
طور سے محشر اترنا سخت مشکل ہو گیا

شوق خواہان ستمہائے فراوان نکلا
دل نے صد شکر کہا جبکہ نہ پیکان نکلا

خلوتِ شوق مین جذباتِ دلی کے صدقے
جو تصور کیا مین نے وہی سامان نکلا

پوچھ لین چلکے ذرا طور سے آتے ہین کلیم
کون سا رہ گیا اور کون سا ارمان نکلا

چشم بد بین سے خدا اسکو بچائے اے شمع
جس کلیجے سے ترا نالہ سوزان نکلا

وحشت آباد محبت کی نہ پوچھو وسعت
ایک اک گام پہ ایک ایک بیابان نکلا

کھینچے بیٹھا ہی دل سی کوئی پیکان ستم
اور کب نکلیگا جب آج نہ ارمان نکلا

ہٹ گئے حشر مین یہ کہکے مرے پاس سی سب
لو قیامت ہوئی ذکرِ غمِ ہجران نکلا

حسن ظن دیکھئے سمجھے تھے جسے دل محشر
سربسر آئینۂ حالِ پریشان نکلا

یہ کہا بزم مین کوئی بت مشکل پسند آیا
وہی ٹھہرے یہان جسکا کہ ہمکو دل پسند آیا

میانِ حشر ہنسکر ٹال دینا شکوہ غم کو
یہ اندازِ ستم بھی ہمکو اے قاتل پسند آیا

نہ سمجھا کوئی بھی قدرِ سرشکِ نامرادی کو
مگر وہ مضطرب جسکو کہ زخم دل پسند آیا

دمِ تقسیم ازل مین اُف رے وہ ہنگامہ آرائی
کسیکو تم پسند آئے کسیکو دل پسند آیا

کہان انکا طور یان پیش نظر جلوہ ہی جلوہ ہے
کلیم اسد کو طول جادۂ منزل پسند آیا
قیامت خیز ہی آب و ہوائے خانہ بربادی
خدا معلوم کیون تمکو دیار دل پسند آیا

نہ ہیم محتسب محشر نہ دھر کا شیخ واعظ کا
ہمین دنیا مین دور ساغر محفل پسند آیا

اک عالم مراد مرے دل مین رہ گیا
بیٹھا جہان تصور مشکل مین رہ گیا
افسانہ سننے والو سدھارو سحر ہوئی
اب پھر کہونگا جو کہ مرے دلمین رہ گیا
رو رو کے اُسکی پاس یہ آنسو بہائیے
جو منفعل امیدواری ساحل مین رہ گیا
جی بھر کے اُسکی داد ملے گی بروز حشر
وہ مدعا کہ جو دل سائل مین رہ گیا
اس بیمروتی سے اُٹھائے گئے ہین ہم
منھ دیکھکر ہر اک ترا محفل مین رہ گیا
شوق اتنی جلد طور پہ لایا کلیم کو
چھٹ کر نصیب پہلی ہی منزل مین رہ گیا

محشر کٹی نہ قید جنون عمر کٹ گئی
بعد فنا بھی پاؤن سلاسل مین رہ گیا

ناامیدی مین شب وعدہ سحر ہو جانا
یونہین لکھا ہی مری عمر بسر ہو جانا
عالم عشق مین لازم ہی کوئی کام کرو
دل بسمل پہ فدا دیدۂ تر ہو جانا
غم ہوا در عشق کا غم وہ بھی بحد تکمیل
ورنہ ممکن نہین سو ٹکڑے جگر ہو جانا
آنکھین ہکی ہین دل اسکا ہے حیات اسکی ہی
جسنے دیکھا ہی شب غم کا سحر ہو جانا
حشر کیا شئے ہی قیامت کا کرشمہ کیسا
میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہو جانا
مجمع حشر مین کیون جاؤ نقاب اُلٹے ہوے
خوبصورت کو ہی آسان نظر ہو جانا
منزل عشق مین اسدے ضعف اے محشر
بیٹھنا تھک کے جہان پھر وہین گھر ہو جانا

شب فرقت مین لیکر خون تازہ چشم گریان کا
مرقع کھینچے بیٹھا ہون دل کی زخم نہان کا

خدا محفوظ رکھے شورش ناکامی الفت سے
قیامت تک رہیگا تذکرہ یوسف کے دامان کا

گری وہ برق جب سینہ پر من سے جل اُٹھا
جواب اچھا ملا موسیٰ کو سوز شوق پنہان کا

خوشا اعجاز بت بات محبت نام باقی ہے
کلیم اللہ سی کوہ طور کا یوسف سی زندان کا

گرا ہون سنگ ناکامی کی ٹھوکر کھا کے رستے مین
پتا قاصد کو بتلانے چلا تھا کوی جانان کا

فنا کے معتقد اپنی جگہ پر کرسکے جیتے مین
کہانتک طول کھینچے گا زمانہ دور ہجران کا

قدم رکھتے نہین وحشت مین طاقت گھٹتی جاتی ہے
پیے اپنا ہو دل کا خون ہر کانٹا بیابان کا

ٹپکتا ہے ... لذت ایذا
یہ دل مین ہے کہ پھر منہ کھول دیجے زخم پنہان کا

ہوا ہے عشق مین دلکو بقا مشکل ہے ای محشر
بجز انجام ہو کیونکر چراغ زیر دامان کا

دکھاتا ہے یہی صورت ترا مغرور ہوجانا
حضور آئینہ زینت سے کبھی مغرور ہوجانا

تہ خنجر گلا رکھنا کسیکو کب گوارا ہے
مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہوجانا

رہین تیور ترے کے دل مین لیکن چٹکیان لینا
جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور ہوجانا

رموز عشق ظاہر کر رہی ہے فرط خاموشی
مرے مسلک سی کوسون دور ہے منصور ہوجانا

کہان نظارۂ برق تجلی اور کہان موسیٰ
فقط تقدیر مین تھا سیر کوہ طور ہوجانا

محبت بھی حقیقت مین کوئی کار نمایان ہے
ادھر لڑنا نگاہون کا ادھر مشہور ہوجانا

پس عرض تمنا چپکے بیٹھے ہین وہ ای محشر
اب آگے خوبی تقدیر ہے منظور ہوجانا

نیند آنا شب فرقت ہمین مشکل ٹھہرا
راستہ موت کا دیکھا جو کبھی دل ٹھہرا

چین ممکن ہی نہین ہجر مین محنت کی [illegible]
[illegible] کہ پھر لین تو ذرا دل ٹھہرا

ضبط غم سے کسے نفرت ہی یہان عین خوشی
[illegible] دل [illegible] ہمت کے مقابل ٹھہرا

تیری جادو نظری کے مین نثار او ظالم
[illegible] کیا دل ٹھہرا

فکر دنیا کا برا ہو کہ [illegible] محشر
یا [illegible]

ٹوٹ کر سینے مین جب پیکان دلبر رہ گیا
[illegible] دل [illegible] سراپا درد ہو کر رہ گیا

بھول بیٹھا ہون زمانے بھر کی [illegible]
[illegible] زبان پہ نام دلبر رہ گیا

داد محشر سے حال عشق کو [illegible] کہا
[illegible] دفتر کا دفتر رہ گیا

طور پر موسی کو اپنی جلد لائے پاس [illegible]
[illegible] دیکھتے [illegible] رہ گیا

ہجر مین [illegible]
محشر [illegible] رہ گیا

کسی سے عشق تو اے دل نہ کرنا
خود اپنا خون او بسمل نہ کرنا

طریق عشق مین کتنی ہی ہمت
خیال دوری منزل نہ کرنا

سنبھل اے شوق بزم یار ہے یہ
ہمین رسوا سر محفل نہ کرنا

رگ جان تک اتر آیا ہے خنجر
خیال نازکی قاتل نہ کرنا

حنا بندی مبارک تمکو لیکن
کھلین جب ہاتھ خون دل نہ کرنا

دل صبر آزما رکھتے ہو محشر
نہ کرنا شکوۂ قاتل نہ کرنا

جبکہ دل زلف حسینا مین گرفتار نہ تھا
بہت اچھے تھے ہمین کوئی بھی آزار نہ تھا

شوق دیدار کہتی ہین یہ ہی جلوۂ حسن
اک نظر جسنے تجھے دیکھا وہ ہشیار نہ تھا

غش کے پردے مین کیا طور پہ نظارۂ دوست
کوئی موسیٰ کیطرح بیخود و ہشیار نہ تھا

آسمان اور زمین کیون ہوئے دشمن میرے
مین بجز دوست کسیکا بھی گنہگار نہ تھا

پیشتر عشق کی خلقت کے جہامین محشر
کوئی مجرم نہ تھا اور کوئی دل آزار نہ تھا

آمد قاصد سے شادی مرگ کا عالم ہوا
وائے قسمت وصل کا مژدہ پیام غم ہوا

ہجر نے اظہار غم مین حشر برپا کر دیا
ایک نالے سے زمانہ درہم و برہم ہوا

یون خوشی لازم ہے الفت مین جفائے دوست کی
آگئی رونق مرے منہ پر وہ جب برہم ہوا

انتظار دوست مین تھی حالت امید و بیم
درد دل مین گو ہوا شب بھر مگر کم کم ہوا

دونون [illegible] حسن و عشق کی مل جائیگی
انکا مونس آئینہ اور درد دل مرا ہمدم ہوا

چشم و دل دونون تھے یان محو طلسم بیخودی
یہ نہین معلوم کیا انجام شام غم ہوا

چارہ سازی نے مٹا دی لذت ایذائے درد
اور اک نشتر پئے زخم جگر مرہم ہوا

زندگی نازک لی ہے کس مصیبت مین کٹی
دوست کا کیا تذکرہ دشمن کا ہمکو غم ہوا

شکوۂ تقدیر بھی شاید پیام وصل تھا
جسکو سنتے ہی مزاج اس شوخ کا برہم ہوا

ہم بھی اے محشر فدائی ہین اسی محبوب کے
جو تعالی اللہ فروغ عالم و آدم ہوا

دل عشق مین جبتک کہ گرفتار نہوگا
نشہ سے خودی کے کبھی ہشیار نہوگا

مرا مرض عشق ہین اور تیری خوشی سے
دشوار اگر ہو بھی تو دشوار نہوگا

اے یوسف دل خوبی قسمت بھی ہے اک شئے
بے اسکے ترا کوئی خریدار نہوگا

ممکن نہ ہوا ضبط تو کہنا پڑا آخر
اے یاد وطن پھر مجھے احباب ملینگے

انصاف یہ ہی تمسا دل آزار نہو گا
جینا مرا گردون کو اگر بار نہو گا

جاتا ہون سوے کرب و بلا ہند سی محشر
کیا اب بھی نصیبا مرا بیدار نہو گا

دل کے مرجانے سے لطف غم نہان نرہا
کھینچتا ہی کوئی ناوک مدد اے جذبہ دل
جلوۂ حسن رہا یا کہ رہا اُسکا خیال
کسکو یہ تاب کہ لیجائے متاع غم عشق
کیا بُری شے ہی حقیقت مین تعلق دلکا
جستجوئے نگہ شوق سے اللہ بچائے
تم جو دیکھ آؤ تو جھوٹی یہ خبر ہو جائے
کیون خفا ہو جو ہوا مطلب دل شامل حال

زندگی کا تھا مزا جس سے وہ سامان نرہا
یہ نہ کہنے کو ہو دم بھر ترا مہمان نرہا
دل وہ گھر ہی کسی صورت سے جو ویران نرہا
اس خزانے کا کبھی کوئی نگہبان نرہا
جب ہمدا سن لی تری ہوش مریجان نرہا
سات پردون مین بھی چھپنے سے وہ پنہان نرہا
سنتے ہین ہم کہ کوئی قابل درمان نرہا
شکوۂ غم مین خیال اسکا مریجان نرہا

عادت سیر جہان ایسی تھی محشر مجھکو
کنج مدفن بھی مری آنکھون مین ویران نرہا

لو مبارک دردِ دل کام اپنا آخر کر گیا
سر سے پا تک خون سے تل بھر جگہ باقی نہین
حسن آداب محبت کا اثر اتنا تو ہو
دید کے قابل ہی اپنے دلکا رنگ آرزو
مین جو چپ چپ ہون تو ہنسکر پوچھتے ہین ماجرا

جسکا جینا بار خاطر تھا تمھین وہ مر گیا
اتنے اے ظالم جفاؤن سے ترا جی بھر گیا
اُسطرف تیوری پہ بل آیا یہان جی ڈر گیا
جو لگا یا تیر ظالم نے لہو مین بھر گیا
دلگی او روٹھنی ہے میرا دل مضطر گیا

مدعا یہ تھا کہ مٹ جائین ہوا سے نقش پا
دامن افشان کوئی میری گھر سے اپنے گھر گیا

اب خوشی وصل و رنج ہجر یکسان ہی ہمین
چین سے گذری کی محشر زندگی دل مر گیا

مرنا تو غم ہجر مین مشکل نہین ہوتا
غم اسکا ہی کچھ مر کے بھی حاصل نہین ہوتا

تڑپانے کی قاتل نے نکالی ہی نئی چال
خود کہتا ہی بسمل سے کہ بسمل نہین ہوتا

کیا درد بھرے ہین مری نالے شب فرقت
نیند آنا تو کیسا کوئی غافل نہین ہوتا

یہ پاؤن ہین پر آبلہ اور دشت محبت
جبتک گذر اپنا سر منزل نہین ہوتا

ہم نذر جفا کرتے ہین سب دل کی مرادین
وہ ترک اگر رحم پہ مائل نہین ہوتا

طول شب فرقت مین ہون گو لاکھ تصور
دمساز مگر کوئی بجز دل نہین ہوتا

کیا حال کہون اپنی پریشان نظری کا
جب بزم مین وہ رونق محفل نہین ہوتا

محشر دل روشن سے ہی ضد تیرہ درون کو
زنگار کا آئینہ مقابل نہین ہوتا

نشئے مین عشق کے دل دیوانہ چھٹ گیا
چشم و چراغ خلوت جانانہ چھٹ گیا

دیکھون مین کس امید پہ شرح کتاب وصل
کاتب سے جبکہ میرا ہی افسانہ چھٹ گیا

عبرت فزا ہی بزم تمنا کی بھی سحر
ہم تمسے اور شمع سے پروانہ چھٹ گیا

خاطر شکن نہو کبھی ساقی ادائے مست
کیا فائدہ جو ہاتھ سے پیمانہ چھٹ گیا

اے رہروان کوی وفا جاؤن اب کدھر
دربان کے ظلم سے در جانانہ چھٹ گیا

اے محتسب خدا کے لیئے اپنی راہ لے
گویا ترے چھڑائے سے میخانہ چھٹ گیا

دیوانگی کی وضع مین سیر حرم بھی ہے
محشر گناہ کیا ہے جو ویرانہ چھٹ گیا

اگر عتاب دمِ مستیٔ شباب آیا
مزاج پوچھینگے اُنکو جو پھر حجاب آیا

نہ آیا کچھ مرے دل کو میانِ مکتبِ عشق
ستم یہ ہی اگر آیا تو اضطراب آیا

ہوئی ہی آمد قاصد مخل تنہائی
ہر ایک پوچھنے آتا ہی کیا جواب آیا

شب فراق مین ہم اور غشی کا عالم تھا
نہ جاگتے ہی رہے صبح تک نہ خواب آیا

رموزِ عشق سمجھ لینے کی تمیز آئی
ہزار آفتین لیکر مرا شباب آیا

نگاہ دوست تھی برقِ جمال اے محشر
رموز حسن کھلے جب کبھی عتاب آیا

یہ کہتے کہتے وقتِ ذبح دم نکلا ہی بسمل کا
الٰہی رہتی دنیا تک بھلا ہو مرے قاتل کا

کئے جا زینت اور زلفونکی آرایش کو شیدائی
ٹھکانا ہو رہیگا ہمسے مشتاقون کے بھی دل کا

ادائے شوخیٔ گفتار کی آخر کوئی حد بھی
ذرا یہ بھی نظر رکھو کہ کیا عالم ہی محفل کا

بہت نازان نہ ہو اے ظلم جانان اپنی شہرت پر
جہانِ عشق مین ماتم رہیگا خستہ دل کا

غضب کی مشہد پروانہ پہ عبرت برستی ہی
اوڑا جاتا ہی دود شمع بنکر رنگ محفل کا

اسیرانِ وفا مر جائین فرطِ ننگِ ہمت سے
تصور بھی قریب آئے اگر آزادیٔ دل کا

چلا جاتا ہون راہِ شوق مین مانند آندھی کے
نہ جانے سلسلہ کب ختم ہو دوریٔ منزل کا

نگاہین چاہئین دل چاہئی اسیر تحمل بھی
بہت مشکل ہی محشر دیکھنا رنگ انکی محفل کا

بہت مشکل ہی سینے سے نکلنا تیر قاتل کا
خدا حافظ ہمارے چارہ گر کی حسرتِ دل کا

تڑپنے سے ہوا آلودہ خونِ بیگنہ قاتل
کہ دم کے ساتھ بعد ذبح ٹوٹا دل بھی بسمل کا

خوشی اُنکی نکالین تیر لیکن یاد ہی رکھین
رہیگا عمر بھر ہمکو مرض بیتابیٔ دل کا

ذرا اِک بھر ٹھہر جا بھر توصفا کی سی فرصت ہی
غنیمت جان از ناوک فگن جو دم ہی بسمل کا

نہ تم مین رحم کی عادت نہ قسمت ہی موافق ہی
کرین اظہار کس امید پہ بیتابی دل کا

سلام آخری ای روح تجھکو بس خدا حافظ
ارادہ شوق مین ہمنی کیا ہی کوی قاتل کا

خدا جانے کہ فرط شوق مین کیا کچھ نہ کہہ گذرین
اگر کوئی ہو پوچھنے والا جو میری حسرت دل کا

سمجھتے ہین ہمین کچھ خوب لطف زندگی محشر
محبت مین ملا ہی جبسے کوئی قدرداں دل کا

گلشن جلوہ مین ای دل بے اختیار کیا
لائی ہی میرے واسطے فصل بہار کیا

کیسا خلاف وضع گردون ہی نام وصل
وہ آئے بھی تو رات کا پھر اعتبار کیا

بند آنکھین ہو گئین پئے خواب عدم مری
کھینچے گی اور طول شب انتظار کیا

مانا کہ چارہ گر نے تجھے زندہ کر دیا
لیکن کیا علاج دل بیقرار کیا

فطرت کے کس اصول پہ دل اسکو ملگیا
جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہی وصل یار کیا

محشر مزاج دوست سے ڈرنا ہی چاہیے
جب آگیا تو جائیگا دل کا غبار کیا

دم گریہ ضبط پہ بھی اگر اختیار ہوتا
سبب نشاط ہستی غم ہجر یار ہوتا

شب غم سکوت مین بھی تھی ہزار رمز اے دل
ترا اسمین کیا بگڑتا جو نہ بیقرار ہوتا

دم گفتگو نگاہین تھین زبان کی مخالف
ہمین ہوتا ابھی تو کیونکر ترا اعتبار ہوتا

وہ زمین تختۂ مشق ستم فلک ہی رہتی
ترے کشتۂ محبت کا جہان مزار ہوتا

غم ہجر کے تھے شکوے کوئی دل لگی نہین تھی
ہم اگر ذرا بھی کھلتے تمھین ناگوار ہوتا

مری ہر فغان مین مضمر ہی فنائے زندگانی
غم ہجر حد سے بڑھتا تو وصال یار ہوتا

مرے دل نے روز مرکے کیا بدگمان اسکو — اب اگر یہ مر بھی جاتا تو نہ اعتبار ہوتا
سر طور جلوہ تابی ہوئی اپنی حد سے ورنہ — یہ جہان جسقدر تھا فقط اک شرار ہوتا

سر عرصۂ قیامت کرین کس سے بات محشر
کوئی دردمند ہوتا کوئی دل فگار ہوتا

دکھا کے جلوۂ رخسار بے حواس کیا — اداشناس کا کیا خوب تم نے پاس کیا
حسین ہوکے تلون حضور نے پایا — مری نظر کو خدا نے اداشناس کیا
امید و بیم مین کیا خندر ہی شبِ وعدہ — کبھی بحال کیا اور کبھی اوداس کیا
فسردہ ہوکے گاون نے تو شمع نے بجھکر — کچھ اور بھی ترِ مدفن مجھے اوداس کیا
تمام عمر نہ یاد آیا پھر فراق کا غم — خوشی نے وصل کی کچھ ایسا بدحواس کیا

رموزِ عشق کی سمجھے نہ دقتین محشر
کچھ اور ہوگئے گم جسقدر قیاس کیا

جسے نہ آتا ہو سیکھے وہ ہم سے مرجانا — یہ کوئی بات نہین جان سے گذر جانا
امید وصل سے تھی زندگی تو اب وہ کہان — بڑا ستم ہے جوانی مین دل کا مرجانا
خدا دکھائے یہ تیور تمھارے حشر کے دن — ستم جو ہمپہ کئے صاف انھین مکر جانا
ہم اسکو عیشِ حیاتِ ابد سمجھتے ہین — غمِ فراق مین پل بھر کو جی ٹھہر جانا
جفا کے وقت خدا جانے اسکی حالتِ دل — کہ جسکی خو ہو تمھارے کرم سے ڈر جانا

وہ اہل دل بھی بڑے خوش نصیب ہین محشر
فراق دوست مین آسان ہو جنکو مرجانا

آسمان تک ہوگیا شہرہ جب اچھا کر دیا — چارہ گر کو مرے درد دل نے عیسا کر دیا

نام دلبر سنتے ہی کیون رنگ رخ اُڑنے لگا
تونے اے بیتابیٔ دل مفت رسوا کر دیا

ہجر مین اس دلکی بیتابی کو اے ہمدم نہ پوچھ
ایک ہی نالے سے جسنے حشر برپا کر دیا

سامنے آئینہ رکھکر دیکھئے خود بھی حضور
وہ ادا جسنے ہمین محو تماشا کر دیا

وہ شرارہ عشق کا تھا یا کہ جلوہ حسن کا
جسنے تجھسے شوخ کو میری تمنا کر دیا

پلٹے ہین اُس شوخ کے قدمون سے اعجاز مسیح
نزع مین آکر مریض غم کو زندا کر دیا

کفر اور اسلام کو اب دور ہی سے بندگی
عاشقی نے ہمکو محشر دل کا بندا کر دیا

اُستظار اپنے دل کو ہے کس کا
آئینہ بنگیا ہے مجلس کا

میکدے مین ہر اک کو دیکھ لیا
نام لون اپنے منہ سے کس کس کا

سیر باغ جہان مین آنکھین مری
بنگئی ہین جواب نرگس کا

یار سے جسکو لطف کی اُمید
یارب ایسا نصیب ہے کس کا

درد دل مین ذرا اُٹھے دیکھون
کیا بناتا ہے مجھسے بیحس کا

دل گیا ہے تو موت بھی آئے
کون اب قدردان ہے مفلس کا

محشر اپنے حواس مین آؤ
دوست وہ مستِ ناز ہے کس کا

رخصت اے صبر اس ستمگر کو عتاب آہی گیا
مژدہ باد اے نالہ وقت اضطراب آہی گیا

لیکے دلکو یون ہوی خواہان وہ جان زار کے
چارہ ناچار اپنی آنکھون کو حجاب آہی گیا

پند ناصح کارگر جب تھی کہ ہم آزاد تھے
ابتو اک بت پر دلِ خانہ خراب آہی گیا

مر گیا بیمار غم کروٹ جو بدلی ضعف سے
عالمِ ہستی مین آخر انقلاب آہی گیا

بحث نالہ صور سے ہو گی قیامت ہو بپا
اہل دل سن لو مرے دل کا جواب آہی گیا

جاتے جاتے رخ سی گیسو تک نظر ہوش اڑ گئے
شام بھی ہونے نہ پائی تھی کہ خواب آہی گیا

کسقدر نظارۂ نازک مزاجی سہل ہے
جب ذرا سی چھیڑ کی انکو عتاب آہی گیا

چشم بد دور اس ادا پر دیکھنے والے نثار
منہ پہ یون لیٹے ہین گویا انکو خواب آہی گیا

جاتے تھے توبہ کو محشر کرکے ترک انتظار
ناگہان وہ مست صہبائے شباب آہی گیا

نا امیدی مین شب وعدہ سحر ہو جانا
یون ہی لکھا ہو مری عمر بسر ہو جانا

اُف مرے دلکی لگی رک نہین سکتے آنسو
ابتو آسان ہوا باتون مین اثر ہو جانا

بسر و چشم قبول اے اجل آمد تیری
چاہیئے تھا ہمین پہلے سے خبر ہو جانا

حشر کیا شے ہو قیامت کا کرشمہ کیا ہے
میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہو جانا

پند ناصح پہ ہنسی آتی ہے توبہ توبہ
عشق کی ذات سے اور دلکا ضرر ہو جانا

عالم عشق مین لازم ہو کوئی کام کرو
دل بسمل پہ فدا دیدۂ تر ہو جانا

کبھی جو درد بھرے دل کی ناصحا سنتا
تری ضعیف صدا مین مرا خدا سنتا

صدائے خندۂ ساغر سے جسکو نیند آئے
وہ مستِ نازکسی نغمہ شے کی کیا سنتا

حیاتِ عشق اسی مشق مین تمام ہوئی
سناتے ہم وہ اگر قصۂ وفا سنتا

رموزِ عشق غضب ہو جو رہ گئے دلمین
کبھی ہماری بھی وہ بانیٔ جفا سنتا

بیانِ غم پہ ہی کچھ رکی رکی سی ہنسی
مری کہانی کو آخر وہ اور کیا سنتا

بھلا ہوا غمِ فرقت مین چپ رہے محشر
نہ ابتدا کوئی سنتا نہ انتہا سنتا

روح کو راحت کیا میں نے تو راضی دل نہ تھا
ورنہ اُٹھنا محفلِ ہستی سے کچھ مشکل نہ تھا

چار آنکھیں ہوتے ہی قابو میں گویا دل نہ تھا
کہہ گذرنا ورنہ حالِ ہجر کچھ مشکل نہ تھا

سننے والے میرا قصہ سنکے یون دیتے ہین داد
یا تو یہ زندہ نہ تھا یا پاس اسکے دل نہ تھا

ہو گئی ہی عام راہِ عشق بھی اس دور مین
منھ اُٹھا کر جو چلا نا واقفِ منزل نہ تھا

یہ رموزِ جذب ہین مجنون سے پوچھا چاہیئے
باطنِ محمل کا شاہد پردۂ محمل نہ تھا

قتل گہ کی سیر سے قاتل چلا ہی یون اُداس
جیسے مرضی کی موافق کوئی بھی بسمل نہ تھا

طور پر موسیٰ کو بلوایا پئے دیدارِ حسن
کون کہتا ہی کہ انسان جوہرِ قابل نہ تھا

بیٹھے جتنی دیر بالین پر ہنسی آتی رہی
دل لگی تھی آپکے نزدیک دردِ دل نہ تھا

دردِ باطن سے دہانِ زخم جو کچھ کہہ اُٹھے
شکوۂ تقدیر تھا وہ شکوۂ قاتل نہ تھا

ایک ہی نالے کی قوت سے خدائی ہلگئی
اضطرابِ ہجر مین روح اثر تھا دل نہ تھا

زندگی بھر کی ریاضت تھا دلِ محشر ضرور
پھر بھی او ظالم نگاہِ ناز کے قابل نہ تھا

میانِ بزم جو میرا وہ رشکِ حور آیا
تو چشمِ آئینہ مین دیکھتے ہی نور آیا

جواب دو مجھے ای نقشِ پا دہن بنکر
کہ راہِ عشق مین گھر سے مین کتنی دور آیا

اکیلا چھوڑ کے قسمت نے راہ لی اپنی
کوئی جو شوق مین بالائے کوہِ طور آیا

شبِ وصال چڑھین تیوریان الٰہی خیر
پھر اُنکو یاد کبھی کا کوئی قصور آیا

جو پہونچے بزمِ حسینا مین حضرتِ محشر
اُٹھانیوالے پکارے وہ ناصبور آیا

ہجر مین مرنے کا ارمان جو سرِ شام کیا
صبح تک مین نے بڑے چین سے آرام کیا

مرحلے عشق کے ای توبہ نہ پوچھے کوئی
جس سے جو کچھ بھی ہوا اُس نے بڑا کام کیا

گو مگو عشق کے اسرار ہین مین کس کو کہون
دل نے بدنام کیا آنکھون نے بدنام کیا

جسکی فریاد سے نیند اُڑتی تھی وہ ختم ہوا
سوئے چین سے اب اُسنے بھی آرام کیا

وہ یاد کرتے ہین جینے کو اب سلام اپنا
تمام ہوتا ہے وہ ہچکیون مین کام اپنا

امید تھی کہ کسی دل پہ اُبھرسے نقشِ مراد
مٹا یا صفحۂ ہستی سے ہم نے نام اپنا

شہیدِ عشق اُٹھے دنیا سے لیکے یہ قدرت
کہ اپنی ساری خدائی ہے انتظام اپنا

ازل مین دفترِ فرقت کی جبکہ دی ترتیب
ہر ایک صفحے پہ لکھا ہوا تھا نام اپنا

طلسمِ عشق کی اللہ رے گرم بازاری
بنا لیا مہ کنعان کو بھی غلام اپنا

زبان تک تو نہ لفظ آکے ہٹی جاتی ہے
بتاؤن کیا ترے دربان کو بھی نام اپنا

خوشا نصیب کوئی ملگیا لب بکیا ہے
زمانہ اپنا سحر اپنی وقتِ شام اپنا

کسی کے دل سے شبِ وعدہ کی اُترگئی یاد
دکھائے شوق نہ اب حسن اشتغام اپنا

یہ رکھ رکھا و شبِ وعدہ کا ہشِ جان تھا
نہ دیکھے چشمِ فلک حسن اہتمام اپنا

کیا ہے تمنے بدل امتثال امرِ بلیغ
وہ سست ہی سہی محشر پڑھو کلام اپنا

یہ کس دل سے مرا زخمِ دل اندوہگین دیکھا
کسی نے چارہ گر کو پھر کبھی ہنستے نہین دیکھا

وفورِ غم کا اندازہ کیا یون مین نے فرقت مین
پکھری جسوقت ٹھنڈی سانس تو ہمنشین دیکھا

دکھا دی ہر نفس مین انتہا دردِ محبت کی
گرا جسدن تو پھر بیمار کو اُٹھتے نہین دیکھا

سمائے کیا نگارستانِ عالم اسکی نظر و نمین
کہ جسنے آنکھ بھر کے تجھسا محبوبِ حسین دیکھا

جواب اسکا خموشی کے سوا دیجے تو کیا دیجے
وہ کہتے ہین کہ جب دیکھا تجھے اندوہگین دیکھا

قسم کھانے کو اک پل کیلیے بھی دوست دشمن نے
ہمین ہنستے نہین دیکھا انھین روتے نہین دیکھا

نصیب اپنا بدل لو ہمسے اے موسیٰ تو بہتر ہے
کہ ہمنے جلوۂ جانان رگ جان کے قرین دیکھا

دل اہل محبت کی حقیقت کوئی کیا جانے
اس آئینے مین ہمنے جلوہ حسن آفرین دیکھا

مزاج حسن پرور خود بخود زینت کا باعث تھا
جوانی جب سے آئی اُس نے آئینہ نہین دیکھا

تصور اُسکا شوق اُسکا ہے جذب باطنی اُسکا
مذاق عشق مین جس شخص کو خلوت نشین دیکھا

کسی سے حقیقت پوچھے کوئی محشر زندگی کیا زندگی گذری
کہ ہر ہر دم اک تازہ غم پہ جان حزین دیکھا

جلوہ دکھانے آئے منہ پر نقاب کیسا
جو تاب ہی نہ لائے اُس سے حجاب کیسا

تصنہ نہ کوئی کٹنا فرقت کی شب مین ہمدم
یہ رات وہ ہے جسمین آرام و خواب کیسا

خود ہی تو مجھکو مارا خود ہی یہ کہہ رہے ہین
آیا یہ خواب تجھکو او محو خواب کیسا

نظارہ گہ مین ہم بھی آئے ہین دیکھنے کو
کرتی ہے حشر برپا چشم حجاب کیسا

کیا ہو نہ یہ میری کہتا ہے ہنس کے کوئی
او مبتلائے فرقت یہ اضطراب کیسا

تحریر شوق پڑھکر قاصد سے کہہ رہے ہین
لکھتا تھا جو دہ دیکھا اس کا جواب کیسا

کیا اہل دل ہمین ہین جو ہو ستم ہمین پر
اے آسمان بتا دے یہ انتخاب کیسا

آرام سے کسیدن بیٹھے کہین نہ دم بھر
کیا کہیے ان سے چھپکر تھا اضطراب کیسا

پوچھے یہ کون اُنسے وعدے کی شب جگا کر
غافل ہوا کسی سے او محو خواب کیسا

فصل شباب گذری ہنستا ہے جام محشر
سوکھا لہو رگونکا ذکر شراب کیسا

نہ پوچھے کوئی سوئے محفل جانانہ کیون آیا
مین پھر انسان کیصورت مین ہون پروانہ کیون آیا

عذاب جان کسی وحشی کو ہر ایک اک کا یہ کہنا
سلامت دشت سے پھر کر سوئے کاشانہ کیون آیا

بتا اے عالم روحانیت اب کس طرف جاؤن
یہان بھی سب یہ کہتے ہین کوئی دیوانہ کیون آیا

اگر وصل ایک راز عشق ہے پھر پوچھتے کیون ہو
قریب شمع محفل مین کوئی پروانہ کیون آیا

غرور حسن کے اسرار باطن ہو گئے ظاہر
زبان پر آپکی آخر مرا افسانہ کیون آیا

ہمین ناخواندہ مہمان کہہ کر تم اٹھوائے دیتے ہو
خبر لو شمع بالائے بزم مین پروانہ کیون آیا

سپرد فصل گل توبہ پرستی ہو گئی کیا محشر
زبان پر بے تکلف قصۂ میخانہ کیون آیا

ادا نے اُن کی دل لوٹا تو لوٹا
عدو کا ساتھ تھا چھوٹا تو چھوٹا

کھنچ آیا خیریت سے ناوک دوست
جگر کا آبلہ پھوٹا تو پھوٹا

دیار عشق تک آیا مین خوش ہون
وطن اپنا اگر چھوٹا تو چھوٹا

ادائے بے رخی جی بھر کے دیکھی
بلا سے دل اگر ٹوٹا تو ٹوٹا

اسی دن کے لیے رکھا تھا دلکو
نگاہ حسن نے لوٹا تو لوٹا

ترا تھا آسرا کیا رشتۂ عمر
خوشی سے کہد ان مین ٹوٹا تو ٹوٹا

ملی قسمت سے راہ کوے جانان
زمانہ بھر اگر چھوٹا تو چھوٹا

کہانتک انتظار دوست محشر
مثل یہ ٹھیک ہے چھوٹا تو چھوٹا

کہہ رہا تھا دل فرازندار پر منصور کا
ساتھ رکھنا ہمنفس کوئی سفر ہے دور کا

چشم الفت مین نگاہ قدردانی دیکھکر
بے تکلف ہو گیا شعلہ جمال طور کا

مختصر یہ ہر نفس ممنون حسن و عشق ہون
پوچھنے والو نہ پوچھو حال مجھ مجبور کا

ہم تو بیت کے یون اچھا تھا وہ [illegible]
کیا ہو کھل جائے اگر منھ دل کی بھی ناسور کا

بات اُس سے کر رہے ہین جو خود بھی ہی کہہ سکو
چھیڑنا اچھا نہین ناصح کسی مجبور کا

عشق کی [illegible] پیدا کر دیا حسن قبول
آج تک قصہ [illegible] بانو نیر ہی کوہ طور کا

[illegible] عشق جانانہ زیکا شغل
[illegible] آوازہ سنا ہے [illegible] مشکور کا

[illegible] امید آرام کی
[illegible] ہون [illegible] کا

طول [illegible] تفسیر ان حسن و عشق
ختم دونون مین ہوا افسانہ کوہ طور کا

محشر آنا کس لئے عشق سواد زندگی
مٹتے مٹتے مٹ نہ جائے دل سے نقطہ نور کا

ب

عمر کی صرف جستجوے حبیب
اللہ اللہ رہی آرزوے حبیب

اس سے مطلب نہین ملے نہ ملے
ہم ہین اب اور آرزوے حبیب

ہوگا یارب وہ انقلاب کبھی
کہ بدل جائے جس سے خوے حبیب

مجھسے امید و یاس کا ہے یہ قول
لئے بیٹھا رہ آرزوے حبیب

اب کہان مین کہان حواس مرے
آتی ہے ہر نفس مین بوے حبیب

اور کچھ ہو گیا دماغ مرا
جب سے کھائی ہواے کوے حبیب

التفات شوق کے صدقے
ہاتھ دلبر نظر ہے سوے حبیب

نکلا آنکھون سے یون لہو دل کا
بنگئے تصویر آرزوے حبیب

محشر اُٹھو چلو ذرا دیکھین
آ رہی ہی کہان سے بوئے حبیب

دوست کی دل کو جستجو کیا خوب
امر مشکل کی آرزو کیا خوب

شکل گلشن ہے دامنِ قاتل
رنگ لایا مرا لہو کیا خوب

نگہ ناز اُڑا لے دل میرا
چور ہو زلف مشکبو کیا خوب

بے اثر ہونے کا ملا الزام
پائی نالون نے آبرو کیا خوب

پھرے ناکام حضرتِ موسٰے
طور پر کی ہے گفتگو کیا خوب

ہر ادا مین ستم کے پہلو ہین
واہ پائی ہی تمنے خو کیا خوب

کیون برابر لڑائی اُن سے زبان
تم سے محشر ہوئے ہو تو کیا خوب

ت

روح عاشق تجھپہ قربان ای ہوائے کوئے دوست
جان مین جان آگئی جسوقت آئی بوئے دوست

زیر خنجر کیا ہی جلد آسان کی مشکل مری
رہتی دنیا تک ہی احسان اے مری بازوئے دوست

دیکھکر فرقت مین آئینہ یہ کس سے پوچھئے
کیا وہی ہم ہین کبھی تھی جو کہ ہم پہلوئے دوست

دلکی دنیا چھین لی آخر فریب حسن نے
شام سے تا صبح جاگا وصل مین جادوئے دوست

اہل دل مذہب بدل ڈالین بنا ای اعجاز حسن
تجھسے سب کچھ ہو سکا لیکن نہ بدلی خوئے دوست

لکھ لیا مینے کو بھی فہرست اہل شوق مین
اس سے کیا ہی ہو نہو دیدار حسن روئے دوست

مطمئن اہل حلق پر خنجر حجاب اُٹھے ہوئے
دیکھتا ہون اور ہی عالم تہ زانوئے دوست

زندگی کیا شئے ہی اک ہلکا سا پردہ ہجر کا
موت کیا ہی جذبۂ جانی کی قدرت سوی دوست

دشمنِ جان ہو گئے کس کے زمین و آسمان
آج اک ہنگامہ برپا تھا میانِ کوی دوست

ہم بھی بیٹھے ہین دماغ و دل کو آمادہ کیئے
جب سے یہ شہرت ہی کھلنے کو ہین گیسوی دوست

وہ پوچھتے ہین دل بیقرار کی حالت
مین کیا بتاؤن کسی سوگوار کی حالت

ہزار مرتبہ دیکھین کلیم برق جمال
نہ دیکھی ہوگی کسی بیقرار کی حالت

قفس مین آنکھ کھلی اور قفس مین دم نکلا
خیال و خواب ہے مجھکو بہار کی حالت

خدا کرے کوئی دیر آشنا نہ آئے کبھی
کبھی نہ کم ہو غم انتظار کی حالت

سکوت بھی ہی محبت مین شرح قصۂ غم
نہ پوچھے کوئی غم ہجر یار کی حالت

حواس اڑے ہوئے لیکن لحاظ حسن ادب
یہ دیکھی ہے ترے آئینہ دار کی حالت

ادائے ناز پہ مر کے نہ جانے کیا گذری
حضور دیکھ تو لین جان نثار کی حالت

اُٹھ سکا پھر نہ اُٹھانے سے بھی دیوانۂ دوست
چھڑ گیا جبکہ کہین بیٹھ کے افسانۂ دوست

آج اُٹھے جاتے ہین دربان کی جفا سے لیکن
زندگی بھر کہین چھٹتا ہی درِ خانۂ دوست

بیخودِ عشق کو فرقت مین یہ بیتابی تھی
دشمنِ جان سے کہا بیٹھ کے افسانۂ دوست

ہجر مین حالتِ دل دیکھتی ہین جو آنکھین
دیکھی تھی اُنسے کبھی رونق کاشانۂ دوست

راہبر شوقِ دلی سر پہ اجل دل بیتاب
بےخبر یون مین چلا ہون طرف خانۂ دوست

بھیڑ میدان قیامت کی چھٹی جاتی ہے
سن لیا سب نے کہ آنے کو ہی دیوانۂ دوست

آج کیون حد سے سوا خوش ہو کہو تو محشر
کیا بلائے ہوے جاتے ہو سوی خانۂ دوست

ث

شکایتیں ہین مری تمکو ناگوار عبث
ستا ستا کے کیا دل کو بیقرار عبث

قفس مین رہ کے رموز چمن خدا جانے
خزان کا دو عبث ہی کہ ہی بہار عبث

سنا ہی اور نہ سنین گے وہ کوئی افسانہ
زبان ہوتی ہی آخر گنہگار عبث

امید وعدہ مین کیا گذری کہوی حضرت دل
کیا تھا آپنے ایسے کا اعتبار عبث

مین خود ہی موڑ چکا منھ حیات سے اپنی
پھری ہوئی نظر آتی ہی چشم یار عبث

زبان اپنی دل اپنا بیانِ حال اپنا
حضور آپکو ہوتا ہے ناگوار عبث

امیدِ وعدہ وفائی کسی سے اے توبہ
جلا رکھا مجھے اے لطفِ انتظار عبث

شکستہ دل کی فغان کون سننے والا ہی
فراقِ دوست مین محشر ہو اشکبار عبث

ج

کرکے وعدہ مریکا بیٹھے ہین اپنی دل سے آج
کون اُٹھا سکتا ہی ہمکو یار کی محفل سے آج

نام تیرا رہتی دنیا تک رہے اے چارہ گر
آنکھ کھولی ہی مریضِ غم نے کس مشکل سے آج

دوست نے وعدہ کیا مانا وہ جھوٹا ہی سہی
پوچھے اندازہ خوشی کا کوئی میرے دل سے آج

خیر تھی اُسوقت تک تمنے نہ پوچھا تھا مزاج
گر پڑے چند آنسو آخر دیدۂ بسمل سے آج

آفتاب حشر ہی دھبا لہو کا روز حشر
داد لینگے ہم بھی محشر دامنِ قاتل سے آج

ح

ہجر کی شب مین خیال و خواب مین دیدارِ صبح
جاگنے والو کہان تم اور کہان آثارِ صبح

تیری آنکھین کھلتے ہی عالم منور ہو گیا
جاگنے سے تیرے جاگا طالعِ بیدارِ صبح

ہجر کے بیدار جتنا جاگین سوئین بعدِ مرگ
یہ وہ شب ہی جسمین پیدا ہی نہین آثارِ صبح

دل ٹھہرتے ہی دعا یہ کی مریضِ عشق نے
یا الٰہی حشر تک قایم رہے گلزارِ صبح

جاگنے والون کو بزمِ عیش کے نیند آ گئی
کون دیکھے مر رہے ہین کس طرح بیمارِ صبح

کبتک آنکھین بند رکھین آخر اے شورِ نشور
قبر مین گھبرا رہے ہین طالبِ دیدارِ صبح

پھر سوزِ زخمِ دل کا فور کی ہی جستجو
آؤ اے محشر چلین اب جانبِ بازارِ صبح

د

کلکِ مانی بن گئی گویا زبانِ اہلِ درد
ہی مرقعِ حال کا طرزِ بیانِ اہلِ درد

غمکدے مین کون ہی جسکو دکھائین سیہان
آسمان لیتا ہی کیونکر امتحانِ اہلِ درد

سننے والا کون ہی دنیا مین خیر آشنا سہی
کھل کھلا کر ہنس دو تم وقتِ فغانِ اہلِ درد

اب بھی بے تابانہ سمجھے کوئی تو اُسکا مذاق
ایک اک فریاد ہے گویا کہ جانِ اہلِ درد

نالے کرنا یا تڑپنا فرطِ ہمت کے خلاف
اور ہی کچھ ہی زمین و آسمانِ اہلِ درد

ساری دنیا اک طرف اور صبر اُن کا اک طرف
اللہ اللہ اپنے غمخانے مین شانِ اہلِ درد

دو ہی لفظون مین اُلٹے دیتے ہین عالم کا ورق
کون سن سکتا ہی محشر داستانِ اہلِ درد

(ر)

وہ اونکی پوری جوانی وہ انتہای بہار | چلے جب اُٹھ کے سنکنے لگی ہوائے بہار
جگر کے زخم ہرے ہوگئے فدائے بہار | جو اپنا کام تھا وہ کرگئی ہوائے بہار
قفس مین تاب فغان اب کہانسی لائین ہم | زبان تھک گئی تھی کہتے کہتے ہائے بہار
اسیر کرلیا بیہوش پاکے بلبل کو | کوئی گناہ تھا فقط رہ ادائے بہار
کرشمہ سنجی فطرت کو دیکھکر چپ ہون | نہ مدعی خزان ہون نہ آشنائے بہار
ہزارون مرگئے مجنون کے ایسے دیوانے | مگر ملی نہ کسی کو بھی انتہائے بہار

*

کیون نہ دل ٹکڑے ہو عشاق کے ارمانون پر | بیکسی قہر کی چھائی ہوئی ہے جانون پر
ہوگئی پوری اسیرانِ کہن کی میعاد | کہ اوداسی نظر آنے لگی زندانون پر
مے فروشون کا نہ لے صبر خدا را زاہد | ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دوکانون پر
عشق مین ہمکو سمجھتا ہے زمانہ نادان | اک زمانہ تھا کہ ہم ہنستے تھے نادانون پر
دیکھ لین چشم حقیقت سے اگر شمع کا حال | پھر حسینون کو ہنسی آئے نہ پروانون پر
موسم گل ہے ابھی دور مگر وحشیون نے | خط لگا رکھے ہین پہلے سے گریبانون پر
ضبط کیون کرتے ہو تم دیکھ کے صورت میری | قاعدہ ہے کہ ہنسی آتی ہے دیوانون پر
تیرے دیوانون کو اب امنِ دل ہی ہے غرض | مدتون صاف کیا ہاتھ گریبانون پر

*

صدقے ہزار جان سے رفتار یار پر | اک حشر ہوگیا مری خاکِ مزار پر

اے برق ناز اتنی عنایت ضرور ہے — گرنا اگر تو میرے دلِ بیقرار پر
افسوس ہوگا رنگ حنا اوڑ گیا اگر — رکھو نہ ہاتھ میرے دلِ بیقرار پر

محشر وہ روتے آئے تھے ہنستے ہوئے گئے
اور اوس پڑ گئی مری خاکِ مزار پر

نہ آیا کوئی آنسو آنکھ سے رخسارِ تاباں پر — چلو جانے دو بس تم رو چکے خاکِ شہیداں پر
تماشا دیکھتا ہی دوست ایذا و تحمل کا — ذرا تھم تھم کے چلتا ہی خنجر قاتل رگِ جاں پر
اسی سے مجمع محشر میں مجھ وحشی کو دعویٰ ہی — ہنسی جس شوخ کو آئے مرے چاکِ گریباں پر
ملا تقدیر سے مرہم بھی بلکا دل جو نازک تھا — رکھا اس شوخ نے دستِ حنائی زخم پنہاں پر
فلک بھی کانپ اٹھا یوں رہ دنے ہمکو ٹھکرایا — خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمینِ کوئے جاناں پر
دکھانے ہی کو آنکھیں سرخ کر لو نشہ مے سے — تمھیں رونا نہیں آتا اگر خاکِ شہیداں پر

جی بھر آیا اشک خون بالائے داماں دیکھکر — خوب روئے دل کے اجزائے پریشاں دیکھکر
جا رہا ہے کوئی ہنستا اور کوئی روتا ہوا — مطمئن مجھکو میاں کوئے جاناں دیکھکر
خوف یہ ہی روح نکلی بھی تو جائے گی کہاں — آگیا منھ کو کلیجہ تنگ زنداں دیکھکر
دوست ایک اک کرکے بالیں سے مری اٹھنے لگے — اور رہی کچھ نزع کے ہنگام ساماں دیکھکر
دفترِ ہستی کو فطرت نے پریشاں کر دیا — رونا آتا ہے مجھے گورِ غریباں دیکھکر
بخیہ گر کو گھاؤ میرے دل کا یاد آنے لگا — کانپ اٹھا صورتِ چاکِ گریباں دیکھکر
چپ کھڑے کرتے ہو کیا رونا اگر آتا نہیں — کاش ہنس دو صورتِ بیمارِ ہجراں دیکھکر

ہنسی کیونکر نہ آئے اسکو بیتابیٔ بسمل پر
نظر رکھتا ہو جو ظالم فروغ رنگ محفل پر

جب ایذا بڑھ گئی حد سے کہاں پھر تاب گویائی
بتا دیتی ہیں جائے درد رکھکر ہاتھ ہم دل پر

اگر جاتے ہو موسیٰ طور پر یہ پوچھتے آنا
گذرتی ہے جواب صاف سے کیا قلب سائل پر

ہوا حرف غلط نقشہ طلسم رنج فرقت کا
تری تصویر جیسے ہمنے کھینچی صفحۂ دل پر

طریق عشق کی مشکل کو آسانی سمجھ غافل
ارادہ شرط ہے تقدیر پہونچا دیگی منزل پر

تہ خنجر امید زخم میں جبتک کہ دم نکلا
فدا ہوتی رہیں نظریں ہماری چشم قاتل پر

خداوندا مری جرأت کی اب تو پردہ پوشی کر
کہ بڑھکر ہاتھ ڈالا حشر میں دامان قاتل پر

بیابان وفا کے راہرو اب تھک کے کیا بیٹھیں
نظر دوڑا چکے تھے پہلے ہی دوری منزل پر

نہ دم لیتا ہے کعبے میں نہ بتخانے میں مرتا ہے
خدا کی مار محشر اس طرح کے مضطرب دل پر

کیونکر جیوں میں دوست کا آزار دیکھکر
مرتا ہوں صورت دل بیمار دیکھکر

بے دیکھے تم پہ صدقے خدائی ہوئی یہ کیا
لیتا ہے جنس مول خریدار دیکھکر

ان تیوروں پہ کیوں نہوں سو جان سے نثار
وہ مجھکو دیکھتے ہیں جو تلوار دیکھکر

مارے ہنسی کے لوٹ گیا شعلۂ جمال
موسیٰ کا شوق و طاقت دیدار دیکھکر

ناکامیاب طور سے آتے نہ پھر کلیم
چلتے اگر زمانے کی رفتار دیکھکر

سب ڈر رہے ہیں حشر میں اور ہنس رہا ہوں میں
دل کو ترے کرم کا سزاوار دیکھکر

خوش ہوتے ہو جو قاتل عالم کہے کوئی
تم ہو وہی کہ ڈرتے تھے تلوار دیکھکر

کیا آخری یہ چند نفس بھی ہیں ناگوار
کیوں ہنس رہے ہو صورت بیمار دیکھکر

اب کیا رہا جہان میں جسپر نظر کروں
بند آنکھیں کر لیں جلوۂ دلدار دیکھکر

اب بھی کوئی اُٹھائے تو قسمت کا پھیر ہے — بیٹھا ہوں بزم میں نگہ یار دیکھکر
کچھ ایسی بنگئی تھی غم ہجر دوست میں — رونے لگا تجھے مرا غمخوار دیکھکر
ہوتے ہی کامیاب وفا آگئی ہنسی — پیوست دل میں تیر کا سوفار دیکھکر

میخانے کا نظام ہی محشر عجب نظام
کھلتا ہی شیشہ جوش قدح خوار دیکھکر

چلے جب ہم رہِ الفت میں مشتاقِ جفا ہوکر — ملے ایک اک قدم پر آشنا نا آشنا ہوکر
نگاہِ لطف سے کیوں آتی اُمیدیں بڑھا ہوا — جئیے گا کس طرح کوئی سراپا مدعا ہوکر
یہ اقبالِ ادا و ناز ہے حد کرامت تک — حکومت کی دیار دل میں تمنی بیوفا ہوکر
ذرا اے کس مپرسی تو زلیخا سے خبر کردے — کہ یوسف بک رہے ہیں جنس بازار وفا ہوکر
جواب جادہ مقصد تھا اُسکا ہر نفس گویا — مٹادی اپنی ہستی دوست پر جسنے فدا ہوکر
محبت میں ستمکش زندگانی کچھ تو کام آئی — کیا خوش ہمنے اپنے دشمن جان کو فنا ہوکر
ترے وارفتہ کی دیوانگی تھی عین دانائی — بھلا بیٹھا زمانے کو محبت آشنا ہوکر
خدائی پھر گئی پھرتے نہ دیکھا چشم جاناں کو — بڑی راحت اُٹھائی ہمنے پابند وفا ہوکر
نہاں جو قطرہ خون دل میں تھا مجموعہ ہستی — شروع غم میں نکلا آنکھ سے موج فنا ہوکر
انھیں ضد بات رہ جائے مری خواب جوانی کی — مجھے کوشش پلٹ آئے کوئی نالہ رسا ہوکر
بتاؤ تمکو اِس حسن عمل سے کیا ملا محشر — بظاہر رند مشرب در بباطن پارسا ہوکر

ق

ابتدا ہی ہوگئی میرے لئے انجامِ عشق — تھا پیام موت میں سمجھا جسے پیغامِ عشق

تر زبان ہین سب کے سب تعریف حسنِ یار مین | کوئی بھی سنتا نہین حالِ دلِ ناکامِ عشق
لے لیا سرمایہ ہوش و خرد کو ہاتھون ہاتھ | کس تکلف سے دیا ساقی نے مجھکو جامِ عشق
نزع کی اُلجھن مین سرہو زانوی دلدار پہ | زندہ ہو جاؤن اگر ہو اسطرح انجامِ عشق
میری بیتابی پہ اتنا کہہ کے وہ راہی ہوئے | اب اگر جینا تو پھر ہرگز نہ لینا نامِ عشق
ابر رحمت نے نکالے اپنے کیا کیا حوصلے | حشر مین جب آگئے مستِ شرابِ جامِ عشق
سنتے سنتے قصۂ دردِ جگر کیون ہنس دیئے | کہتے کہتے دفعتہً چپ ہو گیا ناکامِ عشق
پہلی ہی منزل پہ موسیٰ کو ہوئین یہ لغزشین | صدقے اُن قدمون کے جو پہونچے قریبِ بامِ عشق

ہمنشین غم ہو چکا محشر خبر ہے یا نہین
لڑ چکین نظرون سے نظرین آچکے پیغامِ عشق

ک

رستہ کسیکا دیکھا وعدے کی شب یہان تک | آنکھون کی نذر کر دی ہمراہ شوقِ جان تک
اے شوق زخم کاری ہمت یہ چاہتی ہے | دل خود ہی اُڑ کے پہونچے اُس تیرِ بے امان تک
انجام پر نظر ہی جو کچھ ہو عین راحت | تڑپیگا شوق سے دل تڑپائے غم جہان تک
اظہار رنج و راحت اب ہو تو کس طرح ہو | مُنھ تک ہنسی کا کیا ذکر آتی نہین فغان تک
مانندِ شامِ تربت یہ شب بھی بے سحر ہے | فرقت کی رات آخر بیتابیان کہان تک
تلوار باندھنے کی دکھلاتے ہین ادائین | زندہ ہی کیون رہینگے ہم وقتِ امتحان تک
کہتے ہین پاشکستہ راہِ وفا مین گر کر | کوئی خدا کا بندہ پہونچا دے کاروان تک
اک سر ہزار سودے اک دل ہزار غم مین | قسمت کو پھوڑین کہتک لے آئین کہان تک

مرنا جو لازمی ہی مشکل ہو جلد آسان
محشر حیات آخر فرقت مین ہو کہان تک

ل

کس کلیجے سے بیان ہو سکے ناچاری دل
رونا آتا ہی مجھے دیکھ کے بیماری دل

زلفِ دلدار کا بن بن کے بگڑنا سو بار
کیا ہی ہنگامہ تھا ہنگام گرفتاری دل

بات کرنے مین یہ ڈر ہی کہ نکل جائے نہ دم
ہمسے پوچھے نہ کوئی حالت بیماری دل

دیکھیے آئینے مین پہلے ذرا حسن اپنا
ہمسے پھر پوچھیے گا وجہ گرفتاری دل

خیریت سے شبِ فرقت کا گذرنا معلوم
یارب آسان ہو جلدی کہین دشواری دل

وہ دعائین ہین مری قبر پہ اب خاک بسر
کی گئین تھین جو پئے صحت بیماری دل

دیکھتے ہونگے مست سے میری جانب
جاؤ بس دیکھ لیا حسنِ طلبگاری دل

رنگ خون سے کسی پیکانِ ستم پر محشر
کھنچ گئی صاف سی تصویر وفاداری دل

م

ناکامیاب ہو جو گئے جستجو مین ہم
بیٹھے ہوے ہین موت کی اب آرزو مین ہم

بزم عدم مین جاتے ہین زینت کیے ہوئے
اُنکی گلی سے نکلے نہا کر لہو مین ہم

کہتے ہین کوئے دوست مین قلب حزین سے ہم
کیا ہو جو مر کے بھی نہ اُٹھین اس زمین سے ہم

پوچھین یہ کسطرح دلِ اندوہگین سے ہم
آنسو گرین تو کیونکر اُٹھائین زمین سے ہم

مانے ہوئے تھین کو ہین باعث حیات کا
کیونکر نہ پوچھین رازِ فنا بھی تمھین سے ہم

فرقت کے غم مین اور یہ تازہ جنون بڑھا
سیلابِ اشک روکتے ہین آستین سے ہم

بھر پایا کہہ کے حالتِ بیتابیٔ فراق
تھرا اُٹھے حضور کی چینِ جبین سے ہم

یون شوق نے مطیع تمنا کیا ہمین
آنکھین نہ چار کر سکے دل آفرین سے ہم

قربان حفظ راز کی قدرت پہ جان و دل
جو بات تھی چھپا ہی گئے ہمنشین سے ہم

بے محل فریاد سے آخر گھٹی توقیر غم
خون رُلاتی ہی مجھے ناقدریٔ تاثیر غم

دلفریبی کی ادا اون سے وہان فرصت کہان
کسکو لکھون کون پڑھتا ہو مری تحریر غم

پوچھتے کیا ہو مرے ماتمکدے کی زینتین
ہر کہین آئینۂ حیرت کہین تصویر غم

بسملِ طرز تبسم کی یہ خاطر کی گئی
مسکرا کر چارہ گر نے دل سے کھینچا تیر غم

شاد اے محشر نہو دل مین بہت وصلت کی شب
کر رہا ہو آسمان فتنہ گر تدبیر غم

ن

جلوہ ترا جسدن سے سمایا ہی نظر مین
جو ہی وہ مجھے دیکھتا ہے راہگذر مین

دل خون کیا غم سے تو پایا یہ نتیجہ
فریاد بھی ڈوبی ہوئی نکلی ہی اثر مین

کل شام سے تا صبح نہ آئی کوئی آواز
سناٹا پڑا ہے ترے بیمار کے گھر مین

کہتا ہی یہ بیمار وفا چارہ گرون سے
صحت وہی دے جسنے دیا درد جگر مین

جسنے کئے ہین جلوۂ وحدت کے نظارے
لائیگا نہ وہ کثرتِ دنیا کو نظر مین

اک ننگ ہی رکھنا کسی چوکھٹ پہ جبین کو
سودے نے ترے جبسے جگہہ پائی ہی سر مین

رہ رہ کے مجھے قوتِ جذبات نے مارا
جب یاد کیا تجھکو اُٹھی ہوک جگر مین

موسیٰ چلے ہین طور پر تم کہدو یہ محشر
بدنام نہ ہونا کہین اربابِ نظر مین

حیات و موت کی وابستہ ہی تقدیر چٹکی مین
دلِ عشاق پر نظرین لگی ہین تیر چٹکی مین

مرے اجزائے دل کو سب سے روحانی تعلق ہی
وہ ترکش مین ہون اے ناوک فگن یا تیر چٹکی مین

ہٹا لیجا اُٹھا ہا میرے زخم دل سے تو جانون
اگر رکھتے ہو تم کچھ قوتِ تسخیر چٹکی مین

کلیجہ پھٹ گیا اے چارہ گر بس کھینچ چکا پیکان
مرے جذبات سے دونی ہی کیا تاثیر چٹکی مین

شہیدانِ محبت کا یہ ہمنے مرتبہ دیکھا
تبرک سمجھے خاک قبر کو رہ گیر چٹکی مین

الٰہی حسن کے جذبات کا اعجاز راس آئے
لیے تو ہو دلِ بیتاب کی تصویر چٹکی مین

دوا اُتری گلے سے جی اُٹھا بیمارِ غم محشر
لبِ عیسیٰ کی ہی اے چارہ گر تاثیر چٹکی مین

وہی یہ پھول ہین جنکو ابھی دیکھا تھا گلشن مین
مگر کچھ اور ہی شئے ہو گئی گلچین کے دامن مین

کہانتک روئیگا اور رونیوالے نام لے لیکر
جواب آئے کہا کسی کون اب بیٹھا ہی مدفن مین

یہ دنیا نقش پائے کارروان بنکر نہ رہ جائے
اثر بھرنے کو ہم بھرتے تو ہین فریاد و شیون مین

مری ہستی کی دو باتون مین شرحِ مختصر یہ ہی
نگاہِ دوست مین زندہ ہون مردہ چشمِ دشمن مین

زمانے کے تغیر سے خدا معلوم اب کیا ہو
کہان اگلی سی کی وہ آب و ہوا وادی ایمن مین

جوانی آتے ہی دل سے مرے اللہ ری نفرت
وہی تم ہو کہ آئینہ لیے پھرتی تھی بچپن مین

مخالف یا موافق دونون سنکے چونک اُٹھتے ہین — یہ کیسا درد ہے آوازِ ناقوسِ برہمن مین
کہان تک اشتیاقِ وصل خنجر کو دُہائی قاتل — بہ رنگِ روح تنگ آیا لہو رکہائے گردن مین
محبت کا مسئلہ اور اس سے بڑہ کر ہو نہین سکتا — وہ دل لیکر سمجھتے ہین کہ اب سب کچھ ہی دامن مین

سمجھکر حکمِ فطرت صبر ہی کرتے رہے محشر
وگرنہ سخت تکلیفین ہوئی ہین روح سی تن مین

اہلِ وفا کو دولت آہ و فغان کے ہین — دنیائے عشق مین بڑے نام آسمان کے ہین
کیا دیکھتا ہی دلکو مرے اے حریفِ عشق — سب گھرے گھرے زخم کسی کی زبان کے ہین
اہلِ فنا کو روک نہ اے منزلِ حیات — دم لینگے یہ رہین یہ ارادے جہان کے ہین
فرقت مین بات کرنیکی مہلت کہان سے لائین — یہ راتین امتحان کی ہین دن امتحان کے ہین
فرقت کی شب بسر دفلک کر رہا ہون مین — جو نالے یادگارِ دلِ ناتوان کے ہین
تھے سب کبھی رگِ جان سے سوا عزیز — بربادِ جلنے تنکے مرے آشیان کے ہین

محشر جگر سے وسعتِ دل تک ہین جتنے درد
یہ سب دیئے ہوئے کسی آرام جان کے ہین

حُسن و عشق آئینۂ دل مین بہم دیکھتے ہین — وہ ہمین دیکھتے ہین اور انھین ہم دیکھتے ہین
جادۂ تجربہ کاری ہین نگاہین اُن کی — روشِ دہر جو ایک ایک قدم دیکھتے ہین
پوچھئے فلسفۂ موت کا حاصل اُن سے — اپنی ہستی کو جو ہر سانس عدم دیکھتے ہین
ضبطِ گریہ جو کیا دل سے دھوئین اُٹھنے لگے — آب و آتش کو شبِ ہجر بہم دیکھتے ہین
اُنکی تکلیفِ عیادت مین ہین نہان یہ مزے — مجھکو کیا دیکھتے ہین اپنا ستم دیکھتے ہین
اُف ری محرومئی دیدار کہ بھر آئے ہین اشک — آنکھ سے محشر اگر حسنِ صنم دیکھتے ہین

جامعہ عثمانیہ

شباب تک رہین عہد شباب کی باتین | مین کیا کہون دل خانہ خراب کی باتین

اگر ہو مصلحت وقت تو بیان کرو | کلیم ہم بھی سنین کچھ حجاب کی باتین

فلک کے ظلم پہ مین ہنس رہا ہون فرقت مین | پڑی ہین کان مین کچھ انقلاب کی باتین

خیال وصل کا فرقت مین ہے عبث اے دل | کریگا یاد کہان تک وہ خواب کی باتین

دفور ضعف سے اتنی مری مجال نہین | کچھ اُن سے کہہ سکون تاب بیان حال نہین

ہزارون مرتبہ دن بھر مین کام رو دینے | غم فراق کو پابندیٔ خیال نہین

ذرا سنو تو سہی سن کے مسکرا دینا | بیان درد جگر ہے کوئی سوال نہین

حواس اُڑ گئے سُن سُن کے واقعات کلیم | حضور را تو ہمین تاب عرض حال نہین

جنون عشق وہان لے گیا جہان ہمکو | غم فراق نہین عشرت وصال نہین

ہمارا دفتر الفت ہے قابل عبرت | کسی مقام پہ نام شب وصال نہین

میان حشر ہم ان تیورون سے آئے ہین | کہ جیسے ہمکو کسی سے کوئی ملال نہین

جفائے عشق کسی سے عدم مین کیا کہیئے | کہ ہم مذاق نہین کوئی ہم خیال نہین

ستم کے بعد تقاضائے ناز حسن یہ ہے
خوشی سے کہہ بھی دو محشر کوئی ملال نہین

آپکے پندار کا کوئی گلہ باقی نہین | جب ہمین کو تاب ضبط حوصلہ باقی نہین

اپنا دل اپنے ہی ہاتھون توڑ کر بیٹھا ہون مین | جیسے اب دنیا کا کوئی مشغلہ باقی نہین

زور ہر اک جزو خون کا لیگیا عہد شباب | وہ جنون کا جوش اور وہ ولولہ باقی نہین

گریۂ غم پہ ہنسی آئی وفا کی داد دی | بندہ پرور اب ہمین کوئی گلہ باقی نہین

دل ہوا جسدن سی محشر سلسلہ جنبانِ عشق
زندگی کی راحتونکا سلسلہ باقی نہین

لکھ لیا اُسکو بھی قسمت نے گنہگارون مین
ضبط کا جسنے کیا ذکر دل افگارون مین

فکر سے وصلت و فرقت کی یہ بدلا ہے مزاج
اب شمار اپنا ہے اچھون مین نہ بیمارون مین

بار اُٹھائین مری خاطر شکن آہونکا ذرا
طاقت اتنی نہین غمخانے کی دیوارون مین

کچھ بھی رکھتے ہین اگر عقل و حواس اہل جہان
سمجھے مستان مے حسن کو ہشیارون مین

آئی میری شبِ فرقت کہ قیامت آئی
رستخیز آج بلا وجہ نہین تارون مین

ساکر کے توبہ ہوئے سو باتون کے محشر پابند
کیا ہی آزاد تھے جبتک رہے میخوارون مین

شمعِ بزمِ عشق کی صورت سے مین افسردہ ہون
دیدۂ ظاہر مین زندہ درحقیقت مردہ ہون

رنج و راحت دونونکی لذت سے جی گھبرا گیا
تم خفا مجھسے ہوئے جینے سے مین آزردہ ہون

پوچھنے والون سے محشر کہدو کیون چھیڑین مجھے
کوئی بات اچھی نہین لگتی کہ دل افسردہ ہون

مصیبت دل وارفتہ ایک ہو تو کہون
مذاق کی نہین باتین ہین سن سکو تو کہون

لئے ہون دل مین جو مدت سے سن سکو تو کہون
کوئی سنے نہ سنے تم اگر سنو تو کہون

حواس آئین تو لے چارہ گر سنون تیری
کہان پہ درد ہے قابو مین سانس ہو تو کہون

میان حشر یہ کہتے ہی کٹتے دن گذرا
تمہارے ہاتھون جو گذری اگر کہو تو کہون

وہ انکا روکنا مجھکو اشارون سے دم حشر
وہ اُن سے میرا یہ کہنا اگر کہو تو کہون

نہ پوچھو چارہ گرو حال ہون سراپا درد
زبان سے کسی ایذا کا نام لو تو کہون

بیان حال مین کیونکر زبان کھلے سرِ بزم
خدا کے واسطے اُٹھکر الگ چلو تو کہون

کہانی دل کی سنی چپکے بیٹھکر تو کیا
کسی جگہ بُری اچھی مین بول اُٹھو تو کہون

نہ پوچھو شوق کی حالت جو چپکے بیٹھنا ہی
خلاف ہی سہی لیکن جواب دو تو کہون

وہ کہتے ہین شبِ وعدہ کہو تو کچھ محشر
مین کہہ رہا ہون کہ ارمان ایک ہو تو کہون

اس ادا سے وہ مجھے ساغرِ مے دیتے ہین
کسی محتاج کو جیسے کوئی شے دیتے ہین

دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا
دیکھتے جاؤ ابھی ہم تمھین کے دیتے ہین

ذکرِ دل چھیڑ کے کچھ ایسی ادا سے مانگا
کچھ سوا اسکے نہ کہتے بنی ہے دیتے ہین

چلے آنا کبھی مدفن پہ جو فرصت پانا
یاد رکھنا کہ تمھین جان سی شے دیتے ہین

کوئی فریاد سنے یا نہ سنے اے محشر
حالتِ دل کی خبر صورتِ نے دیتے ہین

کسیکے ظلم نہان اہلِ غم جب یاد کرتے ہین
اُبھر آتی ہین جو ٹیسین دلکی یون فریاد کرتے ہین

تمھارے دل جلے جسوقت تم کو یاد کرتے ہین
دھوین اُٹھتے ہین دلسے اسطرح فریاد کرتے ہین

نہ جانے کیا گذر جاتی ہی زندان مین اسیرون پر
کسیکو جب کسی کے سامنے آزاد کرتے ہین

غمِ فرقت مین جو حرکت ہی اپنی اضطراری ہے
کبھی چپ بیٹھکر ہنسنا کبھی فریاد کرتے ہین

مبارکباد ہمکو لذتِ ایذا سے مرجانا
نکلتی ہی دعا دل سے جو وہ بیداد کرتے ہین

دیارِ عشق مین جب مٹنے والا کوئی مٹتا ہی
ہمارے جاننے والے ہمین بھی یاد کرتے ہین

جہانِ غم مین جو زندہ رہی بعد اسکے وہ جانے
ہمارے دم مین دم جبتک کہ ہی فریاد کرتے ہین

قفس کی تیلیون پر گن رہے ہین دن رہائی کے
حیات اپنی بسر یون قیدِ صیاد کرتے ہین

کرامت دیکھئے اللہ ری شہرت زخم الفت کی
ابھی تک لوگ ذکر ہمت فرہاد کرتے ہین

مزار رفتگان آئینہ عبرت ہے اے محشر
نظر پڑتے ہی انکا حسن سیرت یاد کرتے ہین

مریض عشق اٹھا دنیا سے ماتم دار بیٹھے ہین
تھکے ماندے کسی بیمار کے بیمار بیٹھے ہین

جمال حسن سے ظاہر ہوا لکھا مقدر کا
خدا کی شان یوسف اور سر بازار بیٹھے ہین

ادھر بھی اک نظر او موجد انداز بیرحمی
بڑی مدت ہوئی ہم جان سے بیزار بیٹھے ہین

کہین کیا جانفشانی زینت بزم تصور کی
نگاہ عام مین ہر چند ہم بیکار بیٹھے ہین

دلی جذبات کی شدت کہین جانے نہین دیتی
نکلکر بزم جانان سے سر بازار بیٹھے ہین

ستانے والو تم انکو ستا کر کچھ نہ پاؤ گے
جو کوئے دوست مین لذت کش آزار بیٹھے ہین

دعا کا وقت بھی بیمار غم کے ساتھ آخر ہے
سر بالین یہ کس امید مین غمخوار بیٹھے ہین

مزاج اہل الفت عالم نیرنگ ہے محشر
کبھی مسرور بیٹھے ہین کبھی بیزار بیٹھے ہین

درد فرقت مین کسی سے بات کے قابل کہان
چارہ سازو کچھ نہ پوچھو ہم کہان ہین دل کہان

اسکے انداز اور ہین اسکی روش کچھ اور ہے
شوخی دلبر کہان میرا دل بسمل کہان

یہ تصور بھی نیا اک زخم ہی وقت جفا
دل مرا تیری نگاہ ناز کے قابل کہان

خوب دیکھے مین نے اے رضوان تری آٹھون بہشت
لیکن آنکھین ڈھونڈھتی ہین جسکو وہ محفل کہان

تمنے آکر نزع مین مجھپر بڑا احسان کیا
ورنہ آسان ہونیوالی تھی مری مشکل کہان

آبلون سی پاؤن کے کہتی ہین محشر خار دشت
پھوٹے ہو جنہین انھین آسائش منزل کہان

نہ ہنسو اُنپہ جو فریاد کیا کرتے ہین — اسی پردے مین تمھین یاد کیا کرتے ہین

روز اسیرانِ محبت پہ ہی وان مشقِ ستم — روز دو چار کو آزاد کیا کرتے ہین

اس بنا پر ہے ہمارا بھی تقاضائے ستم — کہ وہ ہر ایک پہ بیداد کیا کرتے ہین

شغلِ بیکاری فرقت کو نہ پوچھو ہم سے — کسی امید پہ دل شاد کیا کرتے ہین

پوچھتے کیا ہو غمِ ہجر مین کیسا ہے مزاج
چپ ہین محشر کبھی فریاد کیا کرتے ہین

نہ تڑپین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین — سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے — مزا یہ ہی کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

اگر یقین نہین زاہد کو پارسائی کا — خطا معاف ہو مین بادہ خوار بھی تو نہین

مری ہنسی ہی شبِ وصل ناگوار فلک — بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھسے شبِ انتظار ناز اجل — کہ قبل صبح مین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک اے محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

شامِ وعدہ رنج کی سامان نظر آتے ہین کیون — دل بھر آتا ہی کیون آنسو بہی جاتے ہین کیون

دیکھین کیا عالم دکھاتا ہی ملالِ صبحِ وصل — ہوش بھی ہمراہ رنگِ رخ اُڑے جاتے ہین کیون

الفتِ دنیا مین اب بھی ہی زمین گیری کا شوق — ورنہ کنجِ قبر مین سب پاؤن پھیلاتے ہین کیون

کیا دلِ بیمار کا کرنا ہے ماتم وقتِ نزع — ملکے دونون ہاتھ سینے پر کھنچے آتے ہین کیون

راہ مین خود ہی کہین رہ جائینگے مثلِ غبار — قافلے والے ہمین چھوڑے چلے جاتے ہین کیون

ذکرِ شامِ وصل پر نیچی ہین نظرین کس لیے — جو خطا میری ہو اسپر آپ شرماتے ہین کیون

شام فرقت یہ بھی اے محشر پیام ظلم ہے
چرخ کا کہنا ابھی سے آپ گھبراتے ہین کیون

کیا بتائین ہم کسی محفل سے کیونکر آئے ہین | سو طرح کے زخم لیکر ایک دلبر آئے ہین
ہو رہی ہی بحث ہمسے اور کسی دربان سے | بزم سے ہر تماشا لوگ اُٹھکر آئے ہین
اپنی اپنی جا پہ سب کو شوق پابوسی کا ہی | ایڑیون تک گیسوی دلدار بڑھکر آئے ہین
شب تو پوچھا انکیرین اسکا کیون پوچھا نہ حال | داغ کیسے قبر مین ہم لیکے دلبر آئے ہین

ہوش کی صورت اڑا جاتا ہی دل ہر بات مین
کہیئے اے محشر کہان سے آپ اُٹھکر آئے ہین

ادب سے بیٹھین وہ جنکو خوشی مین ہوش نہین | یہ بزم دوست ہی دوکان میفروش نہین
مریض درد جدائی کی خیر ہو یارب | کہ آج صبح سے غمخانے مین خروش نہین
یہ کیا کہ شادی و غم مین ہی ایک ہی حالت | ہین عندلیب کی صورت سیاہ پوش نہین
اثر کی بات ہو ہر چند ایک ہی ہو فغان | مثال نے کے مجھے عادت خروش نہین
کیا تھا ہجر کی شب ایک نالۂ جانکاہ | بس اتنی ہمکو خبر ہے پھر آگے ہوش نہین

حواس آتے ہین ذکر شراب سے محشر
جہان مین کوئی مجھسا بھی بادہ نوش نہین

وہ دلکو خوگر ایذا جو پائے جاتے ہین | بڑی خوشی سے برابر ستائے جاتے ہین
چھپائے لاکھ چھپا آمد جوانی یار | نگہ سے اور ہی انداز پائے جاتے ہین
ابھی اور بڑھے تیرگی شام فراق | چراغ دیکھون کہانتک جلائے جاتے ہین
سپرد جذبہ شوق دلی ہی بات کا پاس | کہ بزم دوست مین ہم بے بلائے جاتے ہین

٦٧٤

اب آگئے رازِ محبت ترا خدا حافظ
جو حق چھپانیکا ہی ہم چھپائے جاتے ہین

عجیب شے ہی جہان مین امیدواری بھی
کوئی خفا ہی رہے ہم منائے جاتے ہین

چلے ہین چھوڑ کے زخمی کو چاندنی مین حضور
نئی طرح کا یہ مرہم لگائے جاتے ہین

ڈر ہے تم سمجھوگے میرے دل نہین
ورنہ ضبط درد کچھ مشکل نہین

منحصر قسمت پہ ہی وصل حبیب
ہجر مین کوشش کے ہم قائل نہین

دو جواب اسکا زبانِ تیغ سے
لوگ کہتے ہین کہ تم قاتل نہین

کثرت غم سے ہوا آخر یہ حال
ایک پتلا درد کا ہے دل نہین

اتنا کہکر اُٹھ گیا وہ شمع رو
ہم نہین تو رونقِ محفل نہین

تم تو جو چاہو کہو غصے کے وقت
میرا منھ شکوے کے بھی قابل نہین

چھوڑ محشر آرزوے وصل دوست
سعیٔ بے حاصل سے کچھ حاصل نہین

آئینہ صفت بزم مین حیران بھی ہمین ہین
خندان بھی ترے سامنے گریان بھی ہمین ہین

کچھ خوف نہین تم کو اگر جھوٹی قسم کا
کیون منھ سے کہو صاحب ایمان بھی ہمین ہین

شاباش ہمین کہتے ہین خود دست جنون کو
خود بخیہ کنِ چاک گریبان بھی ہمین ہین

کیون قتل جہان پر نہ کمر باندھے وہ ظالم
دعویٰ ہو جسے عیسئ دوران بھی ہمین ہین

تیری نگہ لطف جتلاتے ہین ہمین کو
پھر جائے تو سو جان سے قربان بھی ہمین ہین

کیون تم کو دم حشر ندامت ہے جفا پر
لو دیکھو ادھر سر بگریبان بھی ہمین ہین

عشاق سے یہ کہتی ہین اُس شوخ کی آنکھین
بیمار بھی ہر درد کے درمان بھی ہمین ہین

محشر نہین غیرون کو مزا سوزِ جگر کا
پروانہ بھی اور شمعِ فروزان بھی ہمین ہین

دلِ بسمل مین فرطِ سوزِ غم سے جتنے چھالے ہین
وہی بیچارے مردہ حسرتون کے رونیوالے ہین

ملیگی داد اہلِ عرش سے اس جانفشانی کی
یہ دلکی روح ہین تم جنکو سمجھے ہو کہ نالے ہین

اُٹھایا محفلِ جانان سے مجھکو اس تصور نے
یہان کوئی نہین ہمدرد جو ہین سینے والے ہین

اجازت دو تو صدقہ کر دون دلکو دستِ نازک پر
بڑی مشکل مین تمنے سینے سے پیکان نکالے ہین

اذیت دو طرح کی ذبح مین ہرگز نہین زیبا
نہ یون سینہ دبا قاتل جگر کے زخم آلے ہین

مریضِ دردِ الفت نے بنایا سب کو مثل اپنے
اُڑے جاتے ہین دل تیمار دارون کے وہ نالے ہین

دہانِ زخم کیا کیا تر زبان ہین وصفِ قاتل مین
کچھ اس راحت سے میری سینے سے پیکان نکالے ہین

مرے رونے کو سوزِ غم مین دیکھو چشمِ عبرت سے
یہ آنسو انکی تصویرین ہین جتنے دلمین چھالے ہین

خوشا بیداریٔ قسمت کہ اس ظالم کو رحم آیا
تری نالے بھی محشر کیا ہی دردانگیز نالے ہین

کیا اسی شکل سے الفت کا صلا دیتے ہین
اتنا ہنستے ہین کہ آخر وہ رلا دیتے ہین

تیرے ملنے کے تصور جو ہین دلمین شبِ ہجر
درد بن بن کے مری نیند اُڑا دیتے ہین

ہجر مین نالون سے بہتر ہی کہ آہین کرین ہم
عیب ہی تیر جو چلنے مین صدا دیتے ہین

وا دری چارہ گری کہدیا بچنے کا نہین
آپ بیمار کو کیا خوب دوا دیتے ہین

دردمندون کی کہانی نہ سنی خوب کیا
باتون باتون مین یہ مطلب کی سنا دیتے ہین

چپکے بیٹھے تو ہو محفل مین مگر یاد رہے
بات پر ہم اگر آئین تو ہنسا دیتے ہین

چارہ سازو نہین یہ باتین ہین یہ نزع کی وقت
ایسی حالت ہو تو بیمار کو کیا دیتے ہین

شکوۂ یار نہ قسمت کا گلہ اے محشر
حضرتِ دل کو شبِ ہجر دعا دیتے ہین

دل بستگی کو محفل جانان بھی کم نہین
ہم جان دے کے شائق سیر ارم نہین

کس ناز کی سے خانۂ دل مین وہ آئے ہین
ظاہر کسی جگہ پہ نشانِ قدم نہین

ادنا سا یہ اثر ہے مرے انتشار کا
ذرے زمین پہ چرخ پہ تارے بہم نہین

بیکار مجھپہ کھینچ کے خنجر برس پڑے
کس نے کہا تھا تم کو مذاق ستم نہین

سب جان لین کہ یہ بھی بڑی راز دار ہین
بے مدعا خموشیٔ اہل عدم نہین

کچھ پاسِ ضبط کچھ تری رسوائیو نکا ڈر
دلمین ہزار غم ہین مگر چشم نم نہین

ظاہر ہے اشتیاق مرا راہِ وصل مین
تصویر اضطراب ہے نقش قدم نہین

لازم ہی پائے شوق کو پاسِ ادب ضرور
محشر یہ کوئے یار ہے دیر و حرم نہین

کیونکر نہ لطف مجھکو ملے ظلم یار مین
ہر درد کی جگہ ہے دلِ بیقرار مین

اُف کرکے ہاتھ رکھ لیا دلبر لگی وہ چوٹ
ٹوٹا جو لڑکے جام کوئی بزم یار مین

ایک آہ اگر کرون تو ہین اشک مدتون
سو کاروان نہان ہین ذرا سے غبار مین

اظہار شوق پہ مجھے باتین سناتے ہین
یان دل وہان زبان نہین اختیار مین

محشر جب اپنی حد سے بڑھا عشق دلربا
ممکن نہین حواس رہین اختیار مین

سنتا ہی کون کس سے کہین بزم یار مین
بیٹھے ہی بیٹھے دل نہ رہا اختیار مین

کیا کیا تڑپ تڑپ کے پکارے ہین تم کو ہم
کیا کیا اُٹھا ہے درد دلِ بیقرار مین

آنکھین اجل کے بند کیے بھی نہونگی بند
جاگا ہون اسطرح سے شب انتظار مین

راس آئے اے خدا دل پہ شوق کی اُمنگ
جی چاہتا ہے بیٹھے رہین کوے یار مین

رگ رگ سے آکے لیگیا چنکر خیال دوست
جس جس جگہ تھا درد دلِ بیقرار مین

موسیٰ کے واقعے کی جب آتی ہی ہمکو یاد
اُٹھتی ہی اک چمک سی دل بیقرار مین

غش کھاکے اسکا طور پہ گرنا عجب نہین
ٹھوکر جسے کبھی نہ لگے کوے یار مین

محشر نگاہ سوئے فلک مصلحت سہی
پھر بھی نظر جھکی ہی رہی کوئے یار مین

بہت جلد آئی دلکو موت قید زلفِ جانان مین
خدا جانے بسر کی کسطرح یوسف نے زندان مین

ذرا چھیڑے اے غمِ ہجران دکھا دون عالم آشوبی
چھپاؤن نوح کے طوفان کو کبتک چشم گریان مین

خدارا دم بھر اے بیتابی دل بیٹھنے دینا
لیے جاتا ہی فرطِ شوق مجھکو بزم جانان مین

نہین کچھ دور بزمِ یار اگر یہ مرحلہ طے ہو
ہمین پہلی جگہ کرنا ہے چلکر قلب دربان مین

ہنسین گے زخم کہنہ ناوکِ قاتل کی آمد پر
درِ دل خود ہی کھلجائیگا فوراً شوق پیکان مین

کہان لیجائین تجھکو اے دلِ وحشی کہ چین آئے
تری بیتابیان یکسان ہین صحرا و گلستان مین

امید وصل نے ہر حال مین ایسی رفاقت کی
کہ غم کو غم نہ سمجھا دل ہمارا شام ہجران مین

کہو محشر غزل اک اور کاٹو وقت تنہائی
کسی صورت سے جی بہلے ملال شام ہجران مین

بہت دن عمر ضایع کی علاج سوز پنہان مین
یہ سودا اور آفت کا تھا درد عشق جانان مین

جدائی ہر طرح پر میری ہی قسمت کی ہی یارب
اثر کو چھوڑ دیتی ہو دعا بھی شام ہجران مین

عزیز جان و دل کیونکر نہ ہو وہ درد ای عیسیٰ
جسے پالا ہو آغوش جراحت ہای پنہان مین

زمین تک آکے دلکی یادگارین خاکمین ملتین
بہت خوش ہون شب غم رہگئی آنسو گریبانمین

چھٹے جب قید سی اگر رہے دل مین زلیخا کے
بہر تقدیر کاٹی زندگی یوسف نے زندانمین

شب غم رو رہا ہون شوق سے مین خون کے آنسو
غرض یہ ہی بھرون رنگ وفا تصویر جانانمین

سیاہی جسکے دن کی شام مدفن سی زیادہ تھی
نہ جانین رات کیسی گذری اُس قیدی نے زندانمین

اُبلن آنکھمین سوزِ قلب سے حیرت ہے ای محشر
جگہ تھی اشک خونین کی جہان شبہا ہجرانمین

شرارت تیری کیا آئے بیان مین
سنا مین لاکھ باتین اک زبان مین

قیامت ہو گیا اُن سے یہ کہنا
ترس بھی ہے دل نا مہربان مین

توجہ سے اگر تم حال پوچھو
تو پھر دیکھو اثر میرے بیان مین

غمِ احباب و نیرنگ زمانہ
بڑے جھگڑے ہین عمرِ جاودان مین

نہین کچھ عشق مین درکار مجھکو
خداوندا اثر دینا زبان مین

نہ اپنی حد سے بڑہ اے شادی وصل
کھٹکتا ہون نگاہ آسمان مین

وہ دو تنکے سہی اپنے تھے لیکن
بڑی راحت تھی ہمکو آشیان مین

حقیقت کیا کہون اس دل کی محشر
کہ جو کام آگیا عشقِ بتان مین

ہر اک منزل یہ راہ عشق مین مسرور جاتا ہون
حجاب اُٹھتے چلے جاتے ہین جتنی دور جاتا ہون

شہیدانِ وفا کو حشر کے دن منہ دکھانا ہے
نہا کر خون مین زخمون سی ہو کر چور جاتا ہون

حقیقت رشک کی پھر پوچھ لینا ہنسنے والونکی
اگر محفل سے اُٹھواتے ہو سوے طور جاتا ہون

حیات عشق کا پہلا یہ دن قسمت سی راس آئے
نہ پوچھو ٹوکنے والو کہان مسرور جاتا ہون

ذرا اے لذت گفتار میری بات رکھ لینا
مین کچھ کہنے کو سوئے دلبر مغرور جاتا ہون

چلے ہین مصر سے یوسف یہ کہکر جانب کنعان
کسیکی منتظر آنکھون کا بنکر نور جاتا ہون

بڑے دعوے ہین جنکو دوربین نظر وُنپہ ای محشر
دکھانے آج انھین گہرا سا اک ناسور جاتا ہون

عشق مین دشمن مثالِ آسمان کوئی نہین
اور اگر پوچھو تو وجہ امتحان کوئی نہین

چھان ڈالی ساری دنیای وفا تو یہ کھلا
اہل دل کا دوست زیر آسمان کوئی نہین

دیکھنے مین گو کہ اک دنیا ہی خلوتگاہِ دل
تم اگر آؤ تو پھر اے میریجان کوئی نہین

کوچۂ جانان کی آبادی کے صدقے جائیے
پوچھنے والا ہم ایسون کا جہان کوئی نہین

مثل دنیا حشر بھی ہی بزمگاہ اختلاف
اپنی اپنی کہتے ہین سب ہمزبان کوئی نہین

مصر کے بازار مین یوسف کی صورت دیکھی
ڈھونڈھتی پھرتی ہین نظرین مہربان کوئی نہین

بیارہ گرنے نبض جب دیکھی تو فوراً کھل گیا
میری صورت کا مریض ناتوان کوئی نہین

ساکنانِ شہر خاموشان کی رحمت پر نثار
یون پڑے سناتے ہین جیسے یہان کوئی نہین

غم بھی محشر ہوگیا اب جز و تہذیب جدید
جا کے جس صحبت مین دیکھا شادمان کوئی نہین

عیسی و ناصح سے ممکن میری غمخواری نہین
عشق اک وجدانِ روحانی ہی بیماری نہین

جب سے دل بہلا رہا ہی گریۂ بے اختیار
ہجر کی شب مین کوئی تکلیف بیداری نہین

حفظ رازِ عشق کی کوشش کہانتک کیجیے
دل پڑا روتا ہی اور آنسو مری جاری نہین

کس لیے گھبرا کے آنکھون سے ہٹالی آستین
اے مرے ہمدرد یہ آنسو ہے چنگاری نہین

آزما دیکھا ہر اک کو ہم نے شہر حسن مین
کوئی بھی پابند آئین وفاداری نہین

کیا تعجب عالمِ ہستی مین طوفان ہو بپا
اک قیامت ہی ہماری گریۂ و زاری نہین

ہجر مین کیا جانئے دلبر مرے کیا سنگئی
جسنے دیکھا کہدیا اب وقت غمخواری نہین

خانۂ صیاد کی راس آگئی آب و ہوا
شکر کرتا ہون کہ اندوہ گرفتاری نہین

رخ نہ سمجھے حضرت موسیٰ جواب دوست کا
آدمی وہ کیا اگر اتنی بھی ہشیاری نہین

***

نہ تڑپین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین
سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے
مزا یہ ہی کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

مری ہنسی ہی شبِ وصل ناگوار فلک
بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھسے شب انتظار نازِ اجل
کہ قبل صبح مین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک ای محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

یہ لطف دوست کی تیغ ادا سے ملتے ہین
کہ زندگی مین گلے ہم قضا سے ملتے ہین

اسی کے دم سی ہی فرقت مین حسرتونکی حیات
بڑے مزے دلِ غم آشنا سے ملتے ہین

مزے کو عشق مجازی کے کوئی کیا جانے
یہ راہ وہ ہی کہ بندے خدا سے ملتے ہین

وصال دوست بقید حیات ناممکن
بشر کو عیش جو ہین وہ فنا سے ملتے ہین

ہم انکو حشر مین بڑھ کر سلام تو کر لین
یہ دیکھنا ہی یہان کس ادا سے ملتے ہین

جہان مین معرفت اشیا کی ضد سی ہے محشر
وفا شعار ہین ہم بے وفا سے ملتے ہین

شام ہجر آتے ہی آنکھین محو زاری ہوگئین
خون دل کی دو تون نہرین ہین کہ جاری ہوگئین

وہ ادائین جو بڑھاتی تھین غرور حسن دوست
رفتہ رفتہ سب تمنائین ہماری ہوگئین

اب قیامت کا بھی رستہ دیکھتا ہون ہجر مین
در پہ میرے سب بلائین باری باری ہوگئین

سب بجا ہی اپنی قسمت پر اُسے جتنا ہو نا نہ
جس سے سیدھی ایک پل نظرین تمھاری ہوگئین

اب جو دل ٹھہرا بھی تو کیا فائدہ اے درد ہجر
راحتین جتنی تھین نذر بیقراری ہوگئین

محشر ابکی زاہدونکے سر بلا تھی فصل گل
رہن دستارین برائے بادہ خواری ہوگئین

یہ ممکن ہی نہین اہل وفا مرنے سے ڈر جائین
اگر قابو ہو اُنکا موت کے پہلے ہی مر جائین

مزاج یار کہتا ہی گرفتاران الفت سے
جئین وہ جنکو جینا ہو جنھین مرنا ہو مر جائین

مریضان غم الفت کی اب حالت یہ پہنچی ہی
زبان پر نام اگر جینے کا آجائے تو مر جائین

تری برگشتہ قسمت راہ چارہ کسطرف ڈھونڈھین
کہ ساتھ اُنکے فلک سا دشمن جان ہے جدھر جائین

خطر ہین سو طرح کی ہر قدم پر کوئے قاتل مین
گذرنے والے ایسی راہ سے جلدی گذر جائین

نہ دشت عشق کے لایق نہ بزم یار کے قایل
ہجوم آرزو کو لیکے اے محشر کدھر جائین

اک دل سے ہزار آفتین ہین
دل پاس نہو تو راحتین ہین

کہتا ہون تمھین معتمد اپنا
اپنے سے مجھے شکایتین ہین

دل بھی دیا داغ عاشقی بھی
کیا کیا تیری عنایتین ہین

اچھے رہے آپ وعدہ کرکے
ارمانون کی ہمپہ آفتین ہین

ظالم یہ ترے قدم کی برکت
تربت پہ مری قیامتین ہین

گو کوچۂ یار آسمان ہے
اُسپر بھی ہزار راحتین ہین

مرنے کو حیات سمجھو محشر
جینے مین بہت قباحتین ہین

اثر کی روح کہئے جسکو وہ افسانہ کہتے ہین
زبان حال سے حال دل دیوانہ کہتے ہین

اسی سے شمع بزم یار مین روتی ہی آتی ہی
کہ سب اس سرزمین کو مشہد پروانہ کہتے ہین

اثر سے سننے والون مین ہی اک آفت کا سناٹا
ہم اپنی خانہ ویرانی کا جب افسانہ کہتے ہین

یہانتک شام وعدہ کی ہی سعی خلوت آرائی
کہ اب اپنے تصور کو بھی ہم بیگانہ کہتے ہین

ہمارا ہی جگر اک عالم اندوہ وحسرت ہی
ہمارا ہی وہ دل ہی جسے سب ویرانہ کہتے ہین

ہجوم اتنا ہوا آخر تصدق ہونے والون کا
کہ اُنکی بزم کو سب محفل پروانہ کہتے ہین

شب فرقت غش آنے پر مجھے ہشیار کرنے کو
مری ہمدرد صبح حشر کا افسانہ کہتے ہین

مآل غم یہ خلوت مین کوئی تو رونیوالا ہو
جلاکر شمع سوز دل کا ہم افسانہ کہتے ہین

ہنسی بیساختہ آتی ہو جنکو دردمندون پر
مذاق عشق مین ایسون ہی کو دیوانہ کہتے ہین

فدا سو جان سے محشر ہو در رسم محبت کے
شہادت گاہ دل کو محفل جانانہ کہتے ہین

بالین پہ کوئی مونس وغمخوار بھی نہین
یعنے امید صحت بیمار بھی نہین

اُٹھنے کا حکم محفل جانان سے ہو چکا
اب میرے آشنا در و دیوار بھی نہین

ناکامیون کو اُسکے کلیجے سے پوچھیے
قسمت مین جسکی لذت آزار بھی نہین

بیماری فراق کی مشکل نہ پوچھیے
اتنی زبان مین طاقت گفتار بھی نہین

دیر وحرم مین دیکھا ہی محشر کو بارہا
معصوم اگر نہین تو خطاکار بھی نہین

ہجوم گریہ سے یہان چشم مین لہو ہی نہین
وہان اجازت تشریح آرزو ہی نہین

سوالِ دید پہ وہ کہہ رہے ہین قصۂ طور
ہمارے اُنکے بس اب کوئی گفتگو ہی نہین

جفائے چرخ ہو یا جورِ ناز خوبان ہو
وہ کیا ڈرے کہ جسے کوئی آرزو ہی نہین

عبث ہی دیر و حرم مین دوادوش اُسکی
جسے سلیقۂ اظہار آرزو ہی نہین

حیات رفتہ نہین دوست جسکو پا سکین
مگر بحدِ کمال اپنی جستجو ہی نہین

بنہ و ردستِ اجل اپنا خلعتِ ہستی
ہوا یہ چاک کہ گنجایش رفو ہی نہین

جہانِ شوق کبھی دل کے ساتھ تھا محشر
وہ جیسے مرگیا اب کوئی آرزو ہی نہین

ہم کہانی دوست سے کسکی کہین
اپنی بیتی یا کہ جگ بیتی کہین

دونون خواہان ہین وفا کی داد کے
اب جگہ کی یا کہ دل کی سی کہین

روزِ حشر اُنکا گریبان میرا ہاتھ
مجھسے دیوانے کی جو پھبتی کہین

ایسی محفل مین خموشی ہی قبول
جسجگہ جو ہین اُنھین کی سی کہین

اپنا افسانہ ہے ہراک رنگ مین
حالِ غم یا قصۂ شادی کہین

دل سے ہم سنتے ہین تم جو کچھ کہو
تم نہین سنتے ہو ہم کچھ بھی کہین

ہو رہی ہی سب سے پرسش روزِ حشر
آج دل مین ہے کہ کچھ ہم بھی کہین

رونے مین ہچکی تو رُکتی ہی نہین
کیفیت کیونکر شبِ غم کی کہین

ایسے ہمدردون کو خوش رکھے خدا
جو کہ اے محشر مرے دل کی کہین

مبتلائے دردِ فرقت کو کبھی راحت نہین
دلکی خاطر موت کا پیغام ہی الفت نہین

ناگوار شوق ٹھرا ہی قرار اہل درد
زخم ہی کی ہے خلش دلمین اگر حسرت نہین

کس زبان سی وہ کہے احوال لطف زندگی
درد فرقت سی کسی پہلو جسے راحت نہین

تھک گیا ہون اسقدر طی کر کے راہ زندگی
اپنے قدمون سے لحد تک جاؤن یہ ہمت نہین

اُس زمین کا بھی خدا حافظ جہان ہین دفن ہم
ہو گیا اک عمر برباد ی مری تربت نہین

کہہ رہی ہے شوق آنے والون کی رہی پائمال
کوچۂ دلدار ہے یہ عالم وحشت نہین

اسکا دل اسکا جگر اور اُسکے تیور دیکھیے
غمزدون کے دل تھے سنگ جسی عبرت نہین

منظر شہر خموشان پر نہ ہنسنا چاہیے
کور باطن ہی جو روشن دیدۂ عبرت نہین

ہو گئی تکلیف شرح شاعری محشر معاف
اب جنون کار دنیا سے ہمین فرصت نہین

ہجر کی شب کوئی غمخوار کہان سے لائین
چارہ ساز دل بیمار کہان سے لائین

چارہ سازون کو اشارون ہی سے رخصت کر دین
اتنی طاقت ترے بیمار کہان سے لائین

دشت وحشت مین ہر اک تازہ جنون کی شغلی
سر کے ٹکرانے کو دیوار کہان سے لائین

حسن جو بائے مساوات ہی اور عشق کا قول
اتنی ہم گرمئ بازار کہان سے لائین

بے عیادت کی نہ صبر آئے انھین ای محشر
وہ برا وقت وہ آزار کہان سے لائین

کسکا دل زلف مین تباہ نہین
رات کے کام کی یہ راہ نہین

اشک عاشق کو کہتے ہین آنسو
دیکھنے والون کی نگاہ نہین

دیکھکر اُنکو ہنس دیا دم حشر
کوئی بھی مجھ سا دادخواہ نہین

بزم الفت مین سب برابر ہین
اتیاز گدا و شاہ نہین

جو نہین جانتے رموز وفا
اُنسے اور مجھسے رسم و راہ نہین

دیکھا انجام شمع وقت سحر
محشر اب تاب ضبط آہ نہین

سیکڑون ظلم جہان روز کیے جاتے ہین
پھر اُسی بزم مین ارمان لیے جاتے ہین

غرض مطلب یہ بُرا مان کے اتنا گڑے
اپنے ہاتھون سے مری ہونٹ سیے جاتے ہین

ہم جو مرجائین تو عزت نہ ستم کی ٹھہرا
دیکھو دیکھو تمھین ہشیار کیے جاتے ہین

کامیاب اُٹھ کے چلے تجھ سے بھی ہو محشر
محفل دوست سے اک داغ لیے جاتے ہین

کچھ کہا تھا کبھی او غنچہ دہن یاد نہین
کیا تغافل ہے تجھے اپنا سخن یاد نہین

ہوگئی خدمت صیاد مین اتنی مدت
آشیان کیا ہے ہمین شکل چمن یاد نہین

کرنے پیوند زمین محبت وادی عشق
خوش نصیبی سے مجھے راہ وطن یاد نہین

بزم جانا مین پہونچنے کی ہوئی ایسی خوشی
جیسے مجھکو ستم چرخ کہن یاد نہین

چارہ گر کی یہ عنایت بھی بہت کافی ہے
کہہ دیا دارو ے ایذاے کہن یاد نہین

حشر مین نزع کی ایذائین نہ پوچھے کوئی
کسطرح آئی تھی ماتھے پہ شکن یاد نہین

مدعا در طلب شوق کو تعجیل بہت
وہ مخاطب ہین تو انداز سخن یاد نہین

حشر مین مصلحت وقت اگر ہے تو یہ ہے
کہہ کے ہٹ جاؤ حکایات کہن یاد نہین

غم کا افسانہ وہ سنتے تو بگڑتے محشر
پوچھنے پر یہ کہا مشق مین یاد نہین

ہون وہ غمدوست شب وصل بھی دل شاد نہین
لطف محبوب مجھے مانع فریاد نہین

ابتدا قصۂ فرقت کی ہے پیغام اجل
اسقدر یاد رہی اور آگے ہمین یاد نہین

کوچۂ دوست مین مرنا ہے حیات ابدی
شکر کرتا ہون کہ مٹی مری برباد نہین

ظلم پر اُنکو یہ کہہ کے اُبھارا ہمنے
میری جان تم مین ادائے ستم ایجاد نہین

ہمصفیر و مری ہستی کی ہی اتنی مدت
دور گلزار مین جبتک کوئی صیاد نہین

جسکی محفل مین گئی ہم یہی کہکر اُٹھے
کہین دنیا مین علاج دل ناشاد نہین

آہ سوزان سے قفس کیا ہی چمن جل اُٹھا
پھر بھی تاثیر کا قائل دل صیاد نہین

اہل باطن کی فنا بھی ہی حیات ابدی
ہستی عشق وہ ہستی ہی جو برباد نہین

ہر نفس ہین نگرانی قفس کی فکر ین
مین اگر قید ہون صیاد بھی آزاد نہین

امتیاز نگہ دوست پہ صدقے محشر
مرگیا مین تو کوئی قابل بیداد نہین

ہمکو راہ شوق مین راحت کہین ملتی نہین
دوست ملجائے جہان وہ سرزمین ملتی نہین

اہل دل پر کنج مدفن مین کھلا آخر یہ راز
سرزمین عشق مین راحت کہین ملتی نہین

کون ہی ہمراز حسن دوست اے دل تو بتا
آئینے سے بھی نگاہ شرمگین ملتی نہین

عشق مین تیری سنون کیونکر کہون کیا حال دل
مجھکو مرنے کی بھی فرصت ہمنشین ملتی نہین

ناتمام اپنی نظر مین ہی خم ابرو کا عشق
جھکتے جھکتے پاؤن سے جبتک زمین ملتی نہین

تھین کبھی مشتاق تصور ہی سے محشر لذتین
اتبو وہ صورت بھی ڈھونڈھے سے کہین ملتی نہین

نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہین
خفا نہو جو گلی مین تمھاری حاضر ہین

اُنھین کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر
اُنھین کا عشق کوئی شی ہی جو کہ صابر ہین

کوئی چھپے گا کہان تاب ادا شناسون سے | نگاہ شوخ سے سب دل کے راز ظاہر ہین
انھین ہی عذر نزاکت یہان شکایت ضعف | غرضکہ ملنے سے قسمت کے ہاتھون قاصر ہین
قسم نہ ماننے کا اُن سے جب کیا شکوا | دیا جواب یہ جھنجھلا کے ہمتو کافر ہین
یہ قول ہی ترے کوچے مین مرنیوالونکا | چلے ہین خلد مین اور خلد کے مسافر ہین

سمجھاتا ہون یہ کہہ کے دل نوحہ گر کو مین | دم بھر ٹھہر تو جاؤن تلاش اثر کو مین
ہی امتحان عشق عجب سخت مرحلہ | تڑپا کے پہلے دیکھلون خود ہی جگر کو مین
ناگفتنی ہی وعدۂ دلبر کا گو کہ راز | جی چاہتا ہی دل سے کہون اس خبر کو مین
عادت بگڑ گئی تو ہوا اور بھی جنون | زانو پہ تیرے غش مین نہ رکھونگا سر کو مین
پہونچا سلامتی سے جو بازار حسن مین | دل دونگا ڈھونڈھکر کسی بیدادگر کو مین
یونہین جو سوز ہجر مین بڑھتا گیا جنون | اک روز جل کے آگ لگا دونگا گھر کو مین

محشر وہ آنکھ بھر کے اگر دیکھ لے مجھے
سینے مین رکھ لون دلکی جگہ پر نظر کو مین

دلگی اہل جنونکی سیر گلشن مین نہین | دم الجھتا ہی جو خار دشت دامن مین نہین
چار دن کی زیست کا اتنا ہی بندوبست | دام ہستی ہی رگین انسان کی تن مین نہین
ہجر کی شب سو رہین سونا ہی جنکو چین سے | یان دل بیتاب ابھی مصروف شیون مین نہین
خنجر قاتل کی دعوت کیا کرون ای سوز عشق | کوئی قطرہ خون کا رگہائے گردن مین نہین
چل رہی ہی کیسی دنیا مین ہوائے اختلاف | پھول جتنے ہین وہ سب ہمرنگ گلشن مین نہین
کیا جفائے چرخ کا زیر زمین بھی دخل ہے | چین ای محشر اسی باعث سے مدفن مین نہین

تم کہو گے چپ یہ رہتے ہی نہین
اسلیے ہم کچھ بھی کہتے ہی نہین

کون دے ٹوٹے ہوے دلکی خبر
اشک غم کچھ دن سے بہتے ہی نہین

کہہ لو تم جو کچھ تمہارے منھ مین آئے
ہم تو کوئی بات کہتے ہی نہین

فصل گل مین ہونگے وہ طایر اسیر
جو خزان مین چاپ سہتے ہی نہین

صاف یہ ہے سننے والا چاہیے
بے کہے محشر تو رہتے ہی نہین

عرض مطلب کا ارادہ ہے سنوگے کہ نہین
آج مقبول دعا مفت ہے لوگے کہ نہین

چشم خونبار کے افسانے پہ آتی تھی ہنسی
اب مین آمادۂ فریاد ہون روگے کہ نہین

کیا کہون کشمکش شوق سر محفل دوست
مجھسے دربان یہ کہتا تھا اٹھوگے کہ نہین

نامرادون کی زبان منھ مین نہین کیا لیجیے
کوئی پوچھا کرے کچھ ہم سے کہوگے کہ نہین

ہنسی انداز روش ناز ہے ملکر چھٹنا
یہ تو بتلا دو کبھی چھٹ کے ملوگے کہ نہین

شکوۂ ہجر کو جب طول ہوا حد سے سوا
بولا وہ شوخ بس اب چپ بھی رہوگے کہ نہین

شیون دل پہ بگڑتے تھے وہ مرحوم ہوا
اب کسی دن مری روداد سنوگے کہ نہین

معدلت گاہ قیامت مین ہو کیون چپ محشر
تم بھی کچھ اچھی بری آج کہوگے کہ نہین

فصل گل مین سرد ہے گرمی بازار جنون
مر گیا شاید کوئی تازہ گرفتار جنون

آنکھ سے گرتی گئی رونق طلسم دہر کی
دن بدن بڑھتا گیا جتنا کہ آزار جنون

چارہ سازون کے دماغ و دل پہ صدقے جائیے
کہتے ہین کوئی نہین دارو ہے بیمار جنون

کاوش فرقت سے کیا بتلاؤن کس عالم مین ہون
گھٹ رہی ہے زندگی بڑھتے ہین آزار جنون

کہہ دئے جائین اگر اسرار حسن و عشق کے
اک خدائی جان و دل سے ہو گرفتار جنون

بیخودی مین کوئی دیوانہ سبھی کچھ کہہ گیا
پھر بھی رکھا انتہا کا حفظ اسرار جنون

کوچۂ جانان کا رخ دنیا سے منھ پھیری ہوئے
یہ ہی معیار محبت یہ ہے معیار جنون

عالم ہستی سے کوسون دور لایا کھینچکر
دیکھئے اب اور کیا دکھلائے آزار جنون

دیکھئے جسکو وہ آمادہ ستانے کے لئے
کیا خدائی بھر کے مجرم ہین گنہگار جنون

پہلے محشر تھا اور اب لقب اے ہمدم نہ پوچھ
مبتلائے عاشقی ہون اور بیمار جنون

و

دم تقریر ناصح چھیڑ حسن و عشق کی کیون ہو
[illegible] لبسی دلگی کیون ہو

فراق دوست مین اک اک نفس [illegible]
[illegible] کی خوشی کیون ہو

مدارات [illegible] ضبط [illegible] شہید ناز ہوتا ہے
تنگ آ کر تم فرقت کے ہاتھون خودکشی کیون ہو

وفا شیوہ ہمارا ظلم عادت اُس ستمگر کی
زبان پر اسکے شکوہ باعث ناراضگی کیون ہو

جہانتک بس چلا شور فغان روکینگے [illegible]
ذرا سی بات پر بدنام نام عاشقی کیون ہو

بھلا تم اور [illegible] دل سے شہرت کی [illegible]
اگر جس وقت پر چھپا جانے تو منھ پر ہنسی کیون ہو

نہ اُٹھنا ہی جمال حسن کے پردہ کا اچھا ہی
مری محرومی قسمت فروغ ناز کی کیون ہو

اثر تقریر مین کیونکر بھری وہ غرض مطلب پر
جسے اسبات کا رونا کہ ناحق کی ہنسی کیون ہو

دل ناآشنا لیکر چلے ہو بزم جانان مین
کسی دشمن پہ محشر اعتبار دوستی کیون ہو

ہمتو خوش ہین بہر حال مبتلا جو کچھ بھی ہو
صاف کہدو جرم الفت کی سزا جو کچھ بھی ہو

ہمتو اک چشم عنایت ہی پہ صدقے ہو گئے
تیرے لطف بیکران کی انتہا جو کچھ بھی ہو

دیکھ تو لین اک نظر تیری ادائے دلشکن
جی اُٹھین ہم یا کہ آجائے قضا جو کچھ بھی ہو

کم حقیقت چشم جانا مین ہی تو کچھ بھی نہین
اہل دلکا گو کہ انداز وفا جو کچھ بھی ہو

چشم ظاہر مین رہی ناکام مقصد ہی کلیم
ہمنے مانا طور پر جا کر صدا جو کچھ بھی ہو

ظلم جانان ہی بہر تقدیر اک رمز فنا
ابتدا جو کچھ بھی ہو یا انتہا جو کچھ بھی ہو

ہی خیال روح پرور اہل باطن کے لئے
ماورا اسکے ترا رمز ادا جو کچھ بھی ہو

آپنے دنیا اُلٹ دینے کا رکھا نام حشر
بندہ پرور وہ بھی ہو اسکی سوا جو کچھ بھی ہو

حشر کا ہونا جو برحق ہی کہانتک انتظار
آج ہی جلوہ دکھا دو خود نما جو کچھ بھی ہو

در حقیقت ہم سمجھتے تھے کہ ہی رمز فنا
ہستیٔ انسان کا محشر مدعا جو کچھ بھی ہو

زندگی بیکار ہی دل مین وفا جبتک نہو
دل نہین پتھر ہی وہ خوف خدا جبتک نہو

دو گھڑی کے بعد تکلیف عیادت ختم ہے
بیٹھے رہنا درد دل کی انتہا جبتک نہو

مطلب شکر و شکایت پر زبان کیونکر کھلے
تیری جانب سے ستم کی انتہا جبتک نہو

اپنی رفتار کا اعجاز دکھاتے جاؤ
ہر قدم ایک نیا فتنہ اُٹھاتے جاؤ

حشر انگیز ہے ہر چند تمھاری رفتار
جب مین جانون مری تقدیر جگاتے جاؤ

درد فرقت سے مین رو رو کی ہنسا تا جاؤن
متصل تم مجھے ہنس ہنس کے رُلاتے جاؤ

سنکے حال دل بیتاب کہو کیا گذری
کچھ تو احوال دلی مجھکو سناتے جاؤ

ہجر مین موت کو کسطرح بلاتا ہے کوئی
تم اگر جاتے ہو ہمکو یہ بتاتے جاؤ

آئے ہو کوچۂ جانان مین اگر ای محشر
اپنی تربت کا نشان کیون نہ بتاتے جاؤ

دورِ فلک مین اہلِ وفا کو خوشی نہو
ہوتا رہے جہان مین سب کچھ یہی نہو

طاقت ربائے دل ہی بیانِ غمِ فراق
اے ہنسکے سننے والو یہ کچھ دلگی نہو

یان ہر فغان مین دلکا لہو ہو رہا ہی خشک
وہ ہنسکے کہہ رہے ہین قیامت ہوئی نہو

بیٹھا ہون بیٹھنے دے مجھے ضبطِ شوق اگر
خوف اسکا ہی کہین سرِ محفل ہنسی نہو

فرقت مین اس خیال سی برسون جیا ہون مین
وہ غم ہی کیا کہ جسکا نتیجہ خوشی نہو

ہر اک نفس مین لاکھ طرح کا ہی خوف جان
یہ دردِ دل ہی چارہ گرو دلگی نہو

بیٹھا ہوا ہون منتظرِ وعدۂ حبیب
پروردگار صبحِ قیامت ابھی نہو

چشمِ کلیم دوستِ زلیخا کا قول ہے
شوق اور اسپہ صبر کوئی دلگی نہو

احباب شمع و چادرِ گل سی رکھین معاف
وہ قبر کیا جو چھائی ہوئی بیکسی نہو

محشر مذاق توبہ پرستی کو اب سلام
کیا لطف زندگی کا اگر میکشی نہو

ستم کا ماجرا ہم سے نہ پوچھو
جو ہونا تھا ہوا ہم سے نہ پوچھو

بناوٹ ہوگی شوق دلکی ثابت
ہمارا مدعا ہم سے نہ پوچھو

جو گذری عشق مین ناگفتنی ہی
خیالات وفا ہم سے نہ پوچھو

حساب دوستان در دل مثل ہی
اٹھائی کیون جفا ہم سے نہ پوچھو

جوانی مین خبر ہے کسکو دل کی
نہ جانے کیا ہوا ہم سے نہ پوچھو

صنم کعبے مین کیون ہین اور کیا ہین
خدا کا واسطا ہم سے نہ پوچھو

خدا یاد آگیا ایک اک نفس مین
نتیجہ عشق کا ہم سے نہ پوچھو

دماغ و دلکو روحانی ہے تحریک
محبت کا مزا ہم سے نہ پوچھو

سر محفل ہر اک کو رشک ہوگا
تم اسرار وفا ہم سے نہ پوچھو

فدا برقِ نگہ کے آنکھ بھر کر دیکھتے جاؤ
جو دیکھا جائے حال قلب مضطر دیکھتے جاؤ

تمنائے قتیل ناز کو دیکھو نہ دیکھو تم
نزاکت سے رکا جاتا ہی خنجر دیکھتے جاؤ

ہماری گرد دامانِ ہوا سے اُڑتی آتی ہی
ذرا اے رہروانِ کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

جمالِ دلربا ہرچند خرمن سوز ہستی ہی
مگر بہ مقتضائے شوق دم بھر دیکھتے جاؤ

سکوت احباب کا دم بھر مین آخر ہی چلے جانا
مرا احوال بالین پر ٹھہر کر دیکھتے جاؤ

عجب دلچسپ یہ نظارہ گہ مین اِک تماشا ہے
کہ کوئی دیکھتا ہی تمکو کیونکر دیکھتے جاؤ

چلے ہو ماہ کنعان خلوت شوق زلیخا مین
خدا کیواسطے لوح مقدر دیکھتے جاؤ

نشان رنگ فنا کی دن بدن بڑھتے ہی جاتے ہین
ذرا آئینۂ ہستی کو محشر دیکھتے جاؤ

آبرو سے ہو اگر الفت تو شیدائی نہو
عشق مین یہ بھی ہی رسوائی جو رسوائی نہو

کیون کرے دعوی وفا کا ے کوئی کیون نام عشق
ہجر کے غم مین اگر تاب شکیبائی نہو

خاک ہو جائے زمانے مین فروغ آئینہ
خوبرویون کو اگر شوق خود آرائی نہو

کیون نہ پیغام اجل ہو تیر ناز اُسکے لئے
زندگی بھر چوٹ جس دل نے کہین کھائی نہو

اُس سی پوچھا چاہیے محشر خوشی کیا چیز ہے
جسکے منھ پر مسکراہٹ بھی کبھی آئی نہو

عالم ہستی سے وان چلیئے جہان کوئی نہو
ساتھ مین مثل نفس اندا رسان کوئی نہو

میرے قصے کے اثر سے سب ہوی محو سکوت
مقتضا قسمت کا یہ ہے ہمزبان کوئی نہو

بزم ارمان کیجیئے برپا یہی کہتا ہی شوق
دل یہ کہتا ہی جہان تم ہو وہان کوئی نہو

اُف وہ بیماری دوا جسکی کہین ممکن نہین
ہائے وہ بیمار جسپر مہربان کوئی نہو

اپنی ایک اک شک مین نہان ہین لاکھون دلکی راز
جسجگہ رونے کو ہم بیٹھین وہان کوئی نہو

تھوڑی راحت کے لیئے سر پر ہو سب کا مظلمہ
نالہ جب کیجیئے کہ زیر آسمان کوئی نہو

محشر ایسی سا تکلف بھی حریف شوق ہی
پردہ دار جلوۂ حسن بتان کوئی نہو

سمجھ رہا ہے سفر مین یہ ہمنفس کس کو
سنائے جاتا ہی احوال دل جرس کس کو

ترقی ستم آسمان سے کیون ڈریئے
غم فراق مین جینے کی ہی ہوس کس کو

رہا تو کیا نہ رہا قبر کا نشان تو کیا
ہمیشہ پوچھتا ہے کوئی ہمنفس کس کو

مین طول قید سے مرتا ہون یہ بتا صیاد
سپرد کر دون اسیرونمین اب قفس کس کو

دم بھر تلافی غم فرقت ہی کیون نہو
خلوت مین دل سی ذکر محبت ہی کیون نہو

پوچھا مزاج ہنسکے مریضان عشق کا
اس دوستی سے رسم عداوت ہی کیون نہو

اظہار شوق دید سے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند چشم دل کو خجالت ہی کیون نہو

دلکش ہی پھر بھی قصہ دیوانگان عشق
مانا کہ ایسے ذکر سی وحشت ہی کیون نہو

مرنے کے بعد منھ کا چھپانا جو ہے ضرور
بدلے کفن کے دامن عبرت ہی کیون نہو

بیکار بیٹھنے سے شب ہجر کیا حصول
بہتر ہی شغل ماتم حسرت ہی کیون نہو

محشر بہاؤ اشک شہیدان عشق پر
ہر اک نفس ثواب عبادت ہی کیون ہو

بتکدے جاتے ہو محشر آؤ دم لیتے چلو
آج واعظ کے لگے ہاتھون قدم لیتے چلو

عاشقون سی کہہ رہی ہے ہمت ایذا پسند
دلپہ بار رنج فرقت تا عدم لیتے چلو

آندھیان دشت محبت کی قیامت خیز ہین
دل یہ کہتا ہی کہ تم بھی چشم نم لیتے چلو

لاش اگر اٹھی ہی میری دفن بھی ہو جائیگی
دوستو کیون اسقدر جلدی ہی دم لیتے چلو

ہی نظر بازونکا مجمع داشتہ آید بکار
حشر کے دن زخم پیکان ستم لیتے چلو

ترک رسم کہنہ لے محشر خلاف وضع ہے
چند تصویر بتان سوئے حرم لیتے چلو

۵

مرادونکا ہی گھر میرے لئے تعمیر میخانہ
ہلا آتا ہون اکثر صبحدم زنجیر میخانہ

حقیقت اپنے دلکی کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتا
وہ میکش ہون کہ پہلو مین ہی اک تصویر میخانہ

زبانمین پڑگئے کانٹے کہانتک تشنہ تین آخر
مرے ساقی خدارا کھولدے زنجیر میخانہ

دماغ و دل کو بعد تو یہ بھی اتنا تعلق ہی
کہ اکثر دیکھتا ہون خواب مین تصویر میخانہ

تصدق شوق سے کرتے ہین دلکو دور ساغر پر
بڑھاتے ہین بڑھانے والے یون توقیر میخانہ

وہان موسی کو غش آیا یہان بیہوش میکش ہین
جواب کوہ سینا ہو گئی تعمیر میخانہ

نہ چھوٹا سلسلہ جوش جنون کا میکشی مین بھی
رہی ہر وقت میرے ہاتھ مین زنجیر میخانہ

نگاہین اسکی جم سکتی ہین محشر چشم ساقی پر
کہ جسنے کھینچی ہو سو رنگ سی تصویر میخانہ

گو کہ انسان جوہر قابل ہے پتھر آئینہ
لن ترانی ہم سنین دیکھے وہ رُخ ہر آئینہ

چشم میگون سے کسیکی یہ ہوا نیرنگ حسن
بنگیا ہنگام زینت رشکِ ساغر آئینہ

جوہر اُلفت کا ربط باطنی بڑھنے تو دو
خود ہی ہوجائیگا حالِ قلب مضطر آئینہ

اِن حسینون کی نگاہِ گرم کا اُف رے اثر
ہوگیا اک آبلہ آخر سراسر آئینہ

خلق مین لازم ہے ہر شے کیلئے حسنِ قبول
ہوگیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ

کیون نہ کٹ جائے حسینون ہی کی نظارے مین دن
صبح اُٹھکر دیکھتا ہی روئے دلبر آئینہ

اشک کیون آنکھون مین بھر لائے جو ٹوٹا دل مرا
ڈھونڈھ لینا اور کوئی اس سے بہتر آئینہ

شکل تغیر کا نہ چھوڑیگا مریضِ ہجر کو
دیکھے ہی جاتا ہے شکل اپنی اُٹھا کر آئینہ

ہمنے تم مین ہر ادا دیکھی نئی صبح وصال
صاف کہدو تمنے کیا دیکھا اُٹھا کر آئینہ

تھا معما حسن کا پر حیف کچھ کھلتا نہین
دیکھتے ہین یہ حسین خلوت مین کیونکر آئینہ

دیکھنے بیٹھے تو ہو اُس خود نما کا تم سنگار
بن نہ جانا فرط حیرانی سے محشر آئینہ

ظاہر ہوئی جب مجھسے وفا اور زیادہ
ضد باندھ کے کی اُسنے جفا اور زیادہ

فرقت مین بڑھی جتنی پریشانی خاطر
گھٹتی گئی تاثیر دعا اور زیادہ

یہ ظلم کے افسانے کا ادنیٰ سا اثر ہے
مشہور چھپانے سے ہوا اور زیادہ

کرتا ہون طلب لکھو مین جب عوتِ غم مین
کہتا ہے کہ دے تجھکو خدا اور زیادہ

کس طرح نہ ہم درد محبت کو کرین ضبط
ہر سانس مین بڑھتا ہے مزا اور زیادہ

اب ہجر کے بیمار کو قسمت پہ ہے نازش
کرنے لگی ہے ناز قضا اور زیادہ

(ی)

مرا جینا غمِ فرقت مین اک رازِ محبت ہی
کہ جو جو سانس آتی ہے وہ اعجازِ محبت ہی

جفائے دوست کی ہمسے حقیقت پوچھ لے کوئی
وفا کی آزمایش کے لئے نازِ محبت ہی

تری ہر اک ادا مین دشمنی کے سیکڑون پہلو
مری ہر اک روش مین حسن اندازِ محبت ہی

فراق و وصل دونو مین حیات دلکی لالے مین
اگر بچ جائے قسمت سے تو اعجازِ محبت ہی

مری برقِ وفا سے طور کا دامن بھی جل اٹھا
جسے روحِ اثر کہیے وہ آوازِ محبت ہی

فراقِ دوست مین رونے کی تکلیفین سر آنکھون پر
مگر یہ کیا کرون آنسو جو غمّازِ محبت ہی

زیارت گاہ اربابِ فنا وہ سرزمین نکلی
جہان پر زیرِ گردون قبرِ جانبازِ محبت ہی

بناتا جاتا ہون دلکی لحد اور کہتا جاتا ہون
نہ جانے انتہا کیا ہو یہ آغازِ محبت ہی

سمجھ مین چارہ گر کی کچھ نہین آتا تمھین سنلو
مریضِ غم کی جو ہچکی ہی اک رازِ محبت ہی

پسِ مردن کسی سے ہم نہ بولین ہین نہ بولینگے
کہ خاموشی مین پنہان دفترِ رازِ محبت ہی

ہوئی برباد خاکِ دل ہوا مین جب تو وہ بولے
ابھی بگڑا ہی کیا ایسا یہ آغازِ محبت ہی

کوئی پوچھے جو شرحِ عشقِ جانان کہدو ای محشر
خدائی مین یہی دلسوز و دمسازِ محبت ہی

جفائے ناگہان ہمپر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی
مزاجِ دوست ای محشر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

طلسماتِ تغیر نے بنایا ہمکو دیوانہ
کہ احوالِ دلِ مضطر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

تلون نے کیا اک حشر امیدون کی دنیا مین
ہمارا وہ ستم پرور کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

جسے بیمار ڈالا چارہ گر بھی اُسکے بنتے ہو
زمانے کا گمان تمپر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

قیامت ہین اُمنگین انتظار شام وعدہ مین
وفور شوق سے دن بھر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

نکالی ہاتھ نے فصد کے نشتر محبونی
طریق کاوشِ نشتر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

کہانتک طول خط شوق وہ پڑھنے کو بیٹھین گے
تمنائے دلِ مضطر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

خدا یاد آگیا آخر جفائے دست قاتل سے
دعا میری تہ خنجر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

وہی ہم ہین وہی دل ہی مگر رنگ خیال اپنا
کسیکی بزم سے اُٹھکر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

نہ غصے کا پتہ پایا نہ محشر مہربانی کا
نگاہ چشم افسون گر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

جنسے تھا لطف زندگی نہ رہے
وہ زمانہ وہ لوگ ہی نہ رہے

آمد موت پر فدا سب کچھ
کیا رہا جبکہ آپ ہی نہ رہے

دیکھ لی ہمنے بس عدالتِ عشق
غم رہے دل مین اور خوشی نہ رہے

حد بتا دیجیے ستم کی ہمین
ساری دنیا مین کیا کوئی نہ رہے

جب مین جانون اجل کو پلٹا دو
بات بیمار ہجر کی نہ رہے

رہ کے دنیائے عشق مین محشر
شیخ و واعظ سے دوستی نہ رہے

مری صورت سے اور سیرت سے کیونکر جائے بیتابی
کہ مین شیدا ہے دل ہمین دل مرا شیدائے بیتابی

شب ہجر اک معما ہی جسے جانین کہ بتلا دو
کبھی دیتے ہین تمسے حال درد افزائے بیتابی

ہزارون کروٹین بدلا کیا ہی یاد جانانمین
نہ سونا تھا نہ سویا رات بھر شیدائے بیتابی

بھلا ہو ہجر کی شب کا بھلا ہو یاد جانان کا
کہ راحت اور مرا دل نیند اور شیدائے بیتابی

سکون دل پہ ہوکین کاہشِ جان تنگی اُٹھتی تھین
نہین معلوم کیا آفت بھری تھی جائے بیتابی

سکون درد بیر موت آئی مجھکو نیند کے بدلے
بڑا آرام پایا بعد مدت جائے بیتابی

نہین معلوم کیا گذری جو محشر یہ دعا مانگی
خدا دشمن سے دشمن کو نہ دے ایذائے بیتابی

کسے ناخواندہ مہمان کہتی ہین پوچھو مری دل سے
نکلوایا گیا اکثر یہ معشوقون کی محفل سے

ہمین ظاہر ہوا ہر وقت کی بیتابی دل سے
یہ بیماری وہ ہی جسمین کہ موت آتی ہی مشکل سے

ہنسی آتی ہے مجھکو چارہ سازونکی توجہ پر
سمجھ لینگے خدائی راز گویا نبض بسمل سے

مصیبت اپنی اپنی اہل محشر بھولی جاتے ہین
وہ باتین بے تکلف چھڑ گئین مقتول و قاتل سے

فلک کے دور مین کیا جانین کیسا انقلاب آئے
قرین مصلحت ہی دور رہنا اُن کی محفل سے

کیا موسیٰ نے وہ کار نمایان جو نہ ممکن تھا
اُبھار انقش بہتر حسن کو بیتابی دل سے

غم فرقت کی تاثیر اس سی بڑھکر اور کیا ہوگی
کہ ہمنے اپنے دلکو خود ہی پہچانا ہی مشکل سے

سفینے کو خدا حافظ نہ کہئے پھر تو کیا کہئے
کہ موجین مثل پیغام اجل آتی ہین ساحل سے

نکالا قدرت جذبات حسن و عشق نے ملکر
مہ کنعان کو لپنے گھر سی اور لیلی کو محمل سے

وہ ساعت آگئی عالم دگرگون ہونیوالا ہی
حضور اُٹھ جائے منہ پھیر کر پہلوئے بسمل سے

وہ خوش تقدیر کیونکر بیٹھنے پائے کہین دم بھر
نہ پہچانا مزاج دوست جسنے رنگ محفل سے

حیات عشق ہین محشر خدا وہ دن نہ دکھلائے
کہ جانا اور پھر زندہ پلٹنا کوئے قاتل سے

ہمراہ مری روح کے ایذائے تپش ہی
جو سانس ہی وہ دل کیلیے تازہ خلش ہی

فرماتے ہین کوچۂ دلبر مین نہ جانا
ای حضرت ناصح یہ بھلا کیسی روش ہی

حرکت کسی صورت سے رکی ہی نہ رکیگی
جبتک ترے ناوک کی مرے دلمین خلش ہی

دنیا کا ورق اُلٹا جو کروٹ کبھی بدلی — مشہور زمانہ ترے بسمل کی تپش ہے

مرنیکا کوئی ڈر ہی نہین بادہ کشی مین
محشر بھی عجب رنگ کا آزاد منش ہے

جلتا ہے غمِ عشق سے دل بھی ہے جگر بھی — اک آگ برابر کی ادھر بھی ہے ادھر بھی
محبوب سے کیا فائدہ عرضِ تمنا — جبتک نہ زبان مین ہو خدا داد اثر بھی
پھڑپھڑا ہوئی ہین پسلیان بتیابیٔ دلسے — یون کروٹین لین درد ادھر بھی ہو ادھر بھی
ہم جانتے ہین ناز کی شوق نظارہ — یون دیکھ لیا اُنکو ہوئی کچھ نہ خبر بھی
یہ اہلِ وفا شوخیٔ دلبر کے فدائی — پابند ادب جلتے ہین اُتنے ہی نڈر بھی
یہ خم نگہ ناز وہ دیکھین کہ نہ دیکھین — کیا داد نہ دینگے مجھے اربابِ نظر بھی

اب دیکھئے کیون ہو حرکت قلب کی محشر
کس منہ سے شبِ غم یہ کہا تھا کہین مر بھی

مدتین ہوگئین ہین چپ رہتے — کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے
جل گیا خشک ہو کے دامنِ دل — اشک آنکھون سے اور کیا بہتے
بات کی اور منھ کو آیا جگر — اس سے بہتر یہی تھا چپ رہتے
دل کے ناسور کی یہ حد دیکھی — ہوگیا بند بہتے ہی بہتے
ہمکو جلدی نے موت کی مارا — اور جیتے تو اور غم سہتے
متغیر ہے عالم امکان — باقی ایام ہجر کیا رہتے

سبھی سنتے تمھاری اے محشر
کوئی کہنے کی بات اگر کہتے

ہم ایسے آشنائے درد بھی دنیا مین کم نکلے
کہ جنکا چارہ گر سے حالِ دل کہنے مین دم نکلے

کوئی بسمل کمال چارہ گر کا جب معرف ہو
کہ منھ سے اُف نہ نکلے دل سے پیکانِ ستم نکلے

بنانے بیٹھا ہون تصویر دلکی جی بہلنے کو
مگر یہ فکر ہی تیور سے شانِ ضبطِ غم نکلے

طوافِ کعبہ کا مقصود باطن محشر اب سمجھے
یہ سب اللہ والے عاشقِ حسنِ صنم نکلے

یہانتک ہمنے کی سعی اثر فرقت مین نالون سے
کہ خون آنے لگا پانی کے بدلے دل کے چھالون سے

پریشان خاطری کا اُنسے عقدہ کسطرح کھلتا
جنھین دنیا مین دلچسپی نہین آشفتہ حالون سے

تلاشِ دوست مین جو جو مصیبت ہمپہ گذری ہی
مزا اُسکا کوئی پوچھے حرم کے جانے والون سے

بہت دشوار ہین آسان مسائل بھی محبت کی
شکستِ دل کے معنی پوچھیے نازک خیالون سے

وفورِ عشق مین ہم ساکن دنیائے حیرت مین
تعلق ہنسنے والون سے نہ مطلب رونے والون سے

نغانِ اہلِ دل ہی رہنمائے منزلِ عرفان
خدا یاد آگیا اہلِ جہان کو میرے نالون سے

دکھادونگا تلاطم بحرِ غم کا ہنسنے والون کو
ذرا اے چارہ گر پانی نکلجانے دے چھالون سے

فلک کو دیکھکر بھر لینگے آہِ سرد بھی محشر
اگر مہلت ملیگی سر اُٹھانے کی ملالون سے

کھینچ کر آپ اپنی ہی تصویر دیکھا چاہیے
غمزنے کی کس کس جگہہ تاثیر دیکھا چاہیے

خیریت ہی امتحانگاہِ محبت سے بعید
جینے والون کا خطِ تقدیر دیکھا چاہیے

حشر مین سنتے ہین وہ اُٹھین گے چہرے سے نقاب
چلکے سیرِ عالمِ تصویر دیکھا چاہیے

آگئے دشمن بھی بالین پر فدائے عشق کی
آپکو ہو کس قدر تاخیر دیکھا چاہیے

ظالم نے ہاتھ اُٹھایا اعجاز دلبری سے
خنجر گلے پہ رکھا جب ناز دلبری سے

تاریخ مرگ ارمان یاد آ گئی کیونکر آنکھو
ہوش اُڑ گئے ہون جنکے آغاز دلبری سے

بیتابئ جگر بھی کچھ دیر دیکھ لینا
فرصت کبھی جو پانا تم ناز دلبری سے

زور شباب سے وہ بجلی بنے ہوے ہین
شوخی ٹپک رہی ہے انداز دلبری سے

آنکھون سے تابہ شہرگ اور قلب سے جگر تک
پہونچا کہان کہان تو اک ناز دلبری سے

کھلجائین دونون آنکھین چل سوئے طور واعظ
سرمہ ہوا ہی پتھر اعجاز دلبری سے

کس نے بتون کو اپنا بندہ بنالیا ہے
کعبے مین کون آیا انداز دلبری سے

موسیٰ کی زندگی پر اُڑتے ہین ہوش محشر
جاتی ہے جان ورنہ آواز دلبری سے

جبتک کہ نہ مر جائینگے آرام نہ لین گے
زندہ ہین تو جینے کا کبھی نام نہ لینگے

قاصد نے کہی اچھی بُری کچھ نہ پلٹ کے
کمبخت سے اب کوئی کبھی کام نہ لینگے

پہونچین گے اگر خیر سے تا عرصۂ محشر
پھر آنے کا دنیا مین کبھی نام نہ لینگے

دل لیتے ہی بس عہد وفا حرف غلط تھا
پھر ہمسے کبھی آپ کوئی کام نہ لینگے

محشر وہ نہ لین نامہ و پیغام ہمارا
کیا دلکی دعا بھی سحر و شام نہ لینگے

وہ خفا بیٹھے ہین سن سن کے صدا فریاد کی
کوئی اتنا کہہ دے یہ تعریف ہے بیداد کی

صرف تاثیر نوا سنجی کیا دل کا لہو
اسطرح ہمنے قفس مین خدمت صیاد کی

کون کہتا حشر کے دن داستانِ حسن وعشق
پیش کی تصویر ہم نے خاطر ناشاد کی

حشر برپا ہو گیا خواب عدم سے سب اُٹھے
ای خدا کس پر کیں سفاک نے بیداد کی

اُف ری شوق ذبح گردن پر چلی جب تیغ ناز — دی صدا ہر قطرۂ خون نے مبارکباد کی
موت کیا شام شب فرقت کی گویا ایک پل — زندگی کیا ایک ساعت ہی تمھاری یاد کی

ہی اگر محشرؔ غزل مین خواہش حسن قبول
چاہیئے تقلید تمکو میرؔ سے استاد کی

مانا کہ عمر بھر تجھے ڈھونڈا کرے کوئی — قسمت نہو جو راہ پہ تو کیا کرے کوئی
جینا دو فور عشق مین مشکل ہی اور محال — مرنا بھی ہو نہ سہل تو پھر کیا کرے کوئی
سارے جہان مین موت پکار آئی شام غم — چاہا کہ مریض عشق کو اچھا کرے کوئی
دراصل لطف زیست ہی ایذائے عشق مین — لیکن اگر خوشی سے گوارا کرے کوئی
یہ کہکے اُٹھ گئے مری بالین سی چارہ ساز — درد ایک ہو تو اسکا مداوا کرے کوئی
مانا بُرا انھین ہی خیال وفائے عہد — امید ٹوٹ جائے تو پھر کیا کرے کوئی
قیمت دل شکستہ کی ہی اک نگاہِ ناز — لازم ہی دیکھ بھال کے سودا کرے کوئی
دیوانگانِ عشق پہ عبرت ضرور ہے — دل مین خدا سے ڈر کہ تماشا کرے کوئی
ہر وقت شغل ہے انھین ایجاد ناز کا — فرصت کہان کہ عرض تمنا کرے کوئی

گھٹی جاتی ہی طاقت ہر نفس مین ضبط بسمل کی — شکست رنگ سے آئینہ حالت ہوگئی دل کی
سنوارے حلقہ ہائے گیسوئے جانان تصور مین — نکالین ہمنے کیا کیا صورتین آزادیٔ دل کی
کہا احوال سوز دل کا خاموشی کے پردے مین — زبان شمع ہی گویا ادب آموز محفل کی
کیا اتنا تصور نجد مین مجنون نے لیلی کا — جدھر جاتا تھا پرچھائین نظر آتی تھی محمل کی
دیار عشق کا ہر ذرہ طومار وفا ہوگا — ذرا برباد ہونے دیجیے مٹی مرے دل کی

نگاہ عام مین زندہ ہون لیکن باطنًا مردہ
خدا دشمن کو بھی ایذا نہ دے بیتابیٔ دل کی

عدم کے رہرونکو خواب مرگ آجائے جلدی سے
کہانی چارہ ساز و چھیڑ دو دوریٔ منزل کی

ہوا ہے خاتمہ بالخیر کسکی سخت جانی کا
پرستش ہو رہی ہے آجکل شمشیر قاتل کی

جمال حسن کے دیدار مین اللہ ری بیتابی
جواب برق کو وہ طور پر کروٹ ہے بسمل کی

نہ اُٹھے بیٹھکر محشر زمین کوئے جانان سے
چلو اچھا ہوا مٹی ٹھکانے لگ گئی دل کی

وسعت بیان کیا ہو تری جلوہ گاہ کی
قایم کہین پہ حد نہین ہوتی نگاہ کی

ہنگام درد ہجر نہ پوچھو کہان ہو مین
دنیا ہی اور ہے مرے حال تباہ کی

دی جائے کیون لکھے پہ نکیرین کے سزا
دل بھی تو ایک نقل ہے فرد گناہ کی

یہ نفخ صور رو بہمی عالم وجود
ہنگامہ خیزیان ہین ترے دادخواہ کی

مدہوشی شراب محبت پہ مین فدا
دم بھر ہوئی نہ فکر ثواب وگناہ کی

محشر ہماری قبر اندھیری ہو کیا مجال
مٹی لئے ہین ساتھ کسی جلوہ گاہ کی

مرنے والو جینے والونکا تمھین کچھ ہوش ہے
حال سن سن کر تمھارا رحم ہے وہ خاموش ہے

سر بکف ساغر کھنچے آتے ہین دور بزم سے
شیشۂ مے کی صدا بھی کسقدر پرجوش ہے

جلوہ گاہ حسن تک جانا کوئی آسان نہین
ایسی ہمت کے لئے اے دل مقدم ہوش ہے

فاتحہ پڑھکر نہ جانین تم ہنسے یا رو دیئے
آج کیون مدفن شہید ناز کا گلپوش ہے

پہونچے شام شب غم یا نہ سحر تک پہونچے
درد مین ڈوبی ہوئی آہ اثر تک پہونچے

بیخودی راہبر منزلِ مقصود ہوئی
کھل گیا واقعۂ طور سے دنیا بھر کو
اہل حسن ایسی ہی وادی کے ہین رہنے والے

اپنی گھر سے جب اُٹھے یار کے گھر تک پہونچے
تم وہان ہو کہ نہ جس جا پہ نظر تک پہونچے
ڈھونڈھنے والونکو جنکی نہ خبر تک پہونچے

ڈرتا ہے شام ہجر نہ روز سیاہ سے
منظور ہو جو کوئی نہ دیکھے نگاہ سے
اسرار شوق سینے مین نہان کئے ہوئے
بیماریٔ فراق کے افراط ضعف مین
مانو نہ مانو حسن ادا کہہ رہا ہی صاف
کیا جانئے کہ پھر ہوا کیا حشر آہ کا
اتنی سی بات جسکی خدائی ہے منتظر
کیون حال پوچھتے ہین وہ فرقت نصیب کا
ای شوق دید رکھلے ذرا غرت سوال
جلنا لکھا ہی دل کے مقدر مین ہر طرح

دیکھا ہے تمنے دلکو مرے کس نگاہ سے
دل مین ہمارے آیئے آنکھونکی راہ سے
موسیٰ پلٹ کے آرہے ہین جلوہ گاہ سے
کیا کیا نہ ہمنے کام نکالے نگاہ سے
تم دل مین آنے والی ہو آنکھونکی راہ سے
یہ علم ہی گذر گئی حد نگاہ سے
کیا باتین آج کرتے ہین وہ دادخواہ سے
جو دلکی آرزو ہی سمجھ لین نگاہ سے
مثل کلیم مین نہ پھرون جلوہ گاہ سے
سوز فراق سے ہو کہ برقِ نگاہ سے

راضی رضائے دوست پہ ہین بندگان عشق
مطلب ثواب سے ہی نہ محشر گناہ سے

تم آتے پاس تو یون شرح آرزو کرتے
کلیم صرف ارنی کہہ کے ہو گئے خاموش
وہ کہتے ہین کہ کوئی تو ضرور ہو گی غرض

کہ نذر چشم کلیجے کا ہم لہو کرتے
ہزار رنگ سے مطلب کی گفتگو کرتے
کسیکو یون نہین دیکھا ہے دل لہو کرتے

تری زبان پہ فدا ترے وعدے کے صدقے
تمام رات کٹی دل سے گفتگو کرتے

رموز عشق ہین کیا گو مگو معاذ اللہ
کسیکو بھی نہ سنا صاف گفت گو کرتے

فلک کے دور مین کیا خوش نصیب ہین ہم بھی
تمام عمر ہوئی خون آرزو کرتے

سمیٹ لائے ہین کچھ خاک کوئے جاناں کی
حواس آتے تو پھر دلکی جستجو کرتے

یہ دن نصیب کہان دور چرخ مین محشر
کہ دل مین آرزوے ساقی و سبو کرتے

کئے دیتا ہے جدا عشق کا آزار کسے
ڈھونڈھتا ہے سر بالین کوئی بیمار کسے

بزم مین واقعۂ طور بیان کرکے حضور
پوچھتے ہین کہ ہے اب حسرت دیدار کسے

دردمند غم فرقت مین ہے دم بھی باقی
چارہ گر بیٹھے ہوے کرتے ہین ہشیار کسے

حاصل زیست سمجھتا تھا کوئی مرنے کو
رونے کو آئے ہین غمخانے مین غمخوار کسے

⁂

کیا کہین اسکے سوا اور حقیقت دل کی
اک نگاہ غلط انداز ہے قیمت دل کی

وہ بھی دن تھے کہ امنگونپہ خوشی تھی کیا کیا
ہائے کس منھ سے کرین آج شکایت دل کی

تمھین سچ سہی اک قطرۂ خون ہے بس بس
اور کیا اسکے سوا ہوگی حقیقت دل کی

محفل دوست کو بس دور سے کر لیتے سلام
کیا خبر تھی کہ یہ ہوجائے گی حالت دل کی

ہنسی آتی ہے تمھین دیکھ کے بیتابی ہجر
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت دل کی

مین تو مین تم بھی جو دیکھو تو نہ پہچان سکو
کیا سے کیا ہو گئی دو روز مین صورت دل کی

ہجر کی رات ہے کچھ اٹھ نہ رہے ای گردون
آزمانی ہمین منظور ہے قدرت دل کی

آؤ پھر طور پہ اکبار چلین اے موسی
اتنی سی بات مین کیا گھٹ گئی حرمت دل کی

اتنا کہکر کسی مجبور کا بس رک گیا دم | جی بھی سکتا ہی وہ جسپر ہو عنایت دل کی

خلوتِ دوست سے یہ کہکے اٹھ آیا محشر
اہل دل کیا یونہین سنتے ہین مصیبت دل کی

دل یہ کہتا ہی اب آتا ہے اب آتا ہی کوئی | شام سے تا صبح بند آنکھین کئے بیٹھے رہے
جان نثارون پر ہی ضبط غصہ بھی طرفہ ستم | اس سے کیا حاصل کہ تم دلمین لئے بیٹھے رہے
ہجر مین شور و فغان ہی باعث افشائے راز | دل پہ رکھے ہاتھ اتنے کے لئے بیٹھے رہے
ایک ہم ہین اس ادا کو دیکھکر بیخود ہوئے | ایک تم ہو بادۂ گلگون پئے بیٹھے رہے

محشر ایسون کی دماغ و دل کی قدرت پر نثار
محفل دلدار مین جو مے پئے بیٹھے رہے

انتہائے عشق یہ ہے غم مزا دینے لگے | ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے
اور بھی بگڑا مریضانِ محبت کا مزاج | جلدی جلدی چارہ گر جو دوا دینے لگے
حسن کی دنیا کے لوگون مین سیاست دیکھئے | بے خطا پایا جنھین اُنکو سزا دینے لگے
اہل دل کی آہ سے پردے حریمِ حُسن کے | اسطرح پر آئے جنبش مین ہوا دینے لگے
اہل دل کی گفتگو مین چاہیئے اتنا اثر | سن کے تیغ بھی تو اُف اُن کی صدا دینے لگے
آسرے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرضِ حال | وہ جواب اسطرح ایک اک بات کا دینے لگے
بس ہوا دشمن تو ابھی اثر کی حد ہوئی | ہمصفیر آواز پہ میری صدا دینے لگے
جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہی | چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

دلبری بھی عشق مین ہی کیا ہی احسان عظیم
محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

گذر محال سر کوے یار راہ مین ہے ۔۔ قدم قدم پہ نشانِ مزار راہ مین ہے
شہیدِ ناز کی لاشین اٹھی ساتھ ہین سب ۔۔ حضور ہی کا فقط انتظار راہ مین ہے
چلا ہی کون یہ گلگشت کو چمن کی طرف ۔۔ قدم قدم پہ تصدق بہار راہ مین ہے
اُٹھا کے اندھیان آہون سے جان دی کسنے ۔۔ سواد ملکِ عدم تک غبار راہ مین ہے
میانِ منزلِ عشق اسکی ہے خبر کس کو ۔۔ کہ کون رہزنِ صبر و قرار راہ مین ہے

ملی نہ منزلِ الفت کی انتہا محشر
ازل سے جو ہی غریب الدیار راہ مین ہے

دے چکا جوشِ جنون جب اذنِ بربادی مجھے ۔۔ ہوگئی دنیا وما فیہا سے آزادی مجھے
جاکے صحراے جنون مین پائین سو آزادیان ۔۔ کیا ہی راس آیا ہی شغلِ خانہ بربادی مجھے
سر کٹ آیا ہون مین صدقے نگاہِ ناز کا ۔۔ ہان ذرا دکھلائیے تو شانِ جلادی مجھے
اسقدر رونا پڑا ہی آخر آنکھین بہ گئین ۔۔ اب نہ دکھلا اے خدا یا صورتِ شادی مجھے

چپ ہون محشر گو کہ دلپر بسکئی دنیاے غم
شرم اسکی ہے کہے کوئی نہ فریادی مجھے

تمسے اک عالم کو اظہارِ غرض کا جوش ہے ۔۔ صدقے اُس بیکس کی حسرت پر کہ جو خاموش ہی
حشر تک بزمِ تصور کی نہو یارب سحر ۔۔ آج کسکا سر ہمارے زینتِ آغوش ہی
فاتحہ پڑھکر نہ جانے تم ہنسے یا رو دیے ۔۔ آج کیون مدفن شہیدِ ناز کا گلپوش ہی
یون دکھاتے پھرتے ہین تازہ جوانی کی بہار ۔۔ آجکل شام و سحر زلف زیبِ دوش ہی

ہر اک جملہ زبان پر میری بیتابانہ آتا ہی ۔۔ کسی سے جبکہ ذکرِ سوزشِ پروانہ آتا ہی

مری شوریدگی وجہ تماشا ہے زمانے کو
جدھر جاتا ہوں سب کہتے ہیں وہ دیوانہ آتا ہی

دلیلِ خانہ بربادی ہی یہ انداز وحشت مین
جہان مین ہر جگہ مجھکو نظر ویرانہ آتا ہی

وقارِ اہلِ عشق اتنا ہی کافی ہی محبت مین
کہ شعلہ سر و قد اُٹھتا ہے جب پروانہ آتا ہی

سراپا چشم بنکر محفلِ دلبر مین آئینہ
پئے نظارۂ انداز معشوقانہ آتا ہی

جہان رو دے کسیکو دیکھتا ہی کوئی دنیا مین
مری مردہ دلی کا یاد اُسے افسانہ آتا ہی

ہنسی بے اختیار آتی ہے ہر اک سُننے والے کو
زبان غیر پر جب عشق کا افسانہ آتا ہی

سنبھل بیٹھو ذرا ای سننے والو میرے قصے کے
قیامت ہوگی ذکر فرقتِ جانانہ آتا ہی

خدا معلوم کافی ہو نہ ہو میدان قیامت کا
لئے اک عالمِ وحشت ترا دیوانہ آتا ہی

قدم رکھنا نہین آسان تجلی گاہ الفت مین
اجل کی رہبری سے شمع تک پروانہ آتا ہی

ہر اک ذرہ ہی قبرستان کا محشر عالم دیگر
بظاہر ہمکو غفلت سے نظر ویرانہ آتا ہے

پاؤں مین صحت ہوا فق ہو اگر تقدیر بھی
خاک سے بدتر ہی ورنہ چارہ گر اکسیر بھی

صاف تو یہ ہی مکرنے والے سے کچھ بس نہین
کیا ملا وعدے کی اُنسے گو کرلی تحریر بھی

جب تم آنا حشر مین اپنی صفائی کے لئے
احتیاطاً ساتھ رکھنا خون بھری شمشیر بھی

ہان یہی نازک مزاجی ہی تو پھر کیا پوچھنا
ہاتھ اُٹھائے لیتے ہین جینے سے بے تقصیر بھی

جلگیا جب طور برق حسن سے سمجھے یہ ہم
کیا بُری شے ہی زیادہ گرمیٔ تقریر بھی

اک تصور دو طرف ہی کام کیونکر بن سکے
دیکھتے ہین زخم دل بھی کھینچتے ہین تیر بھی

ہمکو محشر امتیاز دوست دشمن کیون نہو
ہی وفا بھی دل مین پوشیدہ کسیکا تیر بھی

آنسوؤں کے ساتھ آنکھیں کھو چکے — ایک دل کو دو طرح سے رو چکے
دم اُلٹا ہے تمہارے ضبط سے — لو ہنسو جی کھولکر ہم رو چکے
جب شب ہجر آ گیا تیرا خیال — دل پکار اُٹھا اُٹھو بس سو چکے
مر گئے ارمان تو بولا دل مرا — جو ہمیں روتے ہم اونکو رو چکے
ختم ہے ہر اک مصیبت بعدِ حشر — اے خدا یہ دن بھی جلدی ہو چکے
ہے تلون کا اثر راحت میں بھی — نیند ابھی آئی ابھی وہ سو چکے

صبح حشر آئی ہے اے محشر اُٹھو
پہلوئے غفلت میں برسوں سو چکے

مر مٹوں پر چرخ کی بیداد ہے — یہ دہان قبر سے فریاد ہے
کہہ رہے ہیں عندلیبانِ قفس — قید ہیں نالہ مگر آزاد ہے
یہ تماشا دیکھنے آئے ہیں ہم — کون بزم دوست میں دلشاد ہے
حشر میں کیوں مانعِ شکوہ ہو تم — جو ہے وہ اپنی جگہ آزاد ہے
وہ شب وعدہ ہیں خواب ناز میں — اس طرف فریاد پر فریاد ہے
داد لینگے تجھسے غم کی اے فلک — شام فرقت ہم ہیں اور فریاد ہے
حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا — ہاتھ ہے اور دامنِ جلاد ہے

پھر نہیں معلوم محشر کیا ہوا
بس نقاب اُس رخ سے اُٹھنا یاد ہے

دل بھی مانگو مرا اور آپ ہی شرماؤ بھی — واقعی تم بڑے ہشیار ہو بس جاؤ بھی
کوچۂ یار میں یا مر گئے یا وصل ہوا — کچھ تامل نہ کرو حضرت دل آؤ بھی

جو حسین ہین اُنھین پابندی ایمان کیسی
وعدۂ وصل کی تم جھوٹی قسم کھاؤ بھی

رند و زاہد سے الگ رکھو طریقہ اپنا
محفل دہر سے محشر بس اُٹھو آؤ بھی

ہم اُنکے ظلم پہ چپ ہین گلا نہین کرتے
مگر ستم ہے وہ خوف خدا نہین کرتے

ہر اک امید ہماری ہے تجھسے وابستہ
کسی سے تیرے سوا التجا نہین کرتے

وہ کہہ رہے ہین مریضان ہجر سے ہنسکر
علاج خوبیٔ تقدیر کا نہین کرتے

تجھی سے کہتی ہین ہاتھون ملکے خون مرا
تمنائے شوخیٔ رنگ حنا نہین کرتے

اسی سے ہم ستم ایجاد تم کو کہتے ہین
جو ہو چکی ہے کبھی وہ جفا نہین کرتے

فغان سے اپنی غرض ہے بیان حالت دل
شکایت ستم دلربا نہین کرتے

جواب خط نہ لکھین وہ مگر یہی لکھین
کہ ہم کسی کو کبھی خط لکھا نہین کرتے

مریض درد محبت کا اب خدا حافظ
وہ وقت ہے کہ اعزا دوا نہین کرتے

زبان شمع ہے اپنی زبان اے محشر
بیان سوز غم جانگزا نہین کرتے

مرگئے ہم مگر یہ خو نہ گئی
تمہیں مرنے کی آرزو نہ گئی

کبھی اون کو گلے لگایا تھا
آج تک پیرہن سے بو نہ گئی

حشر ان بھی ہے تیدیون پہ لب
تیری اب تک ستم کی خو نہ گئی

گئے ہوش وحواس وصل کی صبح
پھر ملو تم یہ آرزو نہ گئی

زور دست جنون کا کم نہ ہوا
ہمکو بھی عادت رفو نہ گئی

اب تصور مین ڈھونڈھتا ہون اُسے
تھک گئے پاؤن جستجو نہ گئی

نہ کیونکر روؤن مین تقدیر ہی کچھ اور کہتی ہے
دمِ وعدہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے

خوشی اور غصہ دونون ہین باہم تیرے تلون مین
نظر کچھ اور کہتی ہے ہنسی کچھ اور کہتی ہے

اوڑا کر ہوش میرے دلکو بھی سینے سے لیتا جا
ارے بیدید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے

فراقِ دوست مین صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھون سے
مگر آفت یہ ہے دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے

مریضِ ہجر لطفِ چارہ گر سے مطمئن کیون ہو
روش مضطر کی وقتِ جانکنی کچھ اور کہتی ہے

دعائین مانگتے ہین دوست میرے اچھے ہونیکی
مگر تکلیف دل کے درد کی کچھ اور کہتی ہے

خداوندا بخیر انجام کرنا شامِ وعدہ کا
دلِ پرشوق کی بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے

بظاہر پارسائی کا بڑا دعویٰ ہے محشر کو
مگر اندرون سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

پایا یہ لطف حسرتِ وصلِ حبیب سے
تڑپے ہین تیر قلب و جگر پر قریب سے

حافظ خدا ہے ہجر مین اُسکی حیات کا
نفرت ہے جس مریض کو نام طبیب سے

ارباب دل سے دردِ محبت کا قول ہے
مرجائیے رجوع نہ کیجیے طبیب سے

اللہ رے تعلقِ خاطر شبِ فراق
آئی ہے روح جسم مین نامِ حبیب سے

جینا وبال ہوگیا مشکل ہوئی ہے موت
باز آئے صحبتِ دل فرقت نصیب سے

رفتارِ ناز حشر کا ہنگامہ کر گئی
گذرا ہے کون میری لحد کے قریب سے

دورِ فلک مین جیتے ہین کسطرح اہلِ دل
پوچھینگے ہم کبھی کسی آفت نصیب سے

سمجھائے دیتے ہین تجھے او بانیِ ستم
ڈرنا ضرور چاہیئے آہِ غریب سے

آخر صدا کا نام ہی فریاد ہوگیا
پوچھو مذاقِ دردِ دل عندلیب سے

بیتاب ہون یہ میری یہ دشمن بھی کہتے ہین
محشر تجھے خدا ہی ملائے حبیب سے

بڑھا کر دل نے الفت اک حسین سے
عداوت باندھ لی آخر ہمین سے

اگر ہم بات پر آئین تو رلا دین
تمھین بھی قصۂ قلب حزین سے

نہ چھیڑو میرے دل سے قصۂ وصل
ہنسی اچھی نہین اندوہگین سے

چلین عاشق علاج سوز دل کو
حنا چھٹتی ہے دست نازنین سے

سوال وصل پر چپ ہو کے اسنے
کہی دل کی نگاہ شرمگین سے

جواب اشک و سیماب اپنا دل ہے
کہ گر کر پھر نہین اٹھتا زمین سے

دل نازک کی اللہ ری مسرت
وہ ٹھکراتے ہین پائے نازنین سے

جہان شک تھا ترے نقش قدم کا
اٹھا محشر نہ مر کر اس زمین سے

جانتے ہین کہ محبت کا مآل اچھا ہے
تیرے عشاق کا ہر حال مین حال اچھا ہے

جان و ایمان کی طلب و ادا غصے کی
چشم بد دور یہ انداز سوال اچھا ہے

ہمنے جلکر صفت شمع نہ دیکھا کچھ بھی
لوگ کہتے ہین کہ ایذا کا مآل اچھا ہے

دل سے جاتی رہی ایذائے غریب الوطنی
ہمنے جب سن لیا احباب کا حال اچھا ہے

زندہ چھوڑے گی نہ بیمار کو ہرگز یہ خوشی
دفعتہً آپنے کیون کہدیا حال اچھا ہے

سربزانوئے غم دلدار مین بیٹھو محشر
کہ یہ آئینۂ نیرنگ خیال اچھا ہے

ہلگئی ساری خدائی آہ کی تاثیر سے
دل مرا زخمی ہوا الفت مین ایسے تیر سے

پہلے اسکے ہاتھ مین سطح کی شوخی نہ تھی
یہ اوڑایا رنگ مانی نے تری تصویر سے

ہجر کی شب ہر گھڑی تھی اسقدر سوہان روح
چاہتا تھا دم نکل جائے کسی تدبیر سے

ہر ادا اُس نے دکھائی اپنے محو حسن کو
مدعا یہ تھا کہ مرجائے کسی تدبیر سے

اُسکے منھ پر نور دونا کیون نہو بعد فنا
آپ جسکو قتل کر ڈالین نگہ کے تیر سے

ابتدائے عشق مین سمجھے تھے ارمان جنکو ہم
نبگئے سب درد آخر خوبی تقدیر سے

منگیا محشر غم تنہائی و داغ فراق
ایسی دلچسپی ہوئی اس شوخ کی تصویر سے

چلے وہ تیر نہ جن سے کہین پناہ ملے
خطا یہ تھی کہ کہا تھا ذرا نگاہ ملے

ہجوم یاس جو دم بھر کو دل سے ہٹ جائے
تو لب تلک نہ نے کی حرف دعا کو راہ ملے

یہ جستجو لئے پھرتی ہے حشر مین مجھکو
کوئی تو دوست دم پرسش گناہ ملے

حواس اُڑ گئے جب دیکھی برہمی کی ادا
نہ جانے کیا ہو جو اُس شوخ سے نگاہ ملے

وہ ناتوان ہون نکلجائے روح آنکھون سے
مسیح سے بھی اچانک اگر نگاہ ملے

مین اپنے تار نظر کی بنا رہا ہون نقاب
یہ مدعا ہے مجھی سے تری نگاہ ملے

دل اُنکا دُکھے گا محشر یہ کب گوارا ہے
خدا کرے کہ اثر سے نہ میری آہ ملے

چشم پرنم ہاتھہ دلبر رنگ رخ تغیر ہے
آپکے بیمار کی تصویر کیا تصویر ہے

موت عاشق کیلئے آسان مگر مشکل ہے صبر
دلکو ضبط آہ بھی گویا قضا کا تیر ہے

کچھ سمجھکر عکس کی صورت وہ دلمین آئے ہین
جانتے ہین آئینہ رونق دہ تصویر ہے

حال دل پر جسقدر تمسے ہنسا جائے ہنسو
خیر دیکھا جائیگا آج آہ بے تاثیر ہے

چارہ گر کی کوشش بیجا نے مارا ہے ہمین
یہ اُسیکے ہاتھ سے نکلیگا جس کا تیر ہے

سر جھکائے حشر مین کیون آتا ہے محشر کوئی
کسکی بے جرمی قیامت مین گریبان گیر ہے

حسن کی جلوے مین کیا حیرت فزا تاثیر ہے
محفل جانانہ مین جسکو دیکھیے تصویر ہے

آپ نی بھی کچھ سنا افسانہ گو نے کیا کہا
ساری محفل رو اُٹھی وہ پُر اثر تقریر ہے

جذب کوئے دوست کی معنے مجھی بتلای کون
شوق دامنگیر ہے یا موت دامنگیر ہے

دی چکے درد محبت مین مسیحا بھی جواب
اب وہی آئے کہ جسکے ہاتھ مین اکسیر ہے

میرے غمخانے کی آبادی نہ پوچھ ای ہمنشین
ایک مین ہون اک کسی محبوب کی تصویر ہے

کھینچ لینا سینے سی اک سانس بھی مشکل نہین
پاس صرف اسکا کیا ظالم کہ تیرا تیر ہے

ای شب غم اسپہ تیرے طول سی گذری کی کیا
شام کے پہلی ہی جسکا رنگ رخ تغیر ہے

بعد صحت مدتون مین بھی جو اس آئین تو خیر
یہ نہ پوچھے کوئی درد دل کی کیا تاثیر ہے

دوستو آؤ کہ محشر کو دکھائین ہم تمھین
محفل جانانہ مین جتنی جاگتی تصویر ہے

شباب آتے ہی دیکھے کوئی ادا اُن کی
اُدھر اور رہو گئی کچھ چشم فتنہ زا اُن کی

جہان مین جسے سنیئے وہ جان دیتا ہی
کسے بچائے کسے مرنے دے ادا اُن کی

لحاظ حضرت ناصح مین اور کیا کرتا
وہ جو کہا کیے بیٹھا سنا کیا اُن کی

اُسے بجز دل رمز آشنا سمجھتا کون
ادا اشارون مین جو کر گئی ادا اُن کی

یہ جذب ہی کشش حسن اسکو کہتے ہین
نگاہ ملتی ہی دل لے گئی ادا اُن کی

رگون سے کھینچ کے دم آنکھون مین آ گیا محشر
اب اور دیکھین دکھاتی ہی کیا جفا اُن کی

یہ دل مین کہتی ہین تصویر جانان دیکھنے والے
اری کچھ منھ سی بول اُٹھ بنکے حیران دیکھنے والے

میان حشر اپنی آفتون کو بھولے جاتے ہین
مجھے اور یار کو دست و گریبان دیکھنے والے

کوئی اتنا دکھا دے تو گرفتاران الفت کو — سحر کرتے ہیں کیونکر شام ہجران دیکھنے والے

سمجھ لیں دل میں اپنے آپ ہی اندازہ ایذا کا — نہ پوچھیں حال مجھسے غم نہان دیکھنے والے

قریب صبح نیرنگ فلک بھی دیکھنا ہوگا — رہیں ہشیار رنگ بزم جانان دیکھنے والے

امید و یاس کا دیکھو تماشا اپنے کوچے میں — کہ کیسے چپ کھڑے ہیں وحشی دربان دیکھنے والے

نہ آنکھیں بند ہوتی ہیں نہ ہے دیدار کا یارا — بڑی مشکل میں ہیں تمکو مری جان دیکھنے والے

مذاق بے محل ہے وحشیو میں برہمی ہوگی — ہنسی روکے رہیں چاک گریبان دیکھنے والے

چلو محشر غم فرقت کا کسنے ماجرا پوچھیں
جو زندہ بچ گئے ہیں شام ہجران دیکھنے والے

آ گیا غش دیکھکر اس شوخ کی محفل مجھے — پھر گئی تقدیر پہونچا کر سر منزل مجھے

سانس لینا بھی ہجوم شوق میں دشوار تھا — لے گیا یوں اس گلی میں اضطراب دل مجھے

چپکا بیٹھا دیکھتا تھا جلوۂ تمکین ناز — دفعۃً شوخی نے تیری کردیا بسمل مجھے

کیا ہی راس آیا ہے میرا بے تکلف بیٹھنا — خود اٹھانے کو اٹھا وہ رونق محفل مجھے

ہر ادا میں تیری سو جلوے ہیں رشک طور کے — یہ نہیں معلوم کسنے کردیا غافل مجھے

لاکھوں طعنے دے رہے ہیں برہمی پر زلف کی — کیا پریشان کر رہا ہے اضطراب دل مجھے

صبح شام ہجر محشر انتظار مرگ ہے
ایک مشکل کٹ گئی باقی ہے اک مشکل مجھے

خوش نہوا انکا اگر حسن شباب آنے کو ہے — موت تیری اے دل خانہ خراب آنے کو ہے

اور ہی صورت یہ ہے کچھ دن سے عالم کی روش — یا قیامت یا ترا عہد شباب آنے کو ہے

ہجر میں نالے مرے مثل صدائے صور ہیں — ہوشیار اے اہل دنیا انقلاب آنے کو ہے

کوئی حد بھی آخر اخفاے رموز عشق کی
نام تیرا لب پہ وقتِ اضطراب آنے کو ہے

ڈر کے مارے حشر مین دامانِ قاتل چھٹ گیا
جبکہ تیور سے ہوا ظاہر عتاب آنے کو ہے

گدگدانے کی انھین محشر سزا پاؤگے تم
جسقدر آئی ہنسی اتنا عتاب آنے کو ہے

اُس ستم پیشہ کو حسرت رہ گئی تعزیر کی
ہمنے خود ہی جان دیدی جب کوئی تقصیر کی

پرخطر ہی کس قیامت کا دشتِ جنون
ہر قدم پر بیٹھی جاتی ہے صدا زنجیر کی

صبحدم آئینے کو دکھلادی بیداری کی شکل
بات رکھ لی تمنے میرے نالۂ شبگیر کی

اپنے اپنے جذب پر قلب و جگر مین بحث ہی
ہمکو ہوگی مفت بدنامی شکست تیر کی

لیجیۓ اے حضرتِ دل قاصد آیا نامراد
آہ وہی آرزو تھی آپ کو تحریر کی

آپکے ہاتھوں سے ایذا مین بھی بڑھ جاتا ہی لطف
جانستان ورنہ خلش ہوتی ہی نوک تیر کی

انتہاے یاس اسیکا نام ہی اے ناز دوست
بیرخی بھی اُٹھ گئی جو تھی مری تقدیر کی

شام وعدہ بھر آرایش ادھر زلفین کھلین
ہم ادھر سلجھانے بیٹھے ہین گرہ تقدیر کی

عشق مین محشر بنی اچھی بُری کوئی نہ بات
زندگی کچھ بڑھ گئی مرنے کی جب تدبیر کی

طواف دل کا ابھی کرتی ہی دعا میری
مزا دکھاؤنگا سن لیگا جب خدا میری

لگا کے ہاتھ ستمگر نے راہ لی اپنی
مین پوچھتا رہا آخر کوئی خطا میری

جلا لیا مجھے آیا جو دیکھنے دم نزع
نگاہِ یار سے شرمندہ ہی قضا میری

کیا ہی وعدۂ وصل اُسنے آگئے قسمت ہی
جو اپنا کام تھا وہ کر چکی دعا میری

خدا کرے کہ نہ دیکھے نگاہِ غیر کبھی
وہ بیرخی تری ظالم وہ التجا میری

جو زندگی ہی تو انجام دیکھنا محشر
اُنھین ستم ہو مبارک مجھے وفا میری

سو بلائین ساتھ لیکر شام فرقت آئیگی — اسطرح آئیگی جسدن دلکی شامت آئیگی
جاتے جاتے جائیگا غصہ مزاجِ یار سے — آتے آتے کام میرے مری منت آئیگی
ای دلِ پرشوق کبتک جستجوے وصل دوست — ہو رہیگا کچھ نہ کچھ جب نیک ساعت آئیگی
شام وصل آکر یہ مژدہ دے گئی مجھکو اجل — ہم بھی ہمراہ آئینگے جب صبح فرقت آئیگی
سمجھین گے بیمار غم گویا کہ زندہ ہو گئے — جسدن آنکھین انکی انمین طاقت آئیگی
ہمسے پردہ تا کجا ای جلوۂ رفتار دوست — دیکھ ہی لینگے تجھے جسدن قیامت آئیگی

اُس ستمگر سے عبث ہی شکوۂ بیداد آج
چپ رہو محشر کبھی آخر قیامت آئیگی

محجوب جانتا ہون مین دلکو وہ ناز ہے — اور کیون نہو کہ اسمین نہان تیرا راز ہے
افتادین مان لیگئی ہون جب اصولِ عشق — کس منھ سے پھر کہین کہ فلک فتنہ ساز ہے
لاتا ہی کوے دوست مین مجھکو ہزار بار — سچ پوچھیے تو دل بھی عجب حیلہ ساز ہے
واعظ سے آتنا سنتے ہی کیا خوش ہوے مین رند — جبتک کھلی ہی آنکھ در توبہ باز ہے
ہم مر گئے مگر نہ ملا اسکا کچھ پتا — گیسوے دوست یا شبِ فرقت دراز ہے
ٹھوکر سے گرد کر دو مسیحا کا معجزہ — جب جانین تمکو زورِ جوانی پہ ناز ہے

محشر وداعِ صبر کا ہنگام آگیا
وہ شوخ آج کھینچے ہوئے تیغِ ناز ہے

آئینے مین دیکھکر اپنا شباب آتے ہوئے — ڈال لی منھ پر نقاب حسن شرماتے ہوئے

ہجر مین اس ہاتھ کو جامہ دری سی کام ہے
صبح وصلت جسمین تھا دامن ترا جاتے ہوئے

یاد کر لینا ادائے بیرخی فرقت مین تم
اُٹھ گئے وہ میرے پہلو سے یہ فرماتے ہوئے

پوچھتے ہین نزع مین احباب کیون حالت مری
ٹوکنا اچھا نہین ہوتا کہین جاتے ہوئے

خوشدلی کی محفل جانمین حد کاہی کو تھی
پھول ملجانے پہ دیکھے نہ کمھلاتے ہوئے

اس نگہہ کو دلمین رکھ لیجیے اگر قابو چلے
جسنے خلوتمین تمھین دیکھا ہو شرماتے ہوئے

دیر تک روکا انھین محشر یہ کہکر صبح وصل
اس طرف پھر دیکھ لیجئے اک نظر جاتے ہوئے

کس منھ سے کہون کیا طپش قلب و جگر ہے
ہر آبلہ سینے مین مرے درد کا گھر ہے

سُن سنکے ہنسے دیتے ہین بیدرد جہان کے
اب مین نہ کہونگا کہ مرے درد جگر ہے

باتین تری تصویر سے بھی ہونے لگین گی
تقریر ہماری ابھی خواہانِ اثر ہے

آئینہ ہوئے جاتے ہین ہر ظلم کے جوہر
جس روز سے اپنی رخ قاتل پہ نظر ہے

جو پائے رہ دشت ہین سب سم گل مین
ہم پوچھتے پھرتے ہین در یار کدھر ہے

محشر ستم نازنینان کو ہو ترقی
جو اہل وفا ہین انھین کس بات کا ڈر ہے

شب غم بہت روئے جب رونے والے
اُٹھے آنکھین ملتے ہوئے سونے والے

فدا ہو گئے ہجر مین رونے والے
سلامت رہو تم خفا ہونے والے

وفا حاصل زندگی جانتے ہین
جفاؤنپہ تیری فدا ہونے والے

قیامت تھا انداز تسکین کسیکا
کہ بیساختہ ہنس پڑے رونے والے

شب ہجر ہمدرد کسکو بنائین
ہمین ہنسنے والے ہمین رونے والے

نہوگا کوئی مائل رحم محشر
خدا جانے کیا سمجھے ہین رونے والے

دل زلف پرشکن سے جائے کدھر نکل کے — بچھے ہوئے ہین پھندے ہر گام پر اجل کے
ہم ہون کہ دل ہمارا شمعین ہون یا پتنگے — جو تھا سحر کو اُٹھا محفل سے تیری جل کے
ذکر قیامت اُنسے چھیڑا ابھی تھا کہ اُٹھے — رفتار ناز دیکھی ہمنے یہ چال چل کے
نازک ادا نے میرے نازک دلون کی خاطر — بنوائے فرض کرکے ناوک بھی ہلکے ہلکے
دل مانگنے کا ہمنے اچھا جواب پایا — بس اب یے کھانا نہ ظالم ہاتھون سے پھول ملکے
کیا لطف دے رہا ہے پیکے تیرا اُٹھنا — نشہ کی بیخودی مین گرنا سنبھل سنبھل کے

معشوق قدردان ہو محشر نہ ہے مقدر
آؤ اُسی گلی مین بستی بسائین چل کے

لاکھ اُٹھین پردے کے سر بزم نزاکت اونکی — چپکا کب بیٹھنے دیتی ہے شرارت اونکی
دیکھیے نام کرے کون وفاداری مین — دیدہ و دل کو برابر ہے محبت اونکی
صبح ہونے کا تصور نہ اجل کا کچھ ڈر — دھن لگی ہے ہمین شام شب فرقت اونکی

کسقدر جلد کٹی ہجر کی رات اے محشر
چھڑ گئی بیٹھ کے جب دل سے حکایت اونکی

سب سے چھپنا اگر ہے خو تیری — کیا کرے کوئی جستجو تیری
پھر کسی پر ہو کیون نگاہ کرم — ستم عام اگر ہے خو تیری
اثر اتحاد باطن دیکھ — ہے گل زخم دل مین بو تیری
راحتین کردین نذر شوق وصال — ہم ہین اب اور جستجو تیری

جتنی ایذائین ہجر مین جھیلین — سب کی شاہد ہے آرزو تیری
وعدہ کیا چیز اور وفا کیسی — صاف کہتی ہے گفتگو تیری
تیر سینے سے کس طرح کھینچون — لپٹی جاتی ہے آرزو تیری

چپ ہو کیون کچھ جواب دو محشر
پوچھتے ہین وہ آرزو تیری

کہدے کوئی مکین عدم کے سفر مین ہو — کیون سب پکارے جائین ارے کوئی گھر مین ہو
ہان اک نظر ادھر بھی جوانی کا واسطہ — لایا خدا وہ روز کہ خنجر کمر مین ہو
قبضہ ہو اپنا وادی ایمن سے طور تک — روشن ہو جس سے دل وہی جلوہ نظر مین ہو
ای چارہ ساز اتنی ہی مدت ہو زیست کی — جبتک کہ درد عشق ہمارے جگر مین ہو
اللہ رے اضطراب ترے انتظار مین — اک پاؤن باہر ایک مرا پاؤن گھر مین ہو
یون اٹھکے بزم ناز سے جاتا ہون کامیاب — ایک اک ادا حضور کی میری نظر مین ہو
دل مر گیا بھلا ہو ترا اے شب فراق — اب کیا کہین کہ کون امید سحر مین ہو
کردونگا ضبط غم پہ تصدق فراق مین — سرمایہ جسقدر کہ مری چشم تر مین ہو
پھر اشتیاق ذبح کو ہم بھی کرین سلام — کہدو فقط دکھانے کو خنجر کمر مین ہو

محشر یہ دیکھو رفعت معیار انجمن
ہر رکن آج بزم جناب جگر[له] مین ہے

ہر غم تازہ پہ ٹھنڈی سانس بھرتے جائینگے — زندگی کے مرحلے یونہین گذرتے جائینگے
آنکھون تک آئے ہوئے آنسو پلٹتے دیکھیے — رفتہ رفتہ دل کے سب ناسور بھرتے جائینگے
آسمان سے پوچھکر راہ وفائے دوست مین — ہر قدم پر سانس لے لے کر ٹھہرتے جائینگے

له عالیجناب مرزا عماد و مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم

خلوت جاناں میں پہونچا دی ذرا ای شوقِ دل
ڈرتے بھی جائینگے اور باتیں بھی کہتے جائینگے

سنتے ہیں ہر سلسلے کی انتہا بھی ہے ضرور
مرنے والے کیا یونہیں ذرات مرتے جائینگے

حشر میں وہ چپ ہیں یا میں یہ ممکن ہی نہیں
شکوے بڑھتے جائینگے جتنا مکرتے جائینگے

دل جگر پر جسقدر تیر انکے چلتے جائینگے
اتنی ہی حرفِ دعا منھ سے نکلتے جائینگے

دونو پہلو ای شبِ غم اپنے چھوڑا ہو گئے
ہم یہاں تک کروٹیں آخر بدلتے جائینگے

انتظارِ دوست میں ای اضطرابِ شوقِ دل
دیکھتے جائینگے در کو اور ٹہلتے جائینگے

تلوون کی ایک ایک رگ میں گو کہ سو سو خار ہیں
پھر بھی راہِ شوق ایسی ہے کہ چلتے جائینگے

غمکدے میں خیریت دلکی منانی چاہیے
خود بخود بیمار فرقت کے سنبھلتے جائینگے

انکے تیور دیکھتے جائینگے وقتِ عرضِ حال
جا بجا تقریر کے پہلو بدلتے جائینگے

بیقراری کم ہو راہِ وصل میں ممکن نہیں
شوق بڑھتا جائیگا جتنا کہ چلتے جائینگے

صبح کا تارا یونہیں دیکھینگے محشر شامِ ہجر
روتے بھی جائینگے اور آنکھیں بھی ملتے جائینگے

ہے یہ کافی پئے توسیعِ خیالات مجھے
کہ رہے دوست کی امید ملاقات مجھے

خلل انداز خیالاتِ وفا ہوتا ہے
اچھی لگتی نہیں ناصح کی کوئی بات مجھے

دم میں دم آئے تو صبحِ شبِ فرقت یہ کہوں
یارب ایسی نہ دکھانا کوئی پھر رات مجھے

پندِ ناصح مری کام آئیگی کیا حشر کے دن
عشق او حسن کے کافی ہیں خیالات مجھے

ہاتھ کھنچتا ہے سوئے جیبِ گریباں محشر
دیکھوں دکھلاتی ہے کیا گردشِ حالات مجھے

انتہائے عشق یہ ہے غم مزا دینے لگے
ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے

جرم اخلاقی کا آشنا ہوتا جاتا ہے رواج
آشنا نا آشنا بنکر دغا دینے لگے

جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہے
چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

حسن کی دنیا کی لوگون کی سیاست دیکھیے
بے خطا پایا جنھین انکو سزا دینے لگے

اہل غم کی گفتگو مین چاہیئے اتنا اثر
سن کے پتھر بھی تو اُف اُف کی صدا دینے لگے

آسرے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال
وہ جواب اسطرح ایک ایک بات کا دینے لگے

یہ نہ پوچھا ہجر مین نالون سے دل پر کیا بنی
سامنا ہوتے ہی الزام وفا دینے لگے

عشق مین آتا ہے غش سب کو مگر غش ہے وہی
دوست جسمین اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

دلبری بھی عشق مین ہے کیا ہی احسان عظیم
محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

زندگی اپنی پس مرگ وہ کیا یاد کرے
جسپہ تم ایسا جفا کار نہ بیداد کرے

کوے قاتل مین یہ ہم روز پکار آتے ہین
قید ہستی سے کوئی ہے کہ جو آزاد کرے

اب ہنساتی ہے مجھے کھلکے زخم جگر
آسمان روز کہانتک ستم ایجاد کرے

تا حد شوق رگ جان مین لہو بھر جائے
اور ابھی صبر ذرا خنجر جلاد کرے

چارہ گر نزع مین کیون چھیڑ رہے ہین مجھکو
نہین معلوم ابھی کیا کیا دل ناشاد کرے

شکوۂ اہل جہان سے ہوا جینا دشوار
پھر کہان جاکے الٰہی کوئی فریاد کرے

ہو رہا ہے کوئی برہم مدد اے ہمت عشق
وہ ستم ہون جنھین محشر مرا دل یاد کرے

اشتیاق مرگ مین نکلے تھے ہم گھر چھوڑ کے
اب کہان بھولے ہین مقدر سا[illegible] در چھوڑ کے

یہ بتاتا جا مجھے او بے مروت سُن تو لے
کسطرح جیتا ہی کوئی تجھکو دم بھر چھوڑ کے

خیر اے گردون تری یہ بھی خوشی کر دینگے ہم
عمر بھر رو یا کرینگے کوئے دلبر چھوڑ کے

رہرونکی ٹھوکرون سے دیکھیں کیا انجام ہو
جاتے ہین دلکو میان کوئے دلبر چھوڑ کے

میرا قصہ سننے بیٹھے ہین بھری محفل مین وہ
کہہ رہا ہون حال خود ہی مقتدر چھوڑ کے

حشر تک دربان کے سر پہ رہا یہ مظلمہ
ٹھوکرین کھائین زمانے کی ترا در چھوڑ کے

پنجۂ وحشت کی محشر آبرو ریزی ہوئی
مل رہے ہو ہاتھ کیون دامانِ محشر چھوڑ کے

لٹا خوشی کا گلستان بہار آتے ہی
پلٹ ملے گیا مرے گھر وہ نگار آتے ہی

ہمارے سامنے لاکھ آندھیان اُٹھین غم کی
حضور آپکے دل مین غبار آتے ہی

وہ طایران چمن رنگ گل سے کیا واقف
اسیر جو ہوئے فصل بہار آتے ہی

کچھ اور فکر مین بالین سے روکے دوست اُٹھے
لبون پہ کھینچ کے مری جان زار آتے ہی

خدا نہ دے وہ خوشی جسکا یہ نتیجہ ہو
اجل بھی آئے شب وصل یار آتے ہی

بغیر پوچھے ہوئے حال ہجر کہنے لگا
میان حشر کوئی جان نثار آتے ہی

پس فنا بھی فلک کو وہی ہی ضد مجھسے
ہوا سنک گئی شمع مزار آتے ہی

فراق مین ہی عجب شے امید ہمدردی
کہ جی اُٹھا مین کوئی غمگسار آتے ہی

یہ سر ہی اور در و دیوار صبح تک محشر
بڑھا جنون شب انتظار آتے ہی

مریض ہجر کا یارب یہی اک حوصلا نکلے
مسیحا سے نگہ مل رے تو جان مبتلا نکلے

شب فرقت نہ گذرے گی نہ مجھکو موت آئیگی
ہجوم نالہ مہلت دے تو ہان کوئی دعا نکلے

تمام ایذائین شام ہجر کی منظور ہین لیکن
خداوندا دلِ بیتاب سے نالہ رسا نکلے

گریبان گیر قاتل ہو کے ہم آئے قیامت مین
مگر اب فکر یہ ہی کوئی اپنی ہی خطا نکلے

لیا تھا دل تو کیون رہنے دیا پیکان کو سینے مین
تمھین اُٹھنے نہ دونگا پاس ہی جب مدعا نکلے

لہو بھی بند کر دو تیر اگر کھینچا ہے سینے سے
وہان زخم سے فریاد کے بدلے دعا نکلے

جو رندِ لا اُبالی ہو اُسے مسجد سے کیا مطلب
کہان جاتے تھے محشر کسطرف بھولے سے آ نکلے

ممکن ہی شام ہجر سحر کی دعا کرے
جسکی کوئی سُنے ہی نہ آخر وہ کیا کرے

قسمت مین جو لکھا ہے دکھا دیجیے حضور
یہ لن ترانیان کوئی کب تک سنا کرے

پردے مین جینے کے ہین ہزارون مصیبتین
کبتک امیدِ مرگ مین کوئی جیا کرے

دیوانگانِ عشق کو مطلب کسی سے کیا
روئے کوئی کہ حال پہ اُنکے ہنسا کرے

تیری خوشی پہ اُسکا خدا جانے کیا ہو حال
جو اپنی جان جور و ستم پر فدا کرے

چھوڑا مریضِ عشق نے قسمت پہ اپنا حال
ہون سیکڑون مرض تو کوئی کیا دوا کرے

کہتا ہی ناز دوست ہم اُسکی ابھی سُنین
کوئی جو التجا کی طرح التجا کرے

وہ خوش تو ہوتے ہین مری ایذا کا سنکے حال
اچھا ہی ورنہ درد جگر مین اُٹھا کرے

محشر جہان کا خون ہی اظہار درد مین
ایسا نہ ہو کہ نالہ قیامت بپا کرے

کس منھ سے کہون عشق مین کیا لطف نہان ہی
سچ پوچھو تو کہنے کو مرے منھ مین زبان ہی

خاطر سے تری ہجر مین خاموش ہون ورنہ
اک آہ مین سو قسم کی تاثیر نہان ہی

تاثیر کو تھی تیری اجازت کی ضرورت
اب آپ سے کچھ اور مرا طرزِ فغان ہی

یہ درد دسری کون کرے ہجر مین ہمدم
سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کہان ہی

سینے مین کہین خاک بھی دلکی نہ ملے گی
کچھ دن جو سلامت اثر سوز نہان ہی

محشر نہین پامال ہوئی خود بھی قیامت
عالم تری رفتار کا مشہور جہان ہی

وہ عیادت کے لئے آئے مسیحائی ہوئی
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پلٹی اجل آئی ہوئی

اے جفائے چرخ اُسے تاحشر امانت جاننا
جو لحد میرے ستمگر کی ہو ٹھکرائی ہوئی

حشر مین انکار خون پر ہوش تو رکھے بجا
جرم ثابت کرتی ہی آواز تھرائی ہوئی

کوے جانان مین ٹھہر نا رشک کے ہاتھون بخیر
دشمن جان بنگیا جس سے شناسائی ہوئی

جانے والے کوچۂ دلبر کے رکتے ہین کہین
بات سنتی ہی نہین ناصح کی سمجھائی ہوئی

مجمع احباب فرقت مین ہی بدتر موت سے
جان مین جان آگئی جسوقت تنہائی ہوئی

✲

جبتک ہوائے عشق ہی سر مین بھری ہوئی
بھڑکے گی اور آگ جگر مین بھری ہوئی

اک روز اسکو اشک ندامت سے دہوئینگے
جو مے ہے اپنے دامن تر مین بھری ہوئی

اب سننے والی پوچھے ہی جاتے ہین حال دل
کیون پہلے بات کی تھی اثر مین بھری ہوئی

قطرہ ہی جسکے سامنے دریائے اشک غم
اس قہر کی ہی آگ جگر مین بھری ہوئی

کیا کام اہل عشق کو انجام کار سے
کرتے ہین اتبو آہ اثر مین بھری ہوئی

محشر تمھین بتاؤ کہ یہ کس کی زلف کی
بو ہی دماغ باد سحر مین بھری ہوئی

ایذ لئے بیقراری فرقت نہ پوچھئے
سب پوچھئے حضور یہ حالت نہ پوچھئے

نازک مزاج آپ ہین نازک ہے حال بھی — انجام کار درد محبت نہ پوچھیے
ہم ہونگے اور آپکا دامن خطا معاف — بندہ نواز حال قیامت نہ پوچھیے
رونا غم فراق کا ہنسنا وصال مین — عاشق سے دونون باتونکی لذت نہ پوچھیے
تھے چشم راہزن کیطرح ذرے خاک کے — بیچارگیٔ وادیٔ غربت نہ پوچھیے
ایسا نہو بتاؤن تو شرمندہ ہون حضور — سینے مین دل ہے کسکی امانت نہ پوچھیے
دل اور زبان دونون سے آپسمین ساز تھا — وجہ بیان طول شکایت نہ پوچھیے
اکثر جو دیکھے خواب مین تصویر موت کی — ایسی مریض عشق کی حالت نہ پوچھیے
نام وصال پر مرا چہرہ نہ دیکھیے — اندازۂ خیال مسرت نہ پوچھیے
دل کانپتا ہے شعلہ صفت اس خیال سے — سوز و گداز آتش فرقت نہ پوچھیے
ہار نگاہ شوق سے رنگ رخ اڑ گیا — ہمسے حضور اپنی نزاکت نہ پوچھیے
جینے کی کچھ خوشی ہے نہ مرنیکا غم کوئی — راز و نیاز اہل محبت نہ پوچھیے

محشر جو مست بادۂ جوشِ شباب ہو
اُسکا مزاج اُسکی طبیعت نہ پوچھیے

شب فرقت کی وہی صبح بھی کر دیتا ہے — جو فغانِ دل عاشق مین اثر دیتا ہے
اف ری شدت تری ای درد جو لیتا ہون سانس — سینے سے ہاے کی آواز جگر دیتا ہے
تیرے وعدیکا تصور ترے آنے کا خیال — اور کچھ دن مجھے جینے کی خبر دیتا ہے
دم سے اُس شخص کے زندہ ہے فن چارہ گری — جو دواے مرض درد جگر دیتا ہے
ہے حریفِ غمِ دنیا تو ادہر کا رُخ کر — عالم بے خبری مجھکو خبر دیتا ہے
چارہ گر سے کوئی کہدے کہ اب اب رحم کرے — سانس لینے مین لہو زخم جگر دیتا ہے

عشق سے آنکھیں کبھی بیمار کی کھلجاتی ہین
کہہ کے ہمدرد سے اتنا نکل آئے آنسو

جب ہوا یار کا دامان نظر دیتا ہی
ابتو آرام مجھے درد جگر دیتا ہی

جل گئے سوزش غم سے جگر و دل محشر
آج نالہ مرا کچھ بوئے اثر دیتا ہی

دل نے سیکھا ہی ہر اک بزم مین کہنا اپنی
ہمکو ہمدردی ناصح پہ ہنسی آتی ہے
عشق مین ضبط فغان بھی ہی بڑا کام ایدل
تھا در گوش احبا کبھی ہر لفظ اپنا

کوئی کچھ ہی کہے اسکو کہے جانا اپنی
جگرا اپنا ہی دل اپنا ہی تمنا اپنی
ارے کمبخت کہین جان نہ دینا اپنی
آج وہ دن ہی کوئی بھی نہین سنتا اپنی

سوئے گلشن جاتے ہین دلبر ہمارے ساتھ ہی
بندہ پرور اتو عذر قتل سے رکھیے معاف
ہوشیار اے شہر خاموشان کے لوگو ہوشیار
ہو رہی ہی آئینہ بندی یہان بزم دوست
عشق کی دیوانگی سے رنج تنہائی مٹا
روکنا دل کا محبت مین ہی کچھ جذبات خاص
جب کھڑا ہون عرصہ محشر مین وقت بازپرس
سانس لینا ہوگیا دشوار اللہ ری کھٹک

آج اک ہنگامہ محشر ہمارے ساتھ ہی
لیجیے یہ تیغ یہ خنجر ہمارے ساتھ ہی
دفن ہوتے ہین دل مضطر ہمارے ساتھ ہی
کوئی شے شیشے سے نازکتر ہمارے ساتھ ہی
جسطرف جاتے ہین دنیا بھر ہمارے ساتھ ہی
یہ نہ پوچھ آجتک کیونکر ہمارے ساتھ ہی
ہو کہان سے ابتدا دفتر ہمارے ساتھ ہی
یہ رگ دل ہی کہ اک نشتر ہمارے ساتھ ہی

جانے دیتا ہی نہین دربان بزم دوست مین
کوئی تو مڑ کر کہے محشر ہمارے ساتھ ہی

مجھے رو رہی ہی یہ عنایت چشم گریان کی
کہ نکلے اشک خون تصویر بنکر زخم پنہان کی

کرامت دیکھئے زور جنون فتنہ سامانکی
مری قبضہ مین دنیا ہی خیالات پریشان کی

وہ برہم ہو گئے سنکے کہانی زلف پیچانکی
پریشان ہی ملی تعبیر بھی خواب پریشان کی

ہنسا بیمار عشق اور اٹھ گیا دنیا سے یہ کہکر
حقیقت اتنی تھی ای چارہ سازو درد پنہان کی

ابھی نکلا ہی دم اب تک نگاہین جانب در تھین
خبر کیا جلد لی تمنے مریض درد ہجران کی

بڑھو ای روکنے والو تمھاری قوتین دیکھین
کسی شوریدہ سر نے راہ لی کوہ و بیابان کی

غرور حسن و تمکین ادا سے کام لیجیے گا
دکھائی ہر مجھے پر یہ ہی حقیقت جذب پنہان کی

رہے قسمت کہ قید تن سے روح آزاد ہوتی ہی
چلا مین آئے دربانون خبر لو اپنے زندان کی

نہ ٹوٹا عہد ضبط بیقراری جلد موت آئی
خدا نے بات رکھ لی تیلائے درد ہجران کی

ارے او نارسا تقدیر پھر جلنا ہی بہتر ہے
نظر بچاتا ہون محفل دلبر کے دربان کی

معاف ای بندہ پرور رہنے دیجیے یاد کر دیکھو
کہ پیغام اجل ہین ہچکیان بیمار ہجران کی

سواد مرکز ہستی سے جتنا ہٹتے جاتے ہین
گھٹی جاتی ہی منزل رہروان کوئے جانان کی

کمال بخیہ گر زور جنون پر خندہ زن ہوگا
الہی آبرو رکھنا مرے چاک گریبان کی

رموز باطنی ہین زور باطن صرف ہو محشر
زیارت چشم دل سی چاہیے قبر شہیدان کی

جو کہ امید بقا رکھے وہ دیوانہ ہی
ٹوٹنے ہی کو بنا عمر کا پیمانہ ہی

اہل عالم کا یہ انداز جداگانہ ہی
بات جو کام کی سمجھائے وہ دیوانہ ہی

مختصر شرح قیامت کوئی ہمسے پوچھے
بیچ سے چھوٹا ہوا عشق کا افسانہ ہی

دیکھ لین جلوۂ دلدار تو سب کچھ دیکھا
ورنہ عالم نگہ یاس مین ویرانہ ہی

مر گیا منتظر دوست سنا کر سب کو
اُنکے انداز تغافل کا یہ افسانہ ہے

سوز ہستی سے غرض دی کوئی یا کہہ دی ہنسی
عشق مین شمع کے ڈوبا ہوا پروانہ ہے

خلوتِ دوست مین آخر وہی پہونچیگا بخیر
جو یہ سمجھا کہ نفس بھی کوئی بیگانہ ہے

پہونچی جب شہر خموشان مین تو یہ راز کھلا
منزلون دور ابھی کوچۂ جانانہ ہے

ہمہ تن ہوکے لہو کوچۂ قاتل سے چلا
کیا ہی رنگین مری عشق کا افسانہ ہے

اختلافات دلائل سے ہوئی فتنہ گری
ورنہ جو کعبہ ہے محشر وہی بتخانہ ہے

اُنکے پہلو سے ہم جو روکے اُٹھے
بولی تقدیر خوش تو ہوکے اُٹھے

زلف برہم نشارِ مستی چشم
اس ادا سے وہ آج سوکے اُٹھے

اپنے پہلو مین کیون بٹھاتے ہو
اس سے حاصل ہی کیا جو روکے اُٹھے

غمزدے تیرے جسجگہ بیٹھے
آنسوؤن سے زمین بھگو کے اُٹھے

ہے ہر اک سے خفا نگاہ ستم
چشم بد دور یون وہ سوکے اُٹھے

شام وعدہ کی صبح کیا کہئے
روکے اُٹھے کہ شاد ہوکے اُٹھے

تھے جو خواب اجل کے متوالے
حشر کی صبح وہ بھی سوکے اُٹھے

یہی اُس شوخ کی اداکو ہے ضد
جو اُٹھے پاس سے وہ روکے اُٹھے

اُٹھے دیر و حرم سے حضرت دل
کیا ملیگا جو بات کھوکے اُٹھے

تیرے مستون کو ہوش یون آیا
جیسے کوئی جوان سوکے اُٹھے

دلکو محشر دعائین دے کے چلے
خوب دنیا سے شاد ہوکے اُٹھے

نہ تاب ضبط نہ دل کو قرار باقی ہے
رگون مین کسلئے پھر جان زار باقی ہے

وفور شوق مین بیٹھا ہون حالِ دل کہتے
کوئی سنے نہ سنے اختیار باقی ہے

مریض عشق بنا ہے طلسم ہستی و بود
کہ جان جاتی ہے اور جان زار باقی ہے

فنا کا مسئلہ ہوجائیگا نظر انداز
اگر یہ طول شب انتظار باقی ہے

مین جانتا ہون خود اپنی حیات کی مدت
جہانتک آرزوے وصل یار باقی ہے

کلیم طور سے آتے ہین پوچھ لین چلکر
کہ اب بھی کیا ہوس دید یار باقی ہے

جما ہی آئی شب وعدہ اُنکو اے محشر
اب آگئے کسکا تمھین انتظار باقی ہے

غم مین گھرے ہوے تھے امید خوشی نہ تھی
کچھ اور بھی تھا ہمپہ مصیبت یہی نہ تھی

جو کام ہمسے ہوگیا اعجاز عشق تھا
فرقت مین ورنہ ضبط کوئی دلگی نہ تھی

دل خوش ہوا نہ چند نفس کو جو عمر بھر
انجام مین کھلا کہ تمھاری خوشی نہ تھی

اہل نظر کی ناز تبسم سے جان لی
ای میری جان یہ کیا تھا اگر دشمنی نہ تھی

اظہار شوق ہوسکا اُن سے نہ عمر بھر
پہچاننا مزاج کوئی دلگی نہ تھی

قسمت دکھائیگی کوئی کیا تازہ انقلاب
ایسی تو غمکدے مین مرے بیکسی نہ تھی

محسود آسمان تھے نہ ممنون اہل حسن
جب تک جئے ہین کوئی امید ہی نہ تھی

وہ قتل کرتے ناز تبسم ہی سے ہمین
لکھی ہوئی نصیب مین یہ بھی خوشی نہ تھی

محشر برا کیا جو کیا دل پہ اعتبار
سمجھے تھے دوستی جسے وہ دوستی نہ تھی

پوچھے تو کوئی ہم سے آئین وفاداری
عشاق کا مذہب ہے تلقین وفاداری

سو غم ہون شب فرقت نالون سی تعلق کیا   ہمسے نہ کبھی ہوگی توہین وفاداری
شہ رگ پہ رہا خنجر تمسے ہی پہ نہ بل آیا   یون کون رہا محو تمکین وفاداری
سب حسن کے عالم مین اپنی ہی ہوی بندے   پھیلا چکے جی بھرکے جب بین وفاداری
سو ظلم ہوئے لیکن جنبش نہ ہوئی لب کو   پنہان ہی رہی شرح آئین وفاداری

نا فہمون کے کہنے سے خاموش نہ ہو محشر
کیا جرم ہی اک یہ بھی تحسین وفاداری

وہ شوخ آئینہ رکھکر سامنے زینت پہ مائل ہی   مدد اے شوق نظارہ ہماری پاس بھی دل ہی
چلے آتے ہین جھونکے نیند کی گو وقت مشکل ہی   بہت ٹھنڈی ہوائے دامن شمشیر قاتل ہی
نہ کھولے دست و پا قاتل نے بعد ذبح اس ضد سے   سمجھتا تھا تڑپنا باعث آرام بسمل ہی
حنا ہاتھون مین ملکر میری میت کے نہ ساتھ آؤ   نہین تو سب کہینگے مرنیوالی کا یہ قاتل ہی

خدا رکھے ترا اک کو نہ نکلے حشر تک پیکان
یہ کیا کم ہی ترے سینے پہ محشر دست قاتل ہی

موسیٰ بخیریت جو پھری کوہ طور سے   لوگ آ رہے ہین دیکھنے کو دور دور سے
اظہار شوق اپنی زبان سے ہی ننگ عشق   تم خود ہی پوچھ بیٹھو دل ناصبور سے
مدت کے انقلاب پہ بھی اتنا ہے اثر   نیند آتی ہی جو آئے ہوا کوہ طور سے
فرقت مین یاد دوست کا لطف اس سے پوچھئے   کام آ پڑا ہو جسکو دل ناصبور سے
اسکی حیات قابل عبرت ضرور ہے   عبرت نہوتی ہو جسے کہنہ قبور سے
کس لطف سے کٹی ہے شب انتظار دوست   کیا کیا ہوئی ہے بحث دل ناصبور سے
جذبات عشق اور کہین لیگئے مجھے   مطلب نہ غمکدے سے نہ بزم سرور سے

نظارۂ جمال کی تاثیر دیکھئے | مدہوش آرہا ہی کوئی کوہ طور سے

ایمان و جان کا محشر اسی مین ضرر نہین
لازم یہ ہی سلام بتون کو ہو دور سے

وصلت محبوب مرنے پر اگر مشروط ہے | موت سے انسان ڈرے پھر بھی تو وہ مخبوط ہے
جانتا ہون صبح تک یہ دور رہنے کا نہین | سیکڑون غم ہین شب فرقت مین دل مضبوط ہے
تیرے دیوانے کی باتون پر ہنسی کیونکر نہ آئے | بات جو منھ سے نکلتی ہے وہ نامربوط ہے
جذب حسن و عشق کی ادنا کرامت دیکھئے | جان دینے سے کسی پر زندگی مشروط ہے
خوش ہوا مین مشق گریہ کا جو یہ دیکھا کمال | اشک غم آلود مین خون جگر مخلوط ہے
اُن سے تحریر غم فرقت کا یہ پایا جواب | لکھ دیا ہنسکر کہ جو فقرہ ہے نامربوط ہے
عشق کا یہ رمز سمجھے ہین نہ سمجھین گے کبھی | اہل دل کی زندگی کیون ہجر مین مشروط ہے
یہ تماشا اور بھی اُنکو ہوا وجہ غرور | وقت زینت آئینے کا دل بڑا مضبوط ہے

محشر اہل حسن سے یہ سنکے کیا دیجے جواب
عشق کی دنیا مین جسکو دیکھئے مخبوط ہے

کھلے تو باعث تعزیر کیا ہے | حضور آخر مری تقصیر کیا ہے
حریم حسن مین جا ادب سے | ارے لے دل تری توقیر کیا ہے
سمجھتا ہون خدائی ہاتھ آئی | مرے پاس آپ کی تصویر کیا ہے
شب وعدہ قیامت ہے یہ اُلجھن | نہ جانے خواہش تقدیر کیا ہے
خوشی سے بڑھ رہا ہی جلوۂ خون | کلیجے مین کسی کا تیر کیا ہے
خدا ہی دے مریض غم کو صحت | دوا کیا چیز ہے تاثیر کیا ہے

بڑے وہ اور بڑی بات اُنکی محشر
مین کیا ہون اور مری توقیر کیا ہے

غم فرقت مین کیا ہو خواہش تقدیر دیکھینگے
بس اب اے خامشی کچھ دن تری تاثیر دیکھینگے

جفائے دوست کیے اسرار کیون غیرون پہ ظاہر ہون
قیامت ہوگی چارہ گر جو زخم تیر دیکھینگے

چمن مین پھول ہین پھولون مین نگہت رنگ مین خوبی
جسے دیکھینگے تیرے حسن کی تصویر دیکھینگے

مری پیشینگوئی سنکے موسیٰ طور پہ جائین
عوض جلوے کے شکل خواہش تقدیر دیکھینگے

جواب خط خلاف امید کے ہو کچھ نہین پروا
تمنائے دلی یہ ہے تری تحریر دیکھینگے

نظر چپکی پہ ہے اور جذبۂ دل کام مین لپنے
کدھر جائے کمان سے چھٹکے تیرا تیر دیکھینگے

خدا حافظ ہے اے محشر دماغ و دل کا بعد اسکے
کلیم اللہ فقط تنویر ہی تنویر دیکھینگے

کیا کچھ ذکر فرقت کہکے نیرنگی زمانے کی
اُٹھائی آتے ہی اس شوخ نے تمہید جانے کی

سراپا دل بنا ہون شوق اپنا لئے جراحت مین
جگہ کیا ڈھونڈھتا ہے ناوک قاتل نشانے کی

ہمین یکسان ہے بزم غم ہو یا شادی کی محفل ہو
مثال شمع عادت ہوگئی آنسو بہانے کی

شباب آتے ہی جب دیکھو انھین ہے شغل آئینہ
ادائین سیکھتے ہین بے تکلف ملین آنے کی

مریضان محبت کی حیات و موت یکسان ہے
اُٹھا دی ایک درد دل نے آسائش زمانے کی

مریض غم نے صحت پاتے ہی پھر یہ دعا مانگی
الٰہی جلد طاقت دل مین آئے ناز اُٹھانے کی

شبستان عدم کی سونیوالو سن لو تم اُٹھکر
قیامت مختصر تمہید ہے میرے فسانے کی

سوال دید محشر صورت موسیٰ گنہ کیا ہے
مگر لازم یہ ہے دیکھے ہوے حالت زمانے کی

بحیطِ شوق ملال عشق نہانی کرے
جو فرشتے سے نہو وہ طبع انسانی کرے

کچھ نہین بیاری غم کی ترقی کا ملال
دم نکلنے مین اگر اللہ آسانی کرے

چارہ گر تا حدِ امکان کام اپنا کر چکے
اب خدا ہی کچھ علاج دردِ نہانی کرے

ہوگئی برہم مزاجی بھی شریکِ نازِ دوست
کیا سمجھکر کوئی اظہارِ پریشانی کرے

یہ جواب نامۂ دلدار آیا ہجر مین
بیٹھکر رو لیجئے گا غم جو طغیانی کرے

اٹھ گئی قسمت سے تاثیرِ دوا میرے لئے
کون تکلیف علاجِ دردِ نہانی کرے

تین حرفون مین ہی شرحِ ماجرائے وصل و ہجر
روبروئے دوست کیون تقریر طولانی کرے

محشرِ شوریدہ سر بھی اٹھ گیا مجنون کے بعد
آمدِ وحشت بندِ سیم چاک دامانی کرے

ترقی ستم نازِ ادا کو کیا کہئے
حضور آپکے طرز جفا کو کیا کہئے

وہ حال پوچھتے ہین یہ کسی خیال مین مست
خموشی دل بے مدعا کو کیا کہئے

خود اپنی عمر کی بیگانہ وار اگر ہو روش
زبان سے پھر کسی ناآشنا کو کیا کہئے

یہ کیا کہ جان پہ بن جائے اور اُف نہ کرو
تری جفا کو اور اپنی وفا کو کیا کہئے

شکستِ رشتۂ امید سے بحال ہوا
فراق مین دلِ غم آشنا کو کیا کہئے

نوید آمدِ دلبر نے جان لی محشر
خلافِ وقت نزولِ قضا کو کیا کہئے

اشارہ کرتے ہی تسکین ہوگئی بیقرارونکی
تری چشم عنایت جان ہی امیدوارونکی

ہر اک غم دھو گیا دل سے اگر دم بھر کو جا بیٹھے
قیامت تک رہے آباد محفل بادہ خوارونکی

دہی اچھا ہی پوچھا جس کسیکو تیری رحمت نے
نہ جنت بادہ خوارونکی نہ ہے یہ گنہگارونکی

قیامت اک عذاب تازہ ہی خلوت پسندونکو
اذیت دیگی اہلِ قبر کو صحبت ہزارونکی

مناسب حال کے جو کوئی شے ہو لطف دیتی ہی
کرے غم فاتحہ خوانی لحد پہ بیقرارونکی

زمانہ اُسکا عاشق دیدہ مرنا بھی ضروری ہی
جگہ بننے نہ پائے تنگ کوئے جانانمین مزارونکی

مقدر کو دعائین دیکے اُٹھے بزم جاناں سے
کسی نے بات بھی پوچھی نہ جب امیدوارونکی

یہ کس انداز سے تلوار کھینچی اُس ستمگر نے
فدا ہونے لگین اٹھ اٹھ کے نظرین جان نثارونکی

دل بیمار کے مرتے ہی ارمان پاگئے فرصت
کشاکش سے ہوئی **محشر** رہائی غمگسارونکی

یہی دنیا مین قدر تھی دل کی
نہ سنی تم نے ایک بھی دل کی

آپ پہلو سے میرے اُٹھ کے چلے
لیجئے موت آگئی دل کی

صورتِ شمع رُخ ہے زرد مرا
نہین چھپتی کبھی لگی دل کی

ضبط فریاد مین کٹی شب ہجر
شکر ہے بات رہ گئی دل کی

کیون رلاتا ہے چھیڑ کر ناصح
دیکھ اچھی نہین ہنسی دل کی

مست ہین نشۂ جوانی سے
کیا خبر ہو انھین کسی دل کی

بڑھتا جاتا ہی طول گیسوئے دوست
اُلجھی جاتی ہے زندگی دل کی

وہ زمانہ اب آگیا **محشر**
ہی ہر اک بزم مین ہنسی دل کی

دیتا ہی بزمِ دوست مین دل یہ صدا مجھے
او خانمان خراب یہین چھوڑ جا مجھے

موسیٰ کو طور کعبہ مبارک خلیل کو
راس آگئی کوئے دوست کی آب و ہوا مجھے

ناکامیون پہ ہنستے ہین عالم کے بامراد
رسوائے دہر کرتی ہی میری دعا مجھے

جور بتان ہو یا ستم چرخ چپ ہون مین
روز ازل ملا ہے دل بے صدا مجھے

مرنا بھی میرا اہل جہان کے خلاف ہے
الزام دے رہے ہین سب اہل وفا مجھے

پھر دیکھئے گا آئینے مین برہمی زلف
بھر لینے دیجئے کوئی آہ رسا مجھے

شایق ہون رفتگان عدم سے وصال کا
سمجھو چراغ تربت اہل فنا مجھے

تصویر شوق بنگیا تھا سر سے پاؤن تک
دیکھا کیا وہ شوخ دم التجا مجھے

موسیٰ تو کوہ طور سے آگے نہ بڑھ سکی
جذب دلی کہان سے کہان لیگیا مجھے

اُسوقت قدر آئینہ محشر ضرور ہو
دکھلائے یار سا جو کوئی دوسرا مجھے

ضرر پہونچا نہ کچھ میری فغان سے
موافق ہے زمانہ آسمان سے

ہوئی بلبل اسیر دام صیاد
نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

ترے کوچے سے ہم ہین اسقدر دور
کہ جیسے نیند چشم پاسبان سے

ہزارون کوسنے پڑتے ہین دن رات
مین توبہ کرتا ہون ایسی فغان سے

جو آنکھین ہجر مین جاگی ہون برسون
شب وصل اُنمین نیند آئی کہان سے

تصدق بیکسی ہر اک قدم پر
نکالا جاتا ہون اُن کے مکان سے

سنبھالے کون ہمکو اے غم ہجر
بڑی قوت تھی قلب ناتوان سے

قیامت ہو اب اُٹھنے کا ارادہ
پچھڑے بیٹھے ہین محشر کاروان سے

برا ہو موت کا اُف تک زبان پہ لا نہ سکے
اُٹھا تھا درد کہان یہ بھی ہم بتا نہ سکے

ہوا کو بھی در جانان پہ حکم دربانی
غرض یہ ہے کہ کسی عاشق کی روح آ نہ سکے

غم فراق مین ہم ناتوان ہوی ایسے
گرا جو آنکھ سے آنسو اُسے اُٹھا نہ سکے

یہ فکر تھی مجھے تدبیر وصل سے پہلے
کہ عین وقت پہ تقدیر کچھ بنا نہ سکے

ہجوم دوست کی محفل کا ہم نے دیکھ لیا
قریب شمع پتنگے بھی اُڑ کے جا نہ سکے

اثر پذیر جفا دل ہو شوق سے لیلو
ہوس رہے نہ تمھین یہ کہ ہم ستا نہ سکے

اب اس سے بڑھ کر اثر کیا ہو قصۂ غم کا
وہ ہمسے سن نہ سکے ہم اُنھین سنا نہ سکے

زبان کیون ہمین ایسی عطا ہوئی یارب
کہ جس سے بگڑے ہوی یار کو منا نہ سکے

جنون عشق مین سر پھوڑا عمر بھر محشر
مگر نوشتۂ تقدیر کو مٹا نہ سکے

سکوت اور بت ناز آفرین یہ خو کیا ہے
کبھی تو پوچھ کسی سے کہ آرزو کیا ہے

نگاہ ناز کا صدقہ ہزار زخم ملے
اب اور لے دل بیتاب جستجو کیا ہے

ہماری جان بھی لیکر کبھی نہ کام آئی
خدا ہی جانے حسینو تمھاری خو کیا ہے

علاج جوش جنون چاہیئے احبا کو
یہ بند و بست پے سوزن رفو کیا ہے

تمھاری بزم سے ہم خود ہی اُٹھے جاتے ہین
یہ چپکے چپکے نگہبان سے گفتگو کیا ہے

نزاکتون کا نہ دل مین خیال کر قاتل
کہ تیری تیغ کے آگے رگ گلو کیا ہے

کسیکی چشم کرم نے جلا لیا محشر
بس اب نہ پوچھے کوئی دلکی آرزو کیا ہے

شب وعدہ یون علاج دل بیقرار کرتے
کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے

جنھین ہو گئی ہے حاصل نگہ ادا شناسی
دم گفتگو وہ کیونکر ترا اعتبار کرتے

شب وصل دل مین اپنے نہ سماتین آرزوئین
تری بدگمانیون کا ہم اگر شمار کرتے

عوض جواب شکوہ سنین اُنکی باتین کیا کیا
بہت اچھے رہتے محشر جو چپ اختیار کرتے

حشر مین ہم سے اگر ملکے وہ برہم نہ رہے
اس قیامت کی خوشی ہو کہ کوئی غم نہ رہے

تم اگر چاہو تو بدلے نہ کبھی رنگ جہان
تم اگر چاہو تو عالم کا یہ عالم نہ رہے

کھولدین ہاتھ مرے بند کفن سے احباب
کہ لحد مین بھی مجھے حسرتِ ماتم نہ رہے

اسطرح چاہیئے اخفائے رموز اُلفت
چشم دل فرط غم ہجر سے پرنم نہ رہے

فرقتِ یار مین کیا جبر کیا اے محشر
نام تو رہ گیا دنیا مین اگر ہم نہ رہے

بعد مردن بھی نہ پنہان حال رندانہ رہے
قبر اگر اپنی قریب باب میخانہ رہے

سب اُٹھائے جارہے ہین آج بزم یار سے
خوف یہ ہے اپنو نمین ملکر نہ بیگانہ رہے

بزم عالم ہے منور تیری شمع حسن سے
کسجگہ جان اپنی لیکر مجھسا پروانہ رہے

حسن بڑھ جاتا ہے شیشہ کا شراب صاف سے
شوق سے دلمین نگاہ مست جانانہ رہے

اسطرح دیکھے اگر دیکھے کوئی رنگ جہان
باطناً ہشیار ہو ظاہر مین دیوانہ رہے

مرگئے ہین یہ وصیت کرکے دیوانے ترے
قبر مین بھی منھ ہمارا سوی ویرانہ رہے

تسخیر دست کو یہی تدبیر چاہیئے
تھوڑی بہت زبان مین تاثیر چاہیئے

نکلے دہانِ زخم سے آواز آفرین
اتنی جفا مین آپکو تاخیر چاہیئے

دل لیگئے یہ کہتے ہوئے ہم حضور دوست
کیا کوئی تمکو خانۂ تصویر چاہیئے

مانا اگر مکان نہ سہی قبر ہی سہی
انسان کے واسطے کوئی تعمیر چاہیئے

کیا چلتی ہی بہار مین حداد کی دوکان	جو ہو وہ کہہ رہا ہے کہ زنجیر چاہیئے

میہمان دم بھر کی خاطر دم تن بسمل مین ہے	حوصلہ وہ بھی نہ رکھ قاتل جو تیری دل مین ہے
ہاتھ پر خنجر نگاہین میرے چہرے کی طرف	یہ نہین معلوم ہوتا کیا دل قاتل مین ہے
مجھکو دربان نے ستم ڈھا کر نکالا اس طرح	ہر زبان پر ذکر میرا یار کی محفل مین ہے
بعد آزادی تری الفت نے قیدی کر لیا	حسرت پرواز لے صیاد کس مشکل مین ہے
شوق سے مر مر کے طے کرتا ہے راہ عشق دوست	راہرو کی ساری جان اٹکی ہوئی منزل مین ہے

جس نے کاٹی ہو رات فرقت کی	اسکو دن ہے اندھیری تربت کی
سوگوار اپنی زندگی کے ہین ہم	زندگی سوگوار حسرت کی
عشق دلبستگی کو کہتے ہین	کیا ضرورت ہے اچھی صورت کی
عرض مطلب یہ خامشی نے تری	بات رکھ لی ہماری قسمت کی
زندگی کی ہو پھر ہوس جنکو	وہ کرین آرزو قیامت کی
خون بہا مل گیا ہمین قاتل	جان اب چھوڑ دے ندامت کی

محتشم اٹھو گذر گئی شب وصل
آؤ اب دیکھو شام فرقت کی

دونون کے نکلین ارمان کچھ ایسی راہ نکلے	اُنکے اُدھر سے آوے یان منھ سے آہ نکلے
ڈرتا ہون دل ہی دلمین عالم کی برہمی سے	کسطرح منھ سے ذکر حال تباہ نکلے
وہ پوچھتے ہین حالت یان بہ رہی ہین آنسو	ایذا لئے زخم دل کے لاکھون گواہ نکلے

کیون آج کی شب عرش برین کانپ رہا ہے	ارمان بھرا دل کوئی مصروف دعا ہے
پھر وعدۂ دلدار ہوا وجہ تسلی	پھر آکے مقدر سے مجھے کام پڑا ہے
خوش ہو دل غمدوست تجھی جس سے ہے الفت	صد شکر اُسے عادتِ ایجاد جفا ہے
زندہ رہون گو ہجر کی شب مرکے بسر ہو	کیا چارۂ کار اسمین یہی حکم قضا ہے

آنکھ آئینے کی دیکھی جھپکتی نہین محشر
یون محو تجلّیٔ رخِ یار ہوا ہے

زمین وگردون نے ملکے پیمانہ اُٹھے لیکن قدم نہ اُٹھے
بڑھا یہ جذب فنا کہ آخر کسیکے کوچے سے ہم نہ اُٹھے
ہزار معنی ہین ایک چپ مین سمجھنے والے سمجھ لین خود ہی
حقیقت اُس دل کی کیا بتاؤن کہ جس سے تیرے ستم نہ اُٹھے
وہ دل نہ پاؤن کہ درد ہجر امین ضبط شیون پہ ہو نہ قادر
وہ نفس مجھکو ملے نہ یارب کہ جس سے فرقت کا غم نہ اُٹھے
فغانِ عالم شناس نکلے تو لیکے روح روان کو نکلے
خدا نکردہ وہ ساعت آئے کہ مجھسے تیرا ستم نہ اُٹھے
اسیر جذب نہین ہوا ہون فلک کی گردش کا خوف ہی کیا
کہ ہاتھ جینے سے اپنا اُٹھے گلی سے اُنکی قدم نہ اُٹھے
وفا کے جذبات نے دکھادی اثر کی جو کچھ کہ انتہا تھی
قیامت آئی جہان اُلٹا مکین کوے صنم نہ اُٹھے
جو دیکھنا تھی وہ چشم دل سے حقیقت امر دیکھ ڈالی

نظر کو روکین جناب واعظ کہ سوے سقف حرم نہ اُٹھے
نگاہ ملتے ہی روح و پیکر مین ربط باطن رہا نہ باقی
ادائے جانان سے مین خجل ہون کہ لطف جور و ستم نہ اُٹھے
فسانہ افتاد عاشقی کا ہے چشم عبرت کو اک مرقع
کچھ ایسے تھک کر کہین پہ بیٹھے کہ مثل نقش قدم نہ اُٹھے
ہزار فاقہ نہین صبر کیجیے بندھے ہون تیغ ستم پہ محشر
وہ ناتوانی ہے عین طاقت کسی کا بار کرم نہ اُٹھے

چھپے محبوب یا آئے قضا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
مری تقدیر کا لکھا ہوا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
بس برہم مزاجی مسکرا دیجے تو شکوہ کیا
شریک جور پنہانی ادا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
غم فرقت مین بعد وصل کیا حاصل ہے رونے سے
وفا کہتی ہے دل کا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
طلسم حسن و عشق اہل نظر دم بھر اگر دیکھین
قیامت بہر جانِ مبتلا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
امیدین دل سے اور جان حزین دلبر سے وابستہ
قیامت ہے اگر دم بھر خفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
خدنگ ناز کھا کر دل جگر پر اُف نہین کرتا
غرض اتنی ہے مشہور وفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
خیال عشق و فکر دنیوی ضدین باہم ہین
کہان ممکن کہ اپنا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
حیات و موت ایسی دے خدایا اہل باطن کو
کہ اک لاحل معما عشق کا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
شب وصلت کے سامانون مین اللہ رے جنون میرا
کہ سو سو مرتبہ دل سے کہا وہ بھی اور یہ بھی
سمجھ لینے دو تم اسرار ناز حسن کے ہمکو
تو پھر کہنا کہ اب میرا کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
مرادین دامن دل مین لیے ہون نامرادی بھی
یہ کیونکر کہہ سکون وقت دعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
صنم کو کیا تعلق قدرت وجدانِ باطن سے
محال عقل ہے محشر خدا وہ بھی ہوا اور یہ بھی

اجل نصیب ہوا ہل جہان سی چھوٹ جائے
مگر نہ کوئی کسی کاروان سے چھوٹ جائے

کہا نہ یہ اُسکو جگہ دوگے ای حرم والو
کوئی غریب جو کوئے بتان سے چھوٹ جائے

جہاں بیان اُنھیں آئی ہین سنتے ہی سنتے
مین سوچتا ہون کہ قصہ کہان سے چھوٹ جائے

کدھر وہ جائے ستارے ہی چلکے بتلا دین
اندھیری رات مین جو کاروان سے چھوٹ جائے

بدل قبول قفس ہی مین پھر تو مر رہنا
تعلق اپنا اگر آشیان سے چھوٹ جائے

وصالِ دوست کی محشر یہلی منزل ہی
کہ جان الفت اہل جہان سے چھوٹ جائے

فسانے ہین چھیڑی اس شوخ سے شکایت کے
کسی بگھر یہ نہ پہلو چھٹے محبت کے

جلایا اُنکو جو کشتے تھے درد فرقت کے
تمھارے چلتے ہوئی ٹھوکرین ہین قیامت کے

نگاہ شوق ملی اور دل شوریدہ
مرے سر آنکھون پہ احسان تری عنایت کے

ستم سے اہل وفا کے مزا ابھی نہ بچے
بنے ہوئے ہین نشانہ نگاہِ عبرت کے

ہر ایک سانس مین تھی لذت فنا گویا
یہ مختصر ہین اثر واقعات غربت کے

فنا کو زیست بقا کو فنا سمجھتے ہین
کھلے نہ راز کبھی عاشقون کی ملت کے

ادائے نازہ کی تصویر مین ہون رخ دونون
ستم کرو مگر انداز ہون محبت کے

ہنسی ہنسی مین اُڑاتے ہو جاؤ بھر پایا
اب آج سے کبھی شاکی نہ ہونگے قسمت کے

نگہ پہ غصہ ہی تیوری پہ اُنکی بل محشر
گناہ ہو گئے شکوے خود اپنی قسمت کے

لطف جو خلوت مین پایا وہ کہان محفل مین ہی
اک خدائی دل مین ہی وہ کیا ہمارے دل مین ہی

پھر کوئی شاید نکلوا یا گیا میری طرح
آج یہ ہنگامہ کیسا یار کی محفل مین ہی

بعد مدت ہوگئیں آنکھیں شناسائے ادا — ہم بتا سکتے ہیں اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے

زندگی دشمن سے وابستہ ہوئی اللہ رے عشق — روح میری یا کہ یہ خنجر کف قاتل میں ہے

چھیڑتے کیوں ہو دبے ہی رہنے دو حالات ہجر — بے تکلف ورنہ کہہ گذرونگا جو کچھ دل میں ہے

ہمنے مانا کوئے جاناں رو کش جنت سہی — پھر بھی جسکو جا کے دیکھا اک نئی مشکل میں ہے

ڈر رہا ہوں حشر میں کچھ اور ہنگامہ نہو — ورنہ او ظالم بتا دوں جو کہ تیرے دل میں ہے

قدرتی جذبات کو دربان روکے کیا مجال — ہم نہیں گھر میں روح لیکن یار کی محفل میں ہے

کیوں نہ کھنچ آیا دل یعقوب بھی اشکوں کے ساتھ — کارواں برباد میر کارواں منزل میں ہے

قطرۂ بحر محبت ہر جگہ یکساں رہا — جو تموج بیچ دھارے میں ہے ساحل میں ہے

بیخودیٔ شوق کے جذبات کتنی ہی بڑھیں
لب تک آنے کی نہیں محشر جو حسرت دل میں ہے

کھلتا ہی نہیں یہ کیا ہوا ہے — ہر وقت مجھے سکوت سا ہے

آسان نہیں کسی پہ مرنا — ہر وقت قضا کا سامنا ہے

اُڑ جائیگا رنگ زیست آخر — انسان مرقع فنا ہے

کیونکر جیئے گا مریض الفت — جو درد اُٹھا وہ لادوا ہے

باز آئے حیات ہجر سے ہم — آخر کوئی غم کی انتہا ہے

ہنسنے کا مزا نہ لطف غم کا — کیا کیجئے دل ہی مر گیا ہے

قربان حیات عشق محشر
ہر سانس نتیجۂ وفا ہے

کرینگے صبر ترے ظلم پہ فغاں نہ سہی — ملیگی داد ہمیں حشر میں یہاں نہ سہی

کوئی تو ہو دل شیدا کا چھیڑنے والا
جفائے عشق سہی جور آسمان نہ سہی

خوشی یہ ہے کہ بر آئے امید مرگ کہین
جو ار کعبہ سہی کوچۂ بتان نہ سہی

ستم مین بھی ہین مزے ہو اگر محبت سے
اجارہ کیا نہ ہوئے آپ مہربان نہ سہی

وفور شوق مری رہبری کو کیا کم ہے
طریق عشق مین ہمراہ کاروان نہ سہی

میان بزم نہ بیٹھین گے خیر جاتے ہین
تمھین اگر نہین منظور میری جان نہ سہی

رخصت ہوئی جو روح طبیعت سنبھل گئی
اک پھانس تھی کہ دل سے ہماری نکل گئی

رونے کا لطف میرے کلیجے سے پوچھیے
دو چار آنسوؤن مین طبیعت سنبھل گئی

احسان غیر برق تجلی اُٹھائے کیا
یہ شمع خود ہی محفل عالم مین جل گئی

اُتنا زمانہ عشق کا تھا حاصل حیات
جس وقت روتے روتے طبیعت سنبھل گئی

فصل بہار لے گئی سرمایۂ چمن
اک ایک پتی پتی کی صورت بدل گئی

اللہ رے شباب مین ناز غرور حسن
آئینہ دیکھنا تھا کہ چتون بدل گئی

پوچھو نہ کچھ مریض محبت کی خیریت
مشکل سے دن کٹے گا اگر رات ٹل گئی

نہ رو اے شمع تیری آرزو جب دل سے نکلیگی
کہ سر سے پاؤن تک جلکر کسی محفل سے نکلیگی

سنبھل کر رحم کرنا راز الفت کا نہ کھل جائے
نکالو گے جو تیر اپنا فغان بھی دل سے نکلیگی

حیات عاشقی مین روح گویا وہ تمنا ہے
رضائے دوست پاکر جو ہمارے دل سے نکلیگی

نہ کہہ ویران غافل وسعت گور غریبان کو
قیامت خیز اک دن بھیڑ اسی منزل سے نکلیگی

نہ دے تکلیف عرض مدعا اے شوق رہنے دے
حضور دوست ادنا بات بھی مشکل سے نکلیگی

متاع دنیوی کا کوئی حصہ دل سے نکلے تو
تری بھی آرزو غافل کف سائل سے نکلیگی

نہ نکلا تیر سینے سے برا ہو جذب باطن کا
ارے یہ بات اب کیونکر دل قاتل سے نکلیگی

مریض ہجر کو گھیرے ہین سب تم کیون نہین چلتے
سمجھ لو روح آسانی سے یا مشکل سے نکلیگی

کسی صورت سے ہو لیکن جواب آیا تو موسیٰ کو
اثر دے جائیگی جو بات محشر دل سے نکلیگی

اور کیا امید رکھین خیر اتنا ہی سہی
دیکھ لو بیمار غم کو وہ تماشا ہی سہی

ہجر مین کچھ شغل بیکاری کا ہونا چاہیئے
اپنے ہاتھون بیٹھکر خون تمنا ہی سہی

شغل سے اپنے نہ باز آئے ادائے حسن دوست
ہم ترے ممنون ہونگے نا بجا ہی سہی

اپنی مرضی کا سکھایا کیون نہ انداز سخن
شکر کو شکوہ سمجھتے ہو تو شکوا ہی سہی

چاہیئے تھا لن ترانی کا یہ موسیٰ کو جواب
تم اگر پردے مین خوش ہو جاؤ پردا ہی سہی

وعدہ جانان پہ خوش ہون وہ وفا ہو یا نہو
خیر سے کچھ روز جینے کا سہارا ہی سہی

اہل باطن محفل ناصح سے یہ کہکر اٹھے
عشق اگر اک قسم سودا ہے تو سودا ہی سہی

آنکھ کھولی بعد مدت کے مریض عشق نے
چارہ گر کو عید ہے گو وہ سنبھالا ہی سہی

سن تو لیجیے خود اثر کہدیگا کیا ہے کیا نہین
جو کہون مین وہ شکایت نا بجا ہی سہی

قوت روحانیت سے خود بخود کھل جائیگا
لفظ حسن و عشق اے محشر معما ہی سہی

جلوۂ دلدار یون ہم عمر بھر دیکھا کیے
چشم دل سے دیدۂ اہل نظر دیکھا کیے

ہجر مین احسان چشم غیر اٹھ سکتا نہین
اپنی بیتابی کو ہم خود عمر بھر دیکھا کیے

دل بھی بہلاتے کسی صورت سے بیمار فراق
ہر نفس انداز لطف چارہ گر دیکھا کیے

انکے دل سے پوچھیے سوز وفا کی کیفیت — جو کہ پروانون کا جلنا عمر بھر دیکھا کیے
کیا قیامت وہ گھڑی تھی حال دل کہنے کی بعد — دیر تک منہ انکا مشتاق اثر دیکھا کیے
کیا خبر تھی پڑ رہی ہے ہمپہ کس کس کی نظر — انکو بزم ناز مین ہم بے خبر دیکھا کیے
چشم نظارہ کمال عشق کی محتاج ہے — دیکھ ہی لین گے انھین کدن اگر دیکھا کیے
کہتی تھی امید اب آتا ہے اب آتا ہے کوئی — شوق کے پابند سوئے رہگذر دیکھا کیے
بیخودی کی چال مین پنہان ہین دانائی کے راز — سیر عالم کی ترے شوریدہ سر دیکھا کیے

انکی چشم دلربا ای محشر ہے رونیکا مقام
جو کہ ہنس ہنس کر مرا زخم جگر دیکھا کیے

اپنی حالت مین مبتلا ہے کوئی — کسقدر شاد ہو رہا ہے کوئی
کس سے پوچھین بتائے کون آخر — ہمسے کس بات پر خفا ہے کوئی
دیکھو آنسو نکل نہ آئین کہین — ہنسنے کی آخر انتہا ہے کوئی
پہرون قابو مین دل نہین رہتا — ان نگاہون سے دیکھتا ہے کوئی
ارے ہشیار مست نظارہ — دیکھنا تیرا دیکھتا ہے کوئی
یون شہید وفا کا دم نکلا — جیسے بستر پہ سو رہا ہے کوئی

بیٹھے ہو کیون میان کوئے صنم
محشر اٹھو بھی کیا خدا ہے کوئی

پارہ ہائے دل

ہمیں یہ ضد غم فرقت میں آہیں نام کر جائیں اُنھیں یہ شوق کچھ بھی ہو مگر زلفیں سنور جائیں

***

حنا ملی گئی تلوؤں میں تو ہنسی نہ رکی ہزار ضبط کیا تمسے گدگدی نہ رکی

***

سنتے نہیں ہو تم مرے دل کی نہیں سہی بارگراں ہے یہ بھی تو یہ بھی نہیں سہی

***

اے فلک میری شب ہجر جو کٹ جائیگی کیا یہ تقدیر تری ہے کہ اُلٹ جائیگی

***

دل میرا شب ہجر سنبھلنا تھا نہ سنبھلا اتنا سا بھی ارمان نکلنا تھا نہ نکلا

***

چل سکی کچھ بھی نہ غمخوار کی بیٹھے بیٹھے رات گذری ترے بیمار کی بیٹھے بیٹھے

***

کیا کیا ایک ایک نذر حوادث جو تمنا کی خدا معلوم ہمسے اور کیا خواہش ہے دنیا کی

***

تھم گئے کوچہ جاناں میں ہم آگے نہ بڑھے پاؤں پکڑے یہ زمین نے قدم آگے نہ بڑھے

***

وفا و بیوفائی کا فسانہ اور ہی کچھ ہے اب انسان اور ہی کچھ ہیں زمانہ اور ہی کچھ ہے

نظر وہ شکل پہ تاثیر وفا دیکھ تو لو — دیکھنے والو مرا حال ذرا دیکھ تو لو

❊

حق ہو یا ناحق مری مد مقابل کیوں کہیں — تمکو جو کہنا ہو کہہ لو اہل محفل کیوں کہیں

❊

فلک ہو دشمن جان یا زمین عدو ہو جائے — نہ ہوگا کچھ بھی اگر مہربان تو ہو جائے

❊

نقشہ کوئی دیکھے تو مرے دیدۂ نم کا — دھندلا سا ستارہ ہے یہ شام شب غم کا

❊

مرض فرقت کے خاتمے پر خوشی ہے تمکو بڑی خوشی ہے — عجب زمانے کا دور آیا ملال گویا کہ دل لگی ہے

❊

دل لیکے یہ تیور ہیں تمھیں مان گئے ہم — اب اور جو ہے قصد وہ پہچان گئے ہم

❊

موت کے آنے میں کیا کیا میں تکلف کرتا — تو جو دم بھر مری بالیں پہ توقف کرتا

❊

دعا کرتے ہیں ہم تاثیر بھر دینا خداوندا — کہ تو ہی حال دل کا جاننے والا خداوندا

❊

پیش نظر کہ پردہ دل میں نہاں رہو — اے مری جان شاد رہو تم جہاں رہو

❊

بندہ پرور حسن دیکھے بیٹھے ہیں ہم آپکا — اے معاذ اللہ وہ جلوہ اور وہ عالم آپکا

لیا تھا دل مگر لینا نہ جانا ہمارا آپنے کہنا نہ مانا

***

آئینے اور شانے کو ہمدم بنا چکے اٹھے حضور گیسوئے برہم بنا چکے

***

ہجر مین حوصلے سے رو نہ سکا مینے جو کچھ کیا وہ ہو نہ سکا

***

پیکان کی شکل سے نگہ آشنا ملی کمبخت دل کو اپنے کئے کی سزا ملی

***

غم فرقت مین دل جو بھر آیا روتے روتے خدا نظر آیا

***

گردون کے ستم تیری جفا سے نہین ڈرتا ڈرتا ہون مین اُس سی جو خدا سے نہین ڈرتا

***

میان حشر کوئی بات اُنسے ہو جائے خدا کرے کہ ملاقات اُنسے ہو جائے

***

کسیکے پاس سے یون کوئی بیقرار اُٹھا ہزار مرتبہ بیٹھا ہزار بار اُٹھا

***

ہم اپنے سوز محبت سے آپ جلنے لگے کہ ایک اک بن مو سے دھوین نکلنے لگے

***

اُٹھے کے مرتبہ کے بار تیری ناتوان بیٹھے چلے جب اُٹھکے پہلو سی یہان بیٹھے وہان بیٹھے

اتھو یون دل کا داغ جلتا ہے　　جیسے اندھا چراغ جلتا ہے

❊

اُٹھا ہون کوچۂ دلدار سے کدھر جاؤن　　قبول کرلے اگر اے زمین تو مرجاؤن

❊

لبون پہ اشک آنسو بہ رہی ہین　　ہم اُنسے دلکی حالت کہہ رہی ہین

❊

کھول کر آنکھ راہ چل کچھ بھی اگر فہیم ہو　　زیست کا ایک ایک پل مرحلہ عظیم ہی

❊

اُٹھے ہین کسی بزم سے اچھا ہو جو مرجائین　　کبتک کھڑے سوچا کرین جائین تو کدھر جائین

❊

میانِ میخانہ　شیخ صنا نہ جانے آ ذہین کیا سمجھکے　　اگر آہی گئی تو بیٹھین ذراسی پی لین دیا سمجھکے

❊

تلاش دوست مین یون پائی مین کوبکو پھرتا　　کہ جیسے جوش سودا سے رگون مین ہے لہو پھرتا

❊

مین اُسکے حالپہ وہ میری حالپہ رو دیا　　تمام رات نہ سویا ہو مین نہ دل سویا

❊

عشق مین دونکو کیا رات کبھی رات کا دن　　کوئی نکلا نہ مگر تیری ملاقات کا دن

❊

حضرت دل ہمسے اپنا مدعا کہنے کو ہین　　تم بتا سکتے ہو کچھ آخر یہ کیا کہنے کو ہین

بل ابرو نپہ او ر نگہ پر جفا خفا　　اُٹھا ہی کبھی نیند سے کوئی خفا خفا

※

شام سے وعدے کی شب سو گئی سونیوالے　　رو لین جی کھول کر تقدیر کو رونیوالے

※

ہمنے تیرے ستم پہ صبر کیا　　جو کسی سے نہو وہ جبر کیا

※

جلد ا یدل عشق مین برباد ہو　　پھر خدا معلوم کیا افتاد ہو

※

کیا ملا ہمکو ہجر مین رو کے　　آدمی سیکھتا ہے کچھ کھو کے

※

ٹھہر کے وقت ملاقات میری سنتے جاؤ　　خدا کے واسطے ایک بات میری سنتے جاؤ

※

دیکھئے کیا غم فرقت مجھے دکھلاتا ہے　　ابتو ہر سانس مین دل ہر کہ کھنچا آتا ہے

※

منتظر بیٹھا ہون مین عمر روان کے فوت کا　　آمد و رفت نفس اک سلسلہ ہی موت کا

※

دکھائی دیگی نہ صورت تو نور دیکھین گے　　کسی طرح سے تمھین ہم ضرور دیکھین گے

※

جانے بھی دو جو مری جان حزین جاتی ہی　　تم تو جی کھول کے ہنس لو جو ہنسی آتی ہی

دل عشق بتان میں مبتلا ہی — ہر سانس قضا کا سامنا ہی

نشۂ مے کیوں نہ ترے سر چڑھے — پھول وہی ہی جو ہمیسر چڑھے

دل جگر تجھپہ فدا ہو گئے باری باری — آئی اب ای نگہ ناز ہماری باری

جب قصد کیا ہنسنے کا آنسو نکل آئے — جائیگا نہ یہ روگ بغیر از اجل آئے

اگر مر جاؤں تم ہرگز نہ رونا — برا ہے مرا ہونا نہ ہونا

روح نکلی فراق دلبر سے — اک بلا تھی کہ ٹل گئی سر سے

ہمنے مانا حشر میں تم سب کے دیوانے گئے — سچ کہو کیا ہوگا اے محشر جو پہچانے گئے

ضعف کے ہاتھوں زمین کے ہو گئے — جسجگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

آئے ہو عیادت کو تو جان لئے جاؤ — بیمار محبت کا کچھ کام کئے جاؤ

ہر قدم سوز محبتیں ہوں دل اگر مسرور ہے — جذب خالص ہو تو کوئی دوست کتنی دور ہے

عارض روشن سی زلف اُنکی سرک کر رہگئی — راتکو آنکھوں مین بجلی سی چمک کر رہگئی

وہ غم فرقت وہ وصلت کی خوشی جاتی رہی — دل کے مرجانے سے محشر دلگی جاتی رہی

یہ بھی سمجھ مین آگئی وہ بھی سمجھ گئے — چتون سے کیفیت تری دلکی سمجھ گئے

موقوف روز ہجر نہ فرقت کی رات پر — آنسو نکل رہے ہین مری بات بات پر

کیا ہی خون لطف خاص سی جوش تمنا کا — کہانتک روئے رونا کیسیکے نا نصیب کا

مقابل تیرنا دلربا کے دل نہ لیجانا — جو لیجانا بھی اے محشر سر محفل نہ لیجانا

جو نقش مٹ گئے اُنکو اُبھارتے جاؤ — لحد کے سوئے ہوؤنکو پکارتے جاؤ

مال مفلس کا نہ کوئی ناپ ہی نہ تول ہی — دل کی قیمت کچھ نہ پوچھو کوڑیون کے مول ہی

مریض عشق کو درد جگر اب یون ستاتا ہی — نہ لیٹے چین آتا ہے نہ بیٹھے چین آتا ہی

سامنے اُنکے چپ رہا نہ گیا — سب کہا پھر بھی کچھ کہا نہ گیا

تم بگڑتے ہو امید قضا ہی نہیں کوئی — اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی

تھا مگر آمادہ یوں وہ ظلم پر پہلے نہ تھا — شکوۂ تقدیر اتنا زود اثر پہلے نہ تھا

بیٹھا تھا میں دم بھر ترا کاشانہ سمجھ کے — دربان نے اُٹھوا دیا دیوانہ سمجھ کے

وہ آگ بھڑکے دھواں کوہ طور سے نکلے — فغاں جو میرے دل ناصبور سے نکلے

طلب میں دل کی اُس جانب سے آفت کا تقاضا ہے — جو کہئے کچھ تو کہتے ہیں محبت کا تقاضا ہے

سوز غم سے یوں لگی آگ آستیں جلنے لگی — چشم نم کا جو گرا آنسو زمیں جلنے لگی

بات بھی پوچھی نہ جائیگی جہاں جائینگے ہم — بزم جاناں سے اگر اُٹھے کہاں جائینگے ہم

کبھی گرتا ہے کبھی اُٹھ کے سنبھلتا ہے کوئی — صبح کو یوں تری محفل سے نکلتا ہے کوئی

آکے دنیا کی طرف ربط کہن سے چھٹ گیا — کیوں نہ مرجاؤں کہ اپنی انجمن سے چھٹ گیا

کعبۂ اسلام میں بیٹھیں کہ مسکن دیر ہو — دوست کو یوں بھی نہ پائیں ہم تو اچھی سیر ہو

رحم مجھپر تمھین منظور نہین جور سہی | بار خاطر ہو اگر یہ بھی تو کچھ اور سہی

*

دار فنا مین آکے گذرنیسے کیون ڈرین | مرنے ہی کو بنے ہین تو مرنیسے کیون ڈرین

*

بات جو تم نہ سنو اسکا نہ کہنا اچھا | ایسے کہنے سے تو خاموش ہی رہنا اچھا

*

رونا آتا ہی ہمین اب نہ ہنسی آتی ہی | سانس لیتے ہین اگر دم پہ بنی جاتی ہی

*

ہم جو ناصح کا پاس کرتے ہین | صاف یہ ہے خدا سے ڈرتے ہین

*

ہجر مین روئے پھر بھی رو نہ سکے | ہم جو چاہین کبھی وہ ہو نہ سکے

*

نہ پہونچے عشق کی منزل پہ تا حیات چلے | تمام دن چلے محشر تمام رات چلے

*

فراق دوست مین جبتک جئین گے | شب و روز اپنا خون دل پئین گے

*

وحشت عشق مین مجنون سے مکان چھوٹ گیا | ایسے دیوانے ہوے ہم کہ جہان چھوٹ گیا

*

دم نکلجائے نہ اے دل دم فریاد سنبھل | دیکھ کیا کرتا ہے او رکشتۂ بیداد سنبھل

بیمار وفا غش مین ہے دامن کی ہوا دو — سمجھو نہ اگر درد سری زلف سنگھا دو

ہمارا حوصلہ لطف جفا سے اور بڑھتا ہے — کہ طول زندگی ذکر قضا سے اور بڑھتا ہے

بگڑو نہ تو پوچھین ہمین اک بات مین شک ہے — تم ظلم مین یکتا ہو مری جان کہ فلک ہے

ہمین جو اذن سیر دیر دیگا — خدا اسکو جزائے خیر دیگا

کہتی ہے انکی چتون ہر وقت ہمسے ڈرنا — طرز غضب سے ڈرنا شان کرم سے ڈرنا

مانا ہر ایک بات مری جھوٹ ہی سہی — بہتر ہے خیر تم جو کہو بس وہی سہی

کسی کی بزم سے یون بھر کے آہ سرد اُٹھے — کہ چوٹ کھائے ہوئے دل مین جیسے درد اُٹھے

خطا کی ہم اگر محفل مین آئے — کہو جو کچھ تمہارے دل مین آئے

وہ اپنی جذب روحانی سے پورا کام لیتے ہین — کسی گرتے ہوئے کو دیکھکر جو تھام لیتے ہین

کلیم اللہ کی صورت طور پر محشر چلو تم بھی — کہ نظارہ بھی ہو اور سیکھو انداز تکلم بھی

دل پہ شوق سے تیری نہ محبت چھوٹی — اتنی سی جان پہ کیا کیا نہ قیامت ٹوٹی

حالت بیمار فرقت کیا سی کیا ہوتی رہی — تم سرہالین جو تھے صدقے قضا ہوتی رہی

زندگانی ہے دل جو زندہ ہے — ایک ہی دم کا سب ظہورا ہے

تمکو قسم ہے چھوڑ نہ دینا جھٹا کوئی — مر جائینگے تو یاد کروگے کہ تھا کوئی

کیا کہیں کس سے کہیں چپکے پڑا ہے پالا — لیگیا دل کو چرا کر کوئی آپس والا

فریب حسن سے عالم تمہارا اور ہی کچھ ہے — ادا کچھ اور کہتی ہے اشارا اور ہی کچھ ہے

خدا رکھے ترقی دی ہے جینے سوز فرقت کو — وہی رونے بھی اب آخر دل سیماب خصلت کو

ارے ہشیار رہو غافل کہاں تک حسن جوانی کی — گزری جاتی ہے اب ایک لمحہ حالت زندگانی کی

میاں فصل گل ہے یار دلمیں ہوک اٹھتی ہے — میری فریاد پر گلشن میں کوئل کوک اٹھتی ہے

مثل ہشیار رہنے کے تھا یا عالم مستی میں تھا — کوئی شیشے میں تھا یا کبھی معمورۂ ہستی میں تھا

دل پر نظر اُنکی ہی تو ہم کس لئے روکین — لٹتا ہی جو گنجینۂ غم کس لئے روکین

* * *

شدت درد جگر مین دم نکل ہی جائیگا — جی سنبھلنے والا ہوگا تو سنبھل ہی جائیگا

* * *

کسی بیمار فرقت کی مصیبت اور بڑہتی ہے — ادھر شام آئی اک تازہ قیامت اور بڑہتی ہے

* * *

نظر سے حالت باطن سمجھ لی اہل محفل نے — مجھے بیٹھے بٹھائے کردیا رسوا مرے دل نے

* * *

اُنکی جانب سے جو اظہار تاسف ہوتا — کون تھا پھر جسے مرنے مین تکلف ہوتا

* * *

بیان حال کے جملے اثر دکھلا تو جاتے ہین — وہ جب سنتے ہین دل سے کچھ نہ کچھ شرما تو جاتے ہین

* * *

ہمنے تو جی پہ کھیل کے ہجر کا ماجرا کہا — کہہ چکے جب تو بولے وہ پھر سے کہو کہ کیا کہا

* * *

تم بگڑ کر ملے ہو امید قضا ہی نہین کوئی — اس درد کی عالم مین دوا ہی نہین کوئی

خیالاتِ پریشان

اپنی محفل سے ہمین تم نہ اُٹھانے دینا — کوئی کتنا ہی ستائے تو ستانے دینا
ہمنے یہ مان لیا گرچہ یہ شگون بد ہے — شمع تربت پہ اگر آئے تو آنے دینا

ظاہر اعشق مین جیتا ہون مگر جان نہین — زندگی کا مجھے ہرچند کچھ ارمان نہین
جاگنے والے کی ہر سانس کرامت دیکھی — صبح کرنا شب غم کا کوئی آسان نہین
بدگمان وہ ہین جو کہتا ہون یہین بھی شب وصل — جائیے اب مرے دلمین کوئی ارمان نہین

ہجر مین کچھ بھی مجھ سے ہو نہ سکا — چاہتا تھا کہ رو دون رو نہ سکا
مرنے والے کا پوچھ لیتے مزاج — جاؤ اتنا بھی تم سے ہو نہ سکا

ہر ایک سانس مین سو بار تیرا نام آئے — زبان وہ دے مجھے یارب جو میرے کام آئے
امید وعدۂ جانان مین اُف ری بیتابی — دعائین یہ ہین دعائین کہ جلد شام آئے
کلیم طور پہ جاتے ہین کون سمجھائے — گران کسیکو نہ ہو منھ پہ وہ کلام آئے
ہمارے دلکو خدا رکھے رہتی دنیا تک — بنے جو تجھسے ستمگر کا منھ نہ نام لئے

لطف ایام جوانی کچھ نہین — تم نہین تو زندگانی کچھ نہین
سب کچھ انکا شکوۂ دردسری — میری فرقت کی کہانی کچھ نہین

لکھتے جاؤ دل پہ جو منھ سے کہو ورنہ اقرار زبانی کچھ نہیں

ہمیشہ عشق میں بے جرم پر الزام ہوتا ہی خطا کرتی ہیں آنکھیں مفت دل بدنام ہوتا ہی
علاج درد فرقت ہمنے دیکھا ہی تو یہ دیکھا نکل لیتے ہیں جب آنسو تو کچھ آرام ہوتا ہی
نہ روکو مبتلائے غم اگر فریاد کرتے ہیں برا کیا ہی جو عالم میں تمھارا نام ہوتا ہی
ہم اپنی زندگی کو دیکھتے ہیں چشم عبرت سے ہوا سے گل اگر کوئی چراغ شام ہوتا ہی

مغرور وفا اے دل خودکام نہ ہونا ارباب نظر میں کہیں بدنام نہ ہونا
رسوائیوں سے عشق میں کیونکر بچے کوئی الزام ہی یہ بھی کوئی الزام نہ ہونا

دم بیتابی فرقت کلیجہ تھام لینا ہے ہمیں ہاتھوں سے اتنا مختصر سا کام لینا ہے
تڑپ لینے دے امید سکوں جی کھول کر ہمکو پھر آنکھیں بند کر کے مدتوں آرام لینا ہے

موت میں اے خوبی تقدیر کتنی دیر ہے عشق کی بیتابیوں میں تصویر کتنی دیر ہے
پوچھتے ہیں ہر نفس سے شب فرقت میں ہم زور و شور نالۂ شبگیر کتنی دیر ہے

فریب لطف میں دل پھنس گیا قیامت ہے ذرا سی بات کا یہ طول کیا قیامت ہے
بیان سے پھونک دی مردہ دلوں میں تازہ روح شہید ناز کا بھی ماجرا قیامت ہے

صبح کردیتے ہین شب اترے روتے روتے
آنکھ کھل جاتی ہے جب رات کو سوتے سوتے

بزم ہستی مین کوئی کام کئے جا اے شمع
نام بھی ہو رہیگا صبح کے ہوتے ہوتے

مانا کہ ہر طرف ہی تجلائے حسن دوست
لائین کہان سے تاب تماشائے حسن دوست

پہونچے کلیم طور پہ اندھیاری رات مین
اللہ رے عروج تمنائے حسن دوست

زمانے بھر کے غم اپنے لئے ہین
نہ جانے کیا گنہ ہمنے کئے ہین

ملے گی آپ ہی سے داد اُن کی
جن امیدونپہ ہم ابتک جئے ہین

دو دو پہر اب ہوش مین آیا نہین جاتا
دلمین ہے کہان درد بتایا نہین جاتا

پہلے ہی شکوہ تھا وہ سنتے نہین احوال
اب سننے جو بیٹھے تو سنایا نہین جاتا

بیمار عشق ہون مری حالت تو پوچھ لو
اے ہنسنے والو حال مصیبت تو پوچھ لو

دل بیچنے ہم آئے ہین بازار حسن مین
سودا ہو یا نہ ہو کوئی قیمت تو پوچھ لو

گو ناامیدیون سے نہین فرصت فغان
خاموش کس لئے ہون یہ حالت تو پوچھ لو

ہر چند راز عشق کے ناگفتنی سہی
ناگفتنی ہین کیون یہ حقیقت تو پوچھ لو

فراق اور بے اثر فریاد یہ کیا
یہ کیا ہے اے دل ناشاد یہ کیا

ہم اور اُس شوخ سے پیمان وصلت
اُمید امر بے بنیاد یہ کیا

غم فراق مین جی سے گزر گیا ہوتا　　خدا نے فضل کیا ورنہ مر گیا ہوتا
شب فراق مین شور و فغان بپا ہوتا　　ستم ہوا تھا وہ سوتے مین ڈر گیا ہوتا
دل و جگر کی کوئی یادگار رہ جاتی　　لہو مین ناوک جانان جو بھر گیا ہوتا
نگاہ شوق کی گرمی کو روکتا نہ اگر　　حضور آپ کا چہرہ اُتر گیا ہوتا

⁂

دل بہت خوش ہو تو رونا چاہیئے　　آپ سے باہر نہ ہونا چاہیئے
جب مین کہتا ہون خفا کیون ہین حضور　　ناز سے کہتے ہین ہونا چاہیئے

⁂

دل اور دل مین اُنکی تمنا لئے ہوئے　　سوئے عدم چلا ہون مین کیا کیا لئے ہوئے
دل توڑنے کا لطف ہی جب ای خدنگ ناز　　پہلو کسی طرح سے جگر کا لئے ہوئے

⁂

رنج سے یا کہ دلگی سے کہو　　تمھین کہنا ہو جو خوشی سے کہو
جو کہو تم مرے سر آنکھون پر　　دوستی سے کہ دشمنی سے کہو

⁂

فکر وصل دوست مین یون عمر بھر بیٹھے رہے　　اپنی ہستی و عدم سے بے خبر بیٹھے رہے
بات کرنیکا کسی ہمدرد سے کسکو دماغ　　مدتون رکھے ہوے زانو پہ سر بیٹھے رہے

⁂

دل مجھے اور دل کو خدا مل گیا　　جذب محبت کا صلا مل گیا
پھیری نظر خون تمنا ہوا　　بندہ نوازنہ آپکو کیا مل گیا

نہ مرتے ہین نہ کُنجِ قید سے آزاد ہوتے ہین
اسیرِ عشق طولِ زندگی کو بیٹھے روتے ہین

اوٹھین مشقِ ستم اور مشقِ غم ہمکو مبارک ہو
ابلتے ہی چلے آتے ہین آنسو جتنا روتے ہین

دل اپنا آنکھین اپنی اشک اپنے جوشِ غم اپنا
کسیکا کیا بگڑتا ہی جو ہم فرقت مین روتے ہین

دن کٹا شام ہوئی چرخ پہ تارے نکلے
نہ نکلنا تھے نہ ارمان ہمارے نکلے

ہوگئی عید مراد اونکو دمِ عرضِ سوال
خامشی سے تری کیا کیا نہ اشارے نکلے

مرنے والونکی ترے خاک کرین قدر دی
ہمنے دیکھا جنھین وہ گور کنارے نکلے

اہلِ دل دادِ ستم حشر مین پائین کیونکر
جنکو دیکھا وہ طرفدار تمہارے نکلے

اونکی ہر سانس پہ صدقے ہو زمانیکی حیات
جو کہ مرنے پہ گنہگار تمہارے نکلے

یہی ہے فائدہ بعدِ فنا تربت مین جانے سے
تھمی رہتی ہین تکلیفین مرض کی نیند آنے سے

تمھین چاہا تمہارے ہو گئے اب چھپنا کیا ہے
مبارک ہو تمھین ترکِ تعلق اک زمانے سے

نظر ملتے ہی شامِ وصل دم رگ رگ سے کھنچ آیا
مناسب تھا نہ آنا ہی تمہارا ایسے آنے سے

زمانے کا وہ بت خدا ہو رہا ہے
خدایا یہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے

کوئی ہنس رہا ہے ادائے ستم پر
کوئی دل ہی دل مین خفا ہو رہا ہے

مین جنون مین جبکہ تھک کے سرِ کوئے یار ٹھہرا
وہ ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی ہین دل بیقرار ٹھہرا

نہ ملال بیوفائی نہ وفا کی داد چاہی
وہ مرا شعار ٹھہرا یہ ترا شعار ٹھہرا

مری جان چھوڑ ناصح مین فنا بھی ہون تو کیا ڈر | غم عاشقی کے قابل دل بیقرار ٹھہرا

***

مین ہمت دل خانہ خراب کے صدقے | کہ ہو گیا ترے حسن شباب کے صدقے
بلائین لیتی ہین چشم امید کی نظرین | دکھائے شکل ادا سے حجاب کے صدقے

***

اس سمجھ پر مین تصدق نہ کیسکی سمجھے | بات سیدھی بھی کہی کوئی تو الٹی سمجھے
جان جان کہنے پہ بگڑے تو کیا قتل مجھے | واہ کیا خوب مری بات کے معنی سمجھے

***

پھیر کر نظرین جو وہ ہمسے خفا ہو جائینگے | ایک پل مین آشنا نا آشنا ہو جائینگے
دوست کی ناراضگی کا اسطرح دینگے جواب | ہم بھی اپنی زندگانی سے خفا ہو جائینگے

***

جو نظر سے گر گیا ہو اوسکی پھر اوقات کیا | آپکے نزدیک ہم کیا ہین ہماری بات کیا
صبح سے تا شام فرقت مین ہوا جو کچھ ہوا | دیکھیئے اب کہ دکھلاتی ہی ہمکو رات کیا
تیرے وحشی کا ہر اک موسم مین ہے یکسان مزاج | سردی گرمی کسے کہتے ہین اور برسات کیا

***

چھٹے وہ پڑ گئے جینے کے لالے | خدا ہی اب ہمارا دل سنبھالے
کوئی اہل نظر لائین کہان سے | دکھائین کسکو اپنے دل کے چھالے
غم و شادی کی ہین تصویرین دونون | تمہارے قہقہے اور میرے نالے
قیامت ہی قیامت ہے فرقت | خدایا ہمکو دنیا سے اوٹھالے

بیمار محبت کی جب کوئی خبر پانا ۔ غیرون کی طرح تم بھی دم بھر کو چلے آنا
وادی محبت سے پھر کر جو وطن آئے ۔ غیرون کا بیان کیا ہو اپنون نے نہ پہچانا
روتے ہی ہوئے آئے روتے ہی اوٹھے ۔ عبرت گہ عالم مین اپنا ہے یہ افسانا

آپ جتنا کہ شاد ہوتے ہین ۔ اور بھی رونے والے روتے ہین
کچھ نہ پوچھو حیات ہجر کا حال ۔ صبح روتے ہین شام روتے ہین

لبون پہ جان ہی فرقت کا غم نہین اُٹھتا ۔ خطا معاف ہوا تو ستم نہین اوٹھتا
اوٹھون اور اوٹھکے چلا جاؤن کوے جانانہ ۔ مگر مین کیا کرون ناصح قدم نہین اُٹھتا

جب اہل عشق تیرا نام لین گے ۔ زبان و دل سے یکسان کام لین گے
فنا اے دل نہ ہونا چوٹ کھا کر ۔ ابھی تجھسے بہت کچھ کام لین گے

بہت دنون مین جیا ہون قضا سے ڈر ڈر کے ۔ ہوا بتون کا فدائی خدا سے ڈر ڈر کے
کیا ہی عرض تمنا کا مرحلہ آسان ۔ حضور کے ستم ناروا سے ڈر ڈر کے
چلا ہون محفل دلدار مین الٰہی خیر ۔ قدم قدم دل ناآشنا سے ڈر ڈر کے
حیات عشق بسر کی ہی اس طرح مین نے ۔ تری جفا سے اور اپنی وفا سے ڈر ڈر کے
زمانہ مجھکو ستائے تو کچھ نہین پروا ۔ نڈر ہوا ہون کسی کی جفا سے ڈر ڈر کے
اوٹھاؤ اب تمھین نازک مزاجیان محشر ۔ بگاڑی عادت دل ابتدا سے ڈر ڈر کے